سوانح عمری اہلبیت النبی الابرار

المعروف بہ

خصائص بضعۃ اہل البیت الطاہرہ

اس کتاب میں احکام خلافت و فضائل حضرت علیؑ ابن ابیطالب و فاطمہ زہرا و امامین حسنینؑ
علیہم الصلوٰۃ والسلام و تمام خصائص و کمالات اخلاقی و تمدنی و معاشرتی و دیگر واقعات و پند نصائح

و ۱۲۵ سو فیصلہ عدالتی حضرت امیرؑ کے از

ابتدا ولادت مبارک تا دم رحلت شریف از کتب صحاح ستہ و مستدرک و بیہقی و استیعاب و الاصابہ
فی الصحابہ و طبقات ابن سعد و تاریخ خلفا سیوطی و تاریخ ابو الفدا و صواعق محرقہ و کنز العمال و مسند امام احمدؒ
سے ضبط قلم کئے گئے ہیں جن کتب سے مضامین ضبط کئے ہیں انکا حوالہ صفحہ جلد بھی دیا گیا ہے اور عربی عبارات کا ترجمہ بھی
کردیا گیا ہے اب یہ کتاب فضائل اہلبیت اطہار پر جامع حاوی ہو گئی ہے جو اسکے قبل کوئی ایسی جامع کتاب چھپی نہیں

جو دنیا میں انکی یادگار ہوگی

بعہد الملک المؤید سلطان العلوم سلطان الہند الدکن نواب میر عثمان علیخان بہادر دام اقبالہ و اجلالہ اللہم انصر و اعساکرہ
مصنف کتاب ہذا حاجی محمد عبد اللہ ابن نور الدین غفر اللہ ذنوبہم مصنف تصنیفات مفتاح النجاح شرح ابن حجر و عون الودود شرح ابی داؤد
و قوار الاسلام و حیات سلطانی و عثمان البیان فی سیرۃ النبی آخر الزمان و عجائب البیان فی لغات القرآن السیف المسلول فی تنبیہ
و تحفۃ فخریہ چہار رسالہ
خط الرسول و معدن الاتقیا فی سیرۃ الانبیاء و عثمان اللغات و احکام القرآن
مطبع اعظم سٹیم پریس حیدرآباد دکن

پتہ مصنف کتاب محلہ میر چوک عقب مسجد ... کچہری حیدرآباد دکن مکان ۵۹۱



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الانسان سمیعاً بصیراً و ارسل محمداً صلی اللہ علیہ و سلم بشیراً و نذیراً و علی اصحابہ الذین طھرھم تطہیراً فابتدئت من خصائص لاربعۃ لاہل کساء الاطہرۃ

نسب نامہ حضرت علیؑ بن ابیطالب

علیؑ بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان :.

ولادت علی علیہ السلام اندرون کعبہ یوم جمعہ

ان علیاً ولدتہ امہ بجوف الکعبۃ شرفہا اللہ تعالی وھی فضیلۃ خصہ اللہ تعالی بہا و ذلک ان فاطمۃ بنت اسد رضی اللہ عنہا اصابہا شدۃ الطلق فادخلہا ابوطالب الی الکعبۃ فطلقت طلقۃ واحدۃ فوضعتہ یوم الجمعۃ :.

تاریخ ولادت

فی رجب سنۃ عاشر من الرجب ثلاثین من عام الفیل بعد ان تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ بثلاث سنین وام علی اول ہاشمیۃ ولدت ہاشمیاً اسلمت وھاجرت وماتت فی حیات النبی ونزل فی قبرھا نزہۃ المجالس لعبد الرحمن العصفوری جلد ۲ صفحہ ۱۵۹-

اسمیں شک نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپکی والدہ ماجدہ نے اندرون کعبہ جنا ہے۔
یہ آپ ہی کی خصوصیت ہے اصل واقعہ یوں ہے کہ جب آپکی والدہ مرحومہ کو دردزہ کی سختی
شروع ہوئی تو ابو طالب نے آپ کو بیت اللہ کے اندر داخل کر دیا۔ وہاں نہایت سہولت سے
زچگی ہو گئی یہ جمعہ کا دن دس ماہ رجب سنہ ۳۰ عام فیل تھی تین سال بعد تزویج آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت علی رضی اللہ کی والدہ ہاشمیہ تھی اور ہاشمی کو جنی اور
مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ مدینہ کو ہجرت کی مدینہ میں انتقال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
آپ کو کفن دفن کیا اور اپنی قمیص مبارک میں آپکو کفن دیکر قبر میں بھی خود اُتارا اور جنہوں نے یہہ
بیان کیا ہے کہ اسلام نہیں پایا سراسر غلط ہے۔ کذا فی کتاب اصابہ فی صحابہ جلد ۴ صفحہ ۱۶۰

آپکی والدہ مرحومہ کی تجہیز و تکفین

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ لَمَّا مَاتَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ اَسَدِ بْنِ ہَاشِمٍ کَفَّنَہَا
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَمِیْصِہٖ وَصَلّٰی عَلَیْہَا وَکَبَّرَ عَلَیْہَا سَبْعِیْنَ تَکْبِیْرَۃً
وَنَزَلَ فِیْ قَبْرِہَا فَجَعَلَ یُوْمِیْ فِیْ نَوَاحِی الْقَبْرِ کَاَنَّہٗ یُوَسِّعُہٗ وَیُسَوِّیْ عَلَیْہَا وَخَرَجَ مِنْ
قَبْرِہَا وَعَیْنَاہُ تَذْرِفَانِ وَحَثَا فِیْ قَبْرِہَا فَلَمَّا ذَہَبَ قَالَ لَہٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
رَاَیْتُکَ فَعَلْتَ ہٰذِہِ الْمَرْاَۃِ شَیْئًا لَمْ تَفْعَلْہُ عَلٰی اَحَدٍ قَالَ یَا عُمَرُ اِنَّ ہٰذِہِ
الْمَرْاَۃَ کَانَتْ اُمِّی الَّتِیْ وَلَدَتْنِیْ اِنَّ اَبَا طَالِبٍ کَانَ یَصْنَعُ الصَّنِیْعَ وَتَکُوْنُ
لَہُ الْمَادِبَۃُ وَکَانَ یَجْمَعُنَا عَلٰی طَعَامِہٖ فَکَانَتْ ہٰذِہِ الْمَرْاَۃُ تَفْضُلُ مِنْ
کُلِّہٖ نَصِیْبًا فَاَعُوْدُ فِیْہِ وَاِنَّ جِبْرَائِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَخْبَرَنِیْ عَنْ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ
اَنَّہَا مِنْ اَہْلِ الْجَنَّۃِ وَاَخْبَرَنِیْ جِبْرَائِیْلُ اَنَّ اللّٰہَ اَمَرَ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلَائِکَۃِ
یُصَلُّوْنَ عَلَیْہَا مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۰۸

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب آپکی والدہ مرحومہ کا انتقال ہوا

تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں ستر تکبیرات پڑھیں و قبر میں اتارا۔
اور قبر کے اطراف اشارہ فرمایا گویا قبر کو کشادہ فرمارہے ہیں۔ جب باہر تشریف
لائے تو آپ کے آنسو بہتے تھے۔ اور مٹی قبر پر برابر کرتے جاتے۔ جب واپس تشریف
لے چلے تو عمر بن خطاب نے عرض کیا اے رسول اللہ آپ نے اس عورت کے ساتھ
ایسا برتاؤ فرمایا جو کسی سے نہیں فرمایا۔ آپ نے فرمایا اے عمر یہ عورت میری ماں
تھی۔ جس نے مجھ کو جنا ہے۔ تحقیق ابو طالب کاروبار کرنے اور وہ کثیر العیال تھے۔
سب کو ساتھ لیکر ایک جگہ کھانا کھاتے اور یہ عورت ہمیشہ میرے لئے کچھ بچا رکھتی۔
جب میں باہر سے آتا تو وہ بچا ہؤا کھانا مجھ کو دیتی۔ اور بے شک جبرائیل علیہ السلام
نے مجھ کو میرے رب سے خبر دی ہے کہ یہ عورت اہل جنت سے ہے۔ اور یہ بھی
خبر دی ہے کہ اس عورت کی نماز جنازہ پر ستر ہزار فرشتوں کو حکم ہؤا ہے کہ اس کی
نماز جنازہ پڑھیں۔ **فائدہ** حضرت ہارونؑ کی نماز جنازہ میں ستر ہزار راہب تھے۔

فائدہ جلیلہ

حضرت علی و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسب میں دونوں برابر ہیں۔
صرف فرق اتنا ہے کہ آپ ابو طالب کے صاحبزادے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت عبداللہ کے او حضرت عبداللہ و ابو طالب دونوں عبدالمطلب
کے صاحبزادے ہیں اور دونوں ہاشمیت و قرشیت میں برابر ہیں ابو طالب کا
نام عبد مناف اور عبدالمطلب کا نام شیبہ بن ہاشم ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سب سے سابق الاسلام ہونا

قَالَ عَبدُاللّٰہِ بن عبّاس وَاَنس وَزید بن ارقم وسلمان الفارسی وجماعۃٌ اَنَّہٗ

اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَنَقَلَ بَعْضُھُمُ الْاِجْمَاعُ عَلَیْہِ تاریخ الخلفاء عن ابی یعلی وغیرہ عبداللہ بن عباس و انس بن مالک و زید بن ارقم و سلمان فارسی اور ایک جماعت صحابہ وغیرہ سے اس پر متفق ہیں کہ مردوں میں علیؑ ابن ابیطالب اور عورتوں میں خدیجہ کبری سب سے سابق اسلام ہیں۔

عن علیؑ بن ابی طالب قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَاَسْلَمْتُ یَوْمَ الثُّلٰثَاءِ وَکَانَ عُمْرُہٗ حِیْنَ اَسْلَمَ عَشَرَ سِنِیْنَ وَقِیْلَ تِسْعٌ وَقِیْلَ ثَمَانٍ دُوْنَ ذٰلِکَ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۴

حضرت علیؑ خود بھی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کو مبعوث ہوئے اور میں سہ شنبہ کے دن مشرف اسلام ہوا۔ صرف ایک ہی شب درمیان ہے۔ اور جس وقت آپ مشرف باسلام ہوئے اُس وقت آپ کی عمر شریف دس برس کی تھی بعض نے آٹھ سال بھی بیان کی ہے اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ عرب میں محرم سے محرم تک سال کا حساب ہوتا ہے۔ اور اول آخر کسرات کو شمار نہیں کرتے اور جو اول آخر کے ماہ کو شمار کرتے ہیں اُس حساب سے دس برس ہوتے ہیں۔ کیونکہ آپ کی ولادت دس رجب کو ہے۔ ینابیع المودہ صفحہ ۱۴۶۔

عَنْ عَبْدُ اللّٰہِ ابی الھذیل عن علیؑ ابن ابیطالب قَالَ مَا اَعْرِفُ اَحَدًا مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَبَدَ اللّٰہَ تَعَالٰی بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَیْرِیْ عَبَدْتُ اللّٰہَ قَبْلَ اَنْ یَّعْبُدَہٗ اَحَدٌ مِّنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ تِسْعَ سِنِیْنَ نسائی ابن عساکر وغیرہم

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں میں کسی ایک کو بھی نہیں جانتا ہوں کہ اُس نے بعد نبی کریم عبادت کی ہو سوا میرے قبل نو سال یعنی پہلے آنحضرت کے بعد خدیجہؑ کے بعد علیؑ

رسول اللہ و علی دونوں پر ملائکہ کا درود پڑھنا

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ صَلَّتِ الْمَلٰئِکَۃُ عَلَیَّ وَعَلٰی عَلِیٍّ لِاَنَّا کُنَّا نُصَلِّیْ وَلَیْسَ مَعَنَا اَحَدٌ لِاصابۃ فی الصحابۃ

تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ مدید تک میرے اور علی دونوں پر ملائکہ درود پڑھتے تھے۔ کیونکہ بجز ہم دونوں کے کوئی بھی نماز پڑھنے والا نہ تھا۔

حضرت علیؑ کا سب سے بڑھکر عالم ربانی اور مشہور بہادر و مقرر و زاھد ہونا

اَحَدُ الْعُلَمَاءِ الرَّبَّانِیِّیْنَ وَالشُّجْعَانِ الْمَشْهُوْرِیْنَ وَالزُّھَّادِ الْمَذْکُوْرِیْنَ وَالْخُطَبَاءِ الْمَعْرُوْفِیْنَ تاریخ الخلفا صفحہ ۹۴

حضرت علیؓ ایک فرد ہیں علماء ربانیوں میں اور مشہور بہادروں میں ہیں اور انتہی کے زاہد ہیں اور معروف مقرر ہیں۔

حضرت علیؓ نے قرآن مجید جمع کیا اور آنحضرتؐ پر پیش کیا۔

وَاَحَدُ مَنْ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ وَعَرَضَہٗ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

تاریخ الخلفاء صفحہ ۔۔

آپ بھی منجملہ اُن کے ہیں جنہوں نے قرآن جمع کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا۔

فائدہ

سوال ایا یہ وہی قرآن ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں جمع ہو چکا تھا۔ کیونکہ ایک جماعت کثیرہ حضرات امامیہ سے اس طرف گئے ہیں کہ قرآن مجید میں اکثر حصّہ فضائل اہل بیت میں تحریف ہو گیا ہے۔ یہ خلاف عقل دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اہل بیت اپنے زمانہ خلافت میں اُس کی تکمیل کر لینے کونسا امر مانع تھا۔ امامیہ کی بڑی معتبر تفسیر مجمع البیان کی جلد اول صفحہ ۵ کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ جو قرآن مجید اس وقت موجود ہے یہ وہی ہے جو آنحضرت پر بارہا پڑھا گیا ہے۔ اور ایک جماعت نے اُسی کو حفظ کیا منجملہ اُن حفاظ کے عبداللہ بن مسعود و ابیّ بن کعب وغیرہ ہیں۔ اور جن امامیہ نے اسکے خلاف بیان کیا ہے وہ حشویہ ہیں۔ اُن کے قول و نقل کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور اس وقت تک جس قدر امامیہ کی تفسیریں ہیں وہ اسی قرآن کی تفسیریں ہیں۔

اور سب سے اعلیٰ دلیل یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ جملہ آیات قرآن مجید چھ ہزار چھ سو سولہ ہیں (۶۶۱۶) اور کلمات ستتر ہزار نو سو تینتیس ہیں (۷۷۹۳۳) اور حروف کی تعداد تین لاکھ تیس ہزار چھ سو اکتر ہیں (۳۰۳۶۷۱) دیکھو ترجمہ تفسیر اتقان جلد ۱ صفحہ ۱۷۱

حضرت علیؓ کے رسول اللہ سے کثرت روایات

رُوِیَ لَهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسَمِائَۃِ حَدِیْثٍ وَسِتَّۃٌ وَّ ثَمَانُوْنَ حَدِیْثًا۔ تاریخ الخلفا صفحہ ۶۵

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانسو چھیاسی احادیث روایت کی ہے اور مسند امام احمد میں قریباً سات سو کے آپ کے مرویات ہیں۔

حضرت علیؓ نے کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا

وَمِنْ کَرَامَتِہٖ کَانَ یَتَعَرَّضُ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ فَیَمْنَعُہَا مِنَ السُّجُوْدِ لِلصَّنَمِ اِذَا اَرَادَتْ ذٰلِکَ النسفی فی نزہۃ المجالس جلد ۲ صفحہ ۱۶۲

منجملہ کرامات حضرت علی کے یہ بھی ہے کہ آپ نے کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا۔ اور اپنی والدہ کے شکم میں بھی اپنی والدہ کو بتوں کے سجدہ سے منع فرماتے جب کبھی وہ ارادہ سجدہ بت کا کرتی۔

حضرت امیر کی کمال وسعت علمی و کثرت روایات

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ وَاللّٰہِ مَا نَزَلَتْ آیَۃٌ اِلَّا قَدْ عَلِمْتُ فِیْمَا نَزَلَتْ وَاَیْنَ نَزَلَتْ وَعَلٰی مَنْ نَزَلَتْ اِنَّ رَبِّیْ وَھَبَ لِیْ قَلْبًا عَقُوْلًا وَلِسَانًا نَاطِقًا۔

کنز العمال وغیرہ۔

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی کوئی آیت ایسی نازل نہیں ہوئی۔ کہ میں اُس کو نہ جانتا ہوں کس کی بابت اُتری ہے۔ اور کہاں اُتری ہے اور کس پر اتری ہے۔ اور کس کے حق میں اُتری ہے۔ میرے ربنے مجھ کو قلب معقول اور لسان ناطق عطا فرمایا ہے۔

عَنْ اَبِی الفضیل قَالَ قَالَ عَلِیٌّ سَلُوْنِی عَن کِتَابِ اللہِ فَاِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اٰیَۃٍ اِلَّا وَ قَدْ عَرَفْتُ بِلَیْلٍ نَزَلَتْ اَمْ بِنَہَارٍ اَمْ فِی سَہْلٍ اَمْ فِیْ جَبَلٍ۔ ابن سعد

ابو فضیل کا بیان ہے۔ حضرت امیر نے فرمایا جو کچھ تم کو کتاب اللہ کے متعلق دریافت کرنا ہو وہ مجھ سے دریافت کرلو۔ کیونکہ اس میں کوئی آیات نہیں ہے کہ میں اس کو نہ جانتا ہوں۔ کہ یہ آیت رات کو اُتری ہے یا دن کو اور میدان میں اتری ہے کہ جنگل میں۔

عَنْ مُسْلِم بن اَوْسٍ وَجَارِیَۃِ بن قدامۃ اسعدی اَنَّہُمَا حَضَرَا عَلِیًّا یَخْطُبُ وَھُوَ یَقُوْلُ سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ فَاِنِّیْ لَا اُسْہِلُ عَنْ شَیْئٍ دُوْنَ الْعَرْشِ اِلَّا اَخْبَرْتُ عَنْہُ ؛ کنزل الاعمال۔

مسلم بن اُوسِ و جاریہ بن قدامہ اسعدی یہ دونوں حضرت امیر کے پاس آئے اور آپ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اُثناء خطبہ میں آپ فرماتے تھے جو کچھ تم کو دریافت کرنا ہو وہ مجھ سے دریافت کرلو۔ قبل اِس کے کہ پھر تم مجھ کو نہ پاؤ۔ بیشک میں نہیں پوچھا گیا سوائے عرش رحمٰن کے مگر میں نے اُس کی خبر دی ہے۔

عَنْ سعید بن المسیب قَالَ مَا کَانَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ یَقُوْلُ سَلُوْنِیْ غَیْرَ عَلِیِّ بن اَبِیْ طَالب۔ عبد البر: از کنزل لاعمال۔

سعید بن سیب روایت کرتا ہے کہ صحابہ میں ایک بھی ایسا نہیں پایا گیا

کہ وہ کہے ہر ایک مسئلہ مجھ سے دریافت کرلو۔ سوائے امیر علیہ السلام کے۔

حضرت کا اقرار ربوبیت واستقامت

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصِنِيْ قَالَ قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ
قُلْتُ رَبِّيَ اللّٰهُ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ قَالَ لِيَهْنِكَ
الْعِلْمُ يَا اَبَا الْحَسَنِ لَقَدْ شَرِبْتَ الْعِلْمَ وَنَهِلْتَهُ نَهْلًا۔ کنز العمال

حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے آنحضرت سے عرض کی کہ آپ مجھے کچھ وصیت فرمائیے تو آپ نے فرمایا پہلے تو ربوبیت کا اقرار کر پھر تو اس پر ثابت قدم رہ میں نے کہا رب میرا اللہ تعالیٰ ہے اور نہیں توفیق میری مگر اللہ تعالیٰ پر اور بھروسہ اسی پر ہے۔ پھر آنحضرت نے فرمایا اے ابو الحسن تو نے علم کو مستحکم کرلیا اور علم کو تو نے پی لیا اب تو کبھی نہیں بھولنے کا۔

عَنْ عَلِيٍّ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَتَعِيَهَا اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَهَا اُذُنَكَ يَا عَلِيُّ فَمَا سَمِعْتُ
مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَنَسِيْتُهٗ۔ کنز العمال۔

حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں وَتَعِيَهَا اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ کی تفسیر میں آنحضرت نے فرمایا میں نے خدا سے سوال کیا کہ میں واقعات نوح کو یاد رکھوں پھر میں کبھی نہیں بھولا۔ جو آنحضرت سے سنا ہے۔

حضرت علیؓ کا یمن پر عہد قضات

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ فَقُلْتُ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعَثْتَنِيْ وَاَنَا شَابٌّ اَقْضِيْ بَيْنَهُمْ وَلَا اَدْرِيْ مَا الْقَضَاءُ

فَضَرَبَ صَدْرِیْ بِیَدِہٖ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِھْدِ قَلْبَہٗ وَ ثَبِّتْ لِسَانَہٗ فَوَالَّذِیْ خَلَقَ الْحَبَّۃَ مَا شَکَکْتُ فِیْ قَضَاءٍ بَیْنِ اِثْنَیْنِ ۔ مستدرک و تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۶

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے مجھ کو یمن کو روانہ فرمایا۔ کہ میں اُن میں قضات کروں۔ میں نے عرض کیا آپ تو مجھ کو قاضی بنا کر بھیجتے ہیں لیکن میں تو نوجوان ہوں۔ کیونکر اُن میں فصل خصومات کا تصفیہ کر سکونگا۔ حالانکہ میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے اپنے دستِ مبارک سے میرے سینے پر مارا اور فرمایا اے اللہ اس کے قلب کو ہدایت دے اور زبان کو ثابت رکھ۔ قسم ہے اُس ذات کی جس نے وانہ سے درخت پیدا کیا ہے پھر مدعی و مدعی علیہ کے فیصلہ میں کبھی مجھ کو دشواری نہیں ہوئی۔

عَنْ عَلِیٍّ اَنَّہٗ قِیْلَ لَہٗ مَا لَکَ اَکْثَرَ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْثًا قَالَ اِنِّیْ کُنْتُ اِذَا سَأَلْتُہٗ اَنْبَأَنِیْ وَ اِذَا سَکَتُّ اِبْتَدَأَنِیْ تاریخ الخلفاء صفحہ ۔۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کسی نے مجھ سے دریافت کیا آپ کی اس قدر کثرت روایات حدیث کیوں ہیں بہ نسبت دوسرے صحابہ کے آپ نے فرمایا اسکی وجہ یہ ہے کہ جب میں آنحضرت سے کچھ دریافت کرتا تو آپ مجھ سے حدیث بیان فرماتے اور جب میں چپ ہو جاتا تو آپ خود مجھ سے حدیث بیان فرماتے۔

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلِیٌّ اَقْضَانَا۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۶۔

حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں علیؓ تو ہم میں بہت ہی بڑا عالم ہے۔ علم قضات میں۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ قَالَ کَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَتَعَوَّذُ بِاللّٰہِ مِنْ

مُعْضِلَۃٍ لَیْسَ فِیْہِ اَبُوالْحَسَنِ ؎

سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ حضرت عمر خدا سے پناہ مانگتے تھے۔ اُس مجلس سے جس میں ابوالحسن نہ ہوں۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَۃِ یَقُوْلُ سَلُوْنِیْ اِلَّا عَلِیٌّ رض ؎ تاریخ الخلفا۔

حضرت عمر بن الخطاب فرماتے ہیں صحابہ میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ وہ کہے مجھ سے ہر ایک مسئلہ دریافت کرلو۔ مگر علی رض ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ عَلِیًّا ذُکِرَ عِنْدَھَا فَقَالَتْ اَمَا اِنَّہٗ اَعْلَمُ مَنْ بَقِیَ بِالسُّنَّۃِ ؎

حضرت عائشہ رض کے نزدیک جب کبھی حضرت علی رض کا ذکر کیا جاتا تو آپ فرماتی ایا علی وہ تو بہت بڑا عالم ہے بقیہ سنت کے جاننے والوں میں سے۔

عَنْ عبدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِذَا حَدَّثَنَا ثِقَۃٌ عَنْ عَلِیٍّ یُفْتِیْنَا لَا نَعْدُوْہُ ؎

عبداللہ بن عباس رض فرماتے ہیں جب ثقہ شخص ہم کو علی رض بن ابی طالب سے حدیث بیان کریگا تو ہم اُس کے قبول کرنے میں ہرگز دریغ نہ کرینگے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ (زوجۃ النبیؐ) قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ لَا یَفْتَرِقَانِ حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ ؎ تاریخ الخلفا

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ علی قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ رہیگا کبھی جدا نہ ہونگے۔ یہاں تک یہ دونوں مجھ سے حوض کوثر پر آملیں گے۔

فائدہ جلیلہ

حضرت امیر کی کثرت روایات کی تعداد جو تاریخ الخلفا میں بیان کی گئی پانسو چھیاسی (۵۸۶) اور مسند امام احمدؒ میں چھ سو چوالیس ہے سمعاً (۶۴۴)

آپ کے شاگردوں کی تعداد

امام حسنؑ و امام حسینؑ و محمد حنفیہؒ و عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن الزبیر و ابوموسیٰ اشعری و ابوسعید خدری و زید بن ارقم و جابر بن عبداللہ و ابو امامہ و ابوہریرہ اور بہت سے صحابہ ہیں رضی اللہ عنہ۔

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔ ترمذی انس بن مالکؓ آنحضرت سے کہتا ہے کہ آپ نے فرمایا میں تو حکمت کا گھر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہے۔

عن علیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیَاْتِ الْبَابَ۔ مستدرک و صواعق۔

حضرت علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سمعاً روایت کرتا ہے کہ آپنے میرے حق میں فرمایا میں تو علم کا مدینہ ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہے۔ پس جو علم کو چاہے وہ دروازے پر جائے۔ اس میں شک نہیں کہ آنحضرت کو علم اولین و آخرین من اللہ عطا ہوا۔ آپ کے بعد علی رضی اللہ عنہ، تک پہنچا۔

اور اس حدیث کو بزار طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے اپنی کتاب مستدرک میں اور اسی طرح عقیلی و ابن عدی و ترمذی نے نقل کیا ہے۔ و لیکن قد اضطرب الناس فی ھذا الحدیث یعنی عن عبد اللہ بن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا مدینۃ العلم و علیٌّ بابھا فمن اراد العلم فلیأت الباب۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۷ "

فیہ ابو الصلت عبد السلام لیس بثقۃ و قال الدار قطنی خبیث قال الذھبی فی الخلاصۃ العجب من الحاکم و جرئتہ فی تصحیح ھذا الحدیث و امثالہ من البواطیل و فی اسنادہ احمد بن عبد اللہ بن یزید الحرّانی ھذا دجال کذاب و فی صواعق المحرقۃ انّ ذلک الحدیث مطعون فیہ و علی تسلیم صحتہ او حسنہ ابو بکر محرابھا معارضۃ بخبر الفردوس انا مدینۃ العلم و ابو بکر اساسھا و عمر حیطانھا و عثمان سقفھا و علی بابھا و ھذا صریحۃ ظاھرۃ لا شک فیہ۔ صواعق و غزالی فی کتابہ و من المصنف فان سلمنا ان الاساس و الحیطان و السقف اعلی من الباب و فیھا استحکام المدینۃ و لا بد للمدینۃ بالاساس و الحیطان و السقف و لکن الباب فیہ کثیر من المنفعۃ بالدخول و الخروج و حفاظت الدار و غیرھا ظاھرۃ و لا شک انّ علیّ بن ابیطالب رضی اللہ عنہ داوم مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المھد الی اللحد لہ علم الاولین و الاٰخرین و لم یقل احدٌ من الصحابۃ سلونی غیر علی بن ابیطالب و عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اعلم اُمتی من بعدی علی بن ابیطالب

بعض خصائص علیؓ بن ابیطالب علمیہ و فضلیہ

عن عبد اللہ بن عباس قَالَ کَانت لِعَلِیٍّ ثَمَانَ وَعَشَرۃَ مَنقَبۃَ مَاکَانَ لِاَحَدٍ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ۔ رواہ الطبرانی فِی الاوسط از تاریخ الخلفاء ۶۶

عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ علیؓ کے لئے اٹھارہ خصائص ایسے ہیں کہ اُمت محمدیہ میں کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔

عن ابی ھریرۃ قَالَ قال عمر بن الخطاب لقد اعطا علیًا ثلاث خِصَالٍ لِاَنْ یَکُوْنَ لِیْ خَصلَۃٌ مِنْھَا اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُعطٰی حُمْرَ النِعم فَسُئِلَ وَمَاھِیَ قَالَ تزَوَّجَہٗ اِبْنَتَہٗ فَاطِمَۃَ وَسُکْنَاہُ المَسْجِدَ لَا یَحِلُّ لِیْ فِیْہِ مَا یَحِلُّ لَہٗ وَالرَّایَۃَ یَوْمَ خَیْبَرَ۔ تاریخ الخلفا ۔۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب تاسف سے فرماتے تھے کہ علی میں تین خصائص میں سے مجھ کو ایک بھی نصیب ہوتی تو میں اُس کو سُرخ اونٹ سے زیادہ پسند کرتا۔ کسی نے دریافت کیا وہ تین کیا ہیں۔ فرمایا ایک تو آنحضرت نے اپنی صاحبزادی فاطمہ سے اسکی شادی کردی۔ دوم بجز میرے اُسکو سکونت کی جگہ دی مسجد میں سوم جنگ خیبر کے دن اُس کو نشانِ جنگ عطا ہُوا۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَارَمَدْتُ وَلَا صَدَعْتُ مُنْذُ مَسَحَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجْھِیْ وَتَفَلَ عَیْنِیْ یَوْمَ خَیْبَرَ حِیْنَ اَعْطَانِی الرَّایَۃَ رواہ احمد وابو یعلی بسند صحیح تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۶ ۔۔

حضرت علی فرماتے ہیں نہ تو کبھی میری آنکھیں دُکھیں اور نہ عقل میں فتور آیا جب سے آنحضرت نے اپنا لب مبارک میری آنکھوں میں لگایا۔ اور دن خیبر کے لوائے جنگ مجھ کو عطا ہُوا۔

جبکہ امت محمدیہ میں اختلاف پیدا ہوگا تو علیؓ اُس کا تصفیہ کریگا

عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت تبین لامتی ما اختلفوا فیہ بعدی مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۲ ۔

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے علی کے لئے فرمایا جب میری اُمت میں میرے بعد اختلاف واقع ہوگا تو علی اُسکا فیصلہ کریگا۔

من احب علیاً وابغضہ

عن اُم سلمۃ زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من احب علیاً فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغض علیاً فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ تاریخ الخلفا از طبرانی صفحہ ۶۶

حضرت ام سلمہ زوجۂ آنحضرتؐ سے روایت کرتی ہیں کہ آپنے فرمایا جسنے علی کو دوست رکھا اُس نے مجھ کو دوست رکھا۔ جس نے مجھ کو دوست رکھا اُس نے خدا کو دوست رکھا اور جس نے علی سے بغض کیا اُس نے مجھ سے بغض کیا جس نے مجھ سے بغض کیا اُس نے خدا کو ناراض کیا۔

عن علی قال دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان فیک مثلاً من عیسٰی ابغضتہ الیھود حتی بھتوا امہ واحبتہ النصارٰی حتی انزلوہ بالمنزل الذی لیس بہ الا وانہ یھلک فی اثنان محب مفرط یفرطنی بما لیس فی ومبغض یحملہ شنانی علی ان یبھتنی رواہ بزار وابویعلٰی والحاکم ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا علی تیری

مثال مثل عیسیٰ کی ہے یہود نے اُن سے اس قدر بغض کیا کہ اُن کی والدہ کو تہمت لگائی۔ اور نصاریٰ نے اس قدر محبت کی کہ جو اُن کے لائق نہ تھی۔ (یعنی خدا کا بیٹا بنایا۔) خوب یاد رکھو انسان کو دو چیزیں ہلاک کرتی ہیں۔ ایک تو حد سے زیادہ محبت اور اسی طرح بغض۔ اسی طرح حضرت امیر علیہ السلام کی محبت میں حد سے متجاوز نہ ہونا چاہیئے۔

عَنْ انس بن مالک قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مَنْ اٰذٰی عَلِیًّا فَقَدْ اٰذَانِیْ۔ مستدرک ۔

انس بن مالک آنحضرت سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے علی کو ایذا دی اُس نے مجھ کو ایذا دی۔

عن عمرو بن شاشٍ عَنِ النبی صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ قَالَ مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ ۔ مستدرک۔

عمر بن شاش آنحضرت سے روایت فرماتا ہے کہ آپنے فرمایا جس نے علی کو دوست رکھا اُس نے مجھ کو دوست رکھا۔ اور جس نے علی کو دشمن رکھا اُس نے مجھ کو دشمن بنایا۔

مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ

عن اُمِّ سلمۃ قَالَتْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ یَقُوْلُ مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ وَمَنْ سَبَّنِیْ فَقَدْ سَبَّ اللّٰہَ تَعَالٰی ۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۱ و نسائی صفحہ ۴۵۔

حضرت ام سلمہ زوجۃ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے سنتے ہوئے روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا جس نے علی کو گالی دیا اُس نے مجھ کو گالی دیا۔

جس نے مجھ کو گالی دیا اُس نے خدا تعالیٰ کو گالی دیا۔

عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ عَنِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا تَسُبُّوْا عَلِیًّا فَاِنَّہٗ مَمْسُوسٌ فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۲۔

ابو سعید حذری آنحضرت سے روایت کرتا ہے اور آپ نے فرمایا علی کو تم گالی نہ دو کیونکہ وہ ذات الٰہی میں مستغرق رہتا ہے۔

عن بکر بن عبید اللہ بن ابی ملیکۃ عن ابیہ قال جاء رجلٌ من اھل الشام فسبَّ عَلِیًّا عند عباس غضبہٗ ابْنُ عَبَّاسٍ متدرک۔

روایت ہے کہ ایک شخص شام سے آیا اُس نے حضرت علی کو گالی دیں۔ تو عبداللہ بن عباس نے اُس کو ڈانٹا۔

حضرت علیؓ کے خاص مراتب و درجات

عَنْ بُرَیْدَۃَ قال قال صلی اللہ علیہ وسلم علی اصلی و جعفر فرعی طبرانی کنز

بریدہ آنحضرت سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا علی تو میری اصل ہے اور جعفر فرع ہے۔

عَنْ جَعْفَرَ اَنَّہٗ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عَلِیٌّ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ عَلِیٍّ لَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ۔

جعفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنتے ہوئے کہتا ہے علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں اور میری دیون و امانات کوئی نہیں ادا کرے گا مگر علیؓ۔

عن عائشۃ بنت سعدٍ قالت سمعتُ ابی یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ واخذ بید علیٍ فخطب فحمد اللہ واثنی علیہ قَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ وَلِیُّکُمْ قَالُوْا صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ثُمَّ اَخَذَ بِیَدِ

عَلِیٍّ وَرَفَعَہُمَا فَقَالَ ھٰذَا وَلِیُّ وَالْمُؤَدِّیْ عَنِّیْ وَ اِنَّ اللّٰہَ مُوَالِیْ مَنْ وَالَاہُ وَ عَادِیْ مَنْ عَادَاہُ مستدرک و نسائی صفحہ ۷

عائشہ بنت سعد اپنے باپ سے سُنتے ہُوئے روایت بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑکر خطبہ فرمایا۔ خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا اے لوگو میں تمہارا دوست ہوں۔ سب نے عرض کی کہ حضرت آپ سچ فرماتے ہیں آپ نے علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کر کے فرمایا یہ میرا دوست ہے اور میری طرف سے احکام الٰہی کو پہنچانے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اُسکا والی ہے جو علی کو دوست رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ اُسکا دشمن ہے جو علی کو دشمن رکھے۔

حضرت علی کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے

عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلے اللہ وسلم اَلنَّظْرُ اِلیٰ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ ؛ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۴۲ وطبرانی ۔ کنز العمال ۔

عمران بن حصین آنحضرت سے سمعاً کہتا ہے کہ آپ نے فرمایا علی کی طرف نظر بھی عبادت ہے۔ لیکن اس حدیث میں علما نے موضوع ہونے میں بہت بحث کی ہے آخر الامر حسن لغیرہ کہا ہے۔ اور حاکم نے اپنی کتاب مستدرک میں صحیح کہا ہے۔

عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اَلنَّظْرُ اِلیٰ وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۴۲ و الطبرانی۔

عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صلے اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلنَّظْرُ اِلیٰ وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۳۰ ۔

حضرت عائشہ آنحضرت سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا علی کے

کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اِنَّکَ یَا عَلِیُّ تُقَاتِلُ عَلٰی تَاوِیْلِ الْقُرْاٰنِ ؛

عن ابی سعید الخدری قال اِنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لِعَلِیٍّ اِنَّکَ تُقَاتِلُ عَلَی الْقُرْاٰنِ کَمَا قَاتَلْتَ علی تنزیلہٖ اخرجہ احمد والحاکم کنز جلد ۵ صفحہ

ابو سعید خدری آنحضرت سے روایت کرتا ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی تحقیق تو قرآن کی تاویل پر قتل کریگا جیسے تم نے قرآن کے نزول پر قتال کیا ہے۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔

عَنْ عَائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ ابن ماجہ صفحہ ۱۲

حضرت عائشہ آنحضرت سے سمعًا روایت کرتی ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا جسکا میں مولا ہوں پس علی بھی اُس کا مولا ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں مولا سے اسلامی محبت مراد ہے۔ جیسے ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکَافِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے اور کافروں کا دوست نہیں ہے۔ لغت میں اَلْوَلِیُّ ضِدُّ الْعَدُوِّ یعنی ولی ضد ہے دشمن کی۔ اَلْمَوْلٰی۔ اَلْمُعْتِقُ وَالْمُعْتَقُ بکسر التاء و فتحہا وَابْنُ الْعَمِّ وَالنَّاصِرُ وَالْجَارُ وَالْحَلِیْفُ صحاح جوہری میں مولا کا معنی غلام کو آزاد کرنے والا اور غلام آزاد کیا گیا ہوا۔ اور چچا کا بیٹا اور ناصر مددگار پڑوسی و حلیف بیان کیا ہے اور یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ حضرت علی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اِبْنُ الْعَمِّ ہیں۔ اور مصباح المنیر میں اَلْمَوْلٰی اِبْنُ الْعَمِّ۔ وَالْمَوْلٰی الْعَصَبَۃُ وَالْمَوْلٰی النَّاصِرُ وَالْمَوْلٰی الْحَلِیْفُ یعنی مولا کے معنی چچا کا بیٹا مولی عصبہ مددگار

وحلیف ہے۔ اور قاموس میں اَلْوَلِیُّ اَلْمُحِبُّ وَالصَّدِیْقُ وَالنَّصِیْرُ آیا ہے۔
اور حضرات شیعہ کہتے ہیں مولیٰ سے مراد یہاں اولی بالتصرف ہے اور اہل تسنن
کا یہ جواب ہے خلافت حضرت علی میں کس کو کلام ہے مگر احادیث بالا و لغت
عرب سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بلافصل
حضرت علی خلیفہ ہوں گے اور ایک روایت ہے

عَنْ حَبْشِی بْن جنادۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم اَنَّہٗ قال اَللّٰھُمَّ
اَشْھَدُ لَھُمْ اَللّٰھُمَّ قَدْ بَلَغْتُ ھٰذَا اَخِیْ وَ اِبْنُ عَمِّیْ وَصِھْرِیْ وَاَبُوْوَلَدِیْ کنز العمال
جلد ۳ صفحہ ۳۲۔

حبشی بن جناوہ آنحضرت سے روایت کرتا ہے۔ کہ تحقیق آپنے فرمایا اے
اللہ تو گواہ ہوجا ان کا اے اللہ میں نے پہنچا دیا ہے کہ یہ علی میرا بھائی اور چچا کا بیٹا
اور داماد اور میرے فرزندوں کا باپ ہے۔

عَنْ عبد اللہ بن عمر عن النبی صلے اللہ عَلَیْہِ وَسلم قال مَنْ یکنْ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ
مَوْلَاہُ فَاِنَّ ھٰذَا مَوْلَاہُ یعنے عَلِیًّا اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ۔
کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۳۲۔

عبد اللہ بن عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے کہ آپ فرماتے
تھے کہ جو اللہ اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہے وہ علی کو بھی دوست رکھے۔
اے اللہ تعالیٰ تو اِس کا دوست ہو جا جو علی کا دوست ہو۔ اور دشمن ہو جا جو علی
کا دشمن ہو۔

عَنْ زَیْد بن ارقم عن النبی صلے اللہُ عَلَیْہِ وسلم اَنَّہٗ قَالَ مَنْ کُنْتُ وَ
وَلِیُّہٗ فَعَلِیٌّ وَلِیُّہٗ۔ ترمذی۔ نسائی۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ
زید بن ارقم آنحضرت سے رواۃ کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا جس کا

میں ولی ہوں اُس کا علی بھی ولی ہے ۔

فائدہ جلیلہ بحث غدیر

اور ترمذی میں ابو شریحہ نے اور زید بن ارقم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ جسکا میں مولا ہوں اُس کا علی بھی مولا ہے اُس کو امام احمدؒ نے چند روایتوں اور طبرانی نے بھی متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے ۔ اور امام احمدؒ نے ابو الطفیل سے روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک مکان کے صحن میں لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میں تم کو قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر کے دن میری نسبت کیا فرمایا تھا تیس ۳۰ افراد اُن میں اُٹھ کھڑے ہوئے ۔ گواہی دی کہ ہمارے سامنے آنحضرت نے فرمایا تھا ۔ کہ جس کا میں مولا ہوں اُسکا علیؓ بھی مولا ہے ۔ اے الہٰی جو علیؓ سے محبت رکھے آپ بھی اُس سے محبت رکھ ۔ جو علیؓ سے دشمنی رکھے آپ بھی اُس سے دشمنی رکھ ۔ تاریخ الخلفا صفحہ ۶۵

قول النبی لعلیؓ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۰

آنحضرت نے علیؓ بن ابی طالب کو فرمایا اے علیؓ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں یعنی نسب حسب و اخلاق و فضل میں بعد نبوّت برابر ہیں ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بن عبّاس عن النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ یَا اُمّ سُلَیْم اِنَّ عَلِیًّا لَحْمُہٗ مِنْ لَحْمِیْ وَدَمُہٗ مِنْ دَمِیْ وَھُوَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی ۔ کنز العمال وغیرہ ۔

عبداللہ بن عباس آنحضرت سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے ام سلیم کو مخاطب کر کے فرمایا اے اُم سلیم بیشک علی کا گوشت پوست میرا گوشت پوست ہے ۔

اور علی کا خون میرا خون ہے اور علی کی قدر منزلت میرے نزدیک مثل ہارونؑ و موسیٰؑ کے ہے۔ یعنی ہم دونوں چچیرے بھائی ہیں۔

عَلِیٌّ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ عَلِیٍّ

عن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علیٌّ مِنّی وَ اَنَا مِنْ عَلِیٍّ رواہ ترمذی و ابن ماجہ و نسائی :.

حبشی بن جنادہ آنحضرت سے سمعاً روایت کرتا ہے کہ آپنے فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں علی سے :.

مَنْ اَطَاعَ عَلِیًّا فَقَدْ اَطَاعَنِیْ

عن ابی ذر رضؓ قال قال رسول اللہ صلّے اللہُ علیہ وسلم من اطاعنی فَقَدْ اَطَاعَ اللہُ وَمَنْ عَصَانِی فَقَدْ عَصَی اللہ وَمَنْ اَطَاعَ عَلِیًّا فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصَا عَلِیًّا فَقَدْ عَصَانِیْ :. اس حدیث کو مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۱ میں بیان کیا ہے۔

ابی ذر رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جس نے میری پیروی کی بیشک اُس نے خدا کی پیروی کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے خدا کی نافرمانی کی۔ اور جس نے علیؑ کی اتباع کی اُس نے میری اتباع کی۔ اور جس نے علیؑ کی نافرمانی کی اُس نے بیشک میری نافرمانی کی۔

وَعن علی بن ابیطالب اِنِّیْ لَسْتُ بِنَبِیٍّ وَ لَا یُوحٰی اِلَیَّ وَلٰکِنْ اَعْمَلُ لِکِتَابِ اللہِ وَسُنَّتِ نَبِیِّہٖ صلے اللہ عَلَیْہِ وَسلم مَا استَطَعْتُ فَمَا اَمَرْتُکُمْ بِہٖ بِطَاعَۃِ اللہِ فَحَقٌّ عَلَیْکُمْ طَاعَتِیْ اَحْبَبْتُمْ اَوْکَرِھْتُمْ اَوْ

بِمَعْصِیَۃِ اَنَا وَغَیْرِی فَلَاطَاعَتَ لِاَحَدٍ فِی مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ اِنَّمَا الطَّاعَۃُ فِی الْمَعْرُوْفِ۔ کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۴۶ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں تو نہ نبی ہوں اور نہ آنحضرتؐ نے مجھ کو وصیت فرمائی ہے۔ لیکن میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرتا ہوں۔ جہاں تک میرے سے ہو سکتا ہے۔ اور میں جو تم کو کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کے مطابق حکم کروں تم اُس کو ضرور مانو۔ یہی میری اطاعت ہے گو تم کو پسند ہو یا ناپسند ہو۔ اگر میں معصیت کا حکم کروں تو تم ہرگز اُس کو نہ مانو کیونکہ اطاعت امر معروف نیک کاموں میں ہوتی ہے

امیر علیہ السلام ہر ایک مومن کے ولی ہیں

عن عبداللہ بن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی بن ابی طالب اَنتَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِی استیعاب جلد ۲ صفحہ ۴۵۷

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے۔ کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ بن ابی طالب کے لئے فرمایا میرے بعد علی تو ہر ایک مومن کا ولی ہے۔

مَنْ فَارَقَ عَلِیًّا

عن ابی ذر رضہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسلم یَا عَلِیُّ مَنْ فَارَقَنِی فَقَدْ فَارَقَ اللّٰہَ وَمَنْ فَارَقَکَ فَقَدْ فَارَقَنِی مستدرک صحیح الاسناد علی شرطہما بخاری ومسلم

ابی ذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی جو مجھ سے جدا ہُوا وہ خدا سے جدا ہُوا۔ اور جو تیرے سے تفریق کیا وہ مجھ سے تفریق کیا۔

اَنَا وَ عَلِیٌّ مِنْ شَجَرَۃٍ وَاحِدَۃٍ

عن عبد اللہ بن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علیؑ الناس مِنْ شَجَرٍ اَنَا وَاَنْتَ مِنْ شَجَرَۃٍ وَاحِدَۃٍ ۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ

عبد اللہ بن عباس سمعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا اے علی لوگ مختلف درختوں سے ہیں یعنی لوگ تو مختلف ابا واجداد کی اولاد ہیں اور ہم دونوں ایک جدی ہیں ۔

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اَلنَّاسُ مِنْ شَجَرَۃٍ شَتّٰی وَاَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ شَجَرَۃٍ وَاحِدَۃٍ ۔ الطبرانی فی الاوسط ۔

جابر بن عبد اللہؓ آنحضرت سے سمعًا روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا لوگ تو مختلف درختوں سے ہیں اور میں اور علی ہم دونوں ایک ہی درخت سے یعنی متحد فی الابوین

خلف علیؓ بن ابیطالب فی غزوہ تبوک

عن زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلف عَلِیَّ بْنَ اَبِیْطَالِبٍ فِیْ غَزْوَۃِ تبوک فقال یا رسول اللہ تُخَلِّفُنِیْ فِی النِّسَاءِ وَالصِّبْیَانِ فقال اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی غَیْرَ اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ۔

اس حدیث کو بخاری مسلم نے سعید بن ابی وقاص سے اور امام احمد و بزاز نے ابو سعید خدری سے اور طبرانی نے اسما بنت عمیسؓ وام سلمہ وحبشی بن جنادہ و ابن عمر و ابن عباس اور جابر بن سمرہ و علی و براء بن عازب سے اور زید بن ارقم قَالُوْا جَمِیْعًا اَنَّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خلف علی بن ابیطالب فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللہِ تُخَلِّفُنِیْ فِی النِّسَاءِ وَالصِّبْیَانِ فَقَالَ اَمَا تَرْضٰی اَنْ

تَكُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی غَیْرَ اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ مِنِّیْ
بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی والباء زائدة فتح الباری جلد ، صفحہ
وَفِیْ روایة سعید بن المسیّب عن سعد بن ابی وقاص فقال علیٌّ رَضِیْتُ
رَضِیْتُ رواہ احمد۔
واستدل بحدیث الباب علی استحقاق علیٍّ للخلافة دون غیرہ من الصحابة فَاِنَّ
هَارُوْن کان خلیفة موسٰی واُجِیْبَ بِاَنَّ هارون لم یَکُنْ خلیفة موسی اِلَّا
فِیْ حیاته لا بعد موته لِاَنَّهٗ مات قبل موسٰی باتفاق جمیع الناس و فیه
تشبیه مبهم بَیَّنَهٗ بقوله اَلَّا اِنَّهٗ لا نبیّ بَعْدِیْ فعرف ان الاتصال المذکور
بینهما لیس من جهة النبوة بل من جهة ما دونها وهو الخلافة و لما کان هارون
المُشَبَّهُ به انّما کان خلیفة فِیْ حیات موسٰی دل ذلك علی تخصیص خلافة
علیٍّ للنبی صلی الله علیه وسلم بحیاته فتح الباری جلد صفحہ وقال قاضی عیاض
فِیْ شرح مسلم استدلال بهذا الحدیث الامامیه وسائر الفرق الشیعة فی الخلافة
کانت حَقًّا لِعَلِیٍّ وانه وصی بها ثُمَّ اختلف هؤلاء فکفر سائر الصحابة فی تقدیم
غَیْرِہٖ وزاد بعضهم فَکَفَّرَ عَلِیًّا عَلَیْهِ السلام لِاَنَّهٗ لَمْ یَقُمْ فی طلب حقّه بزعمهم
وَاَمَّا الامامیه وبعض معتزلة فیقولون هم مخطئون فی تقدیم غیرہ وهذا الحدیث
لا حجّة فیه لاحد منهم بل فیه اثبات فضیلة لِعَلِیٍّ ولا تعرض فیه لکونه افضل
من غیرہ او مثله ولیس فیه دلالة لاستخلافه بعدہ لانّ النبی صلی الله علیه
وسلم انّما قال هذا حین استخلفه فی المدینة فِیْ غزوة تبوك ویؤیدہ هذا
ان هارون المشبّه به لم یکن خلیفة بعد موسی بل توفی فی حیات موسٰی
وقبل وفات موسٰی بنحو اربعین سنة علی ما هو مشهور عند اهل الاخبار
وقالوا وانّما استخلفه حین ذهب لمیقات ربّه للمناجات والله اعلم بالصواب

وعندہ ام الکتاب نووی شرح مسلم جلد۲ ص۲۷۸

عطائے نشان جنگ حضرت علی ابن ابی طالب کو دن خیبر کے

عن عبد اللہ بن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خیبر
لاعطین الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ
ورسولہ فبات الناس یذکرون ای یخوضون و یتحدثون لیلتھم ایھم
یعطاھا فلما اصبح الناس غدو علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلھم یرجوا
ان یعطاھا فقال این علی بن ابی طالب فقیل یشتکی عینیہ قال ارسلوا الیہ
فاتی بہ فبصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عینیہ ودعا لہ فبرأ
حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایۃ۔ رواہ بخاری مسلم عن سہل بن سعد
والطبرانی عن ابن عمر وابن ابی لیلی وعمران بن حصین و بزاز عن ابن عباس صواعق ص۲

ترجمہ۔ عبدالعزیز بن عباس آنحضرت سے روایت کرتا ہے کہ آپنے فرمایا خیبر کے دن کل کے روز ایسے شخص کو نشان جنگ دونگا اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھ پر فتح دیگا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بھی اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ اس پر لوگوں میں رات بھر گفت شنید رہی کہ کل کس کو نشان جنگ عطا ہوتا ہے۔ جب صبح ہوئی لوگ دربار نبوی میں حاضر ہوئے ہر ایک امیدوار عطائے نشان جنگ تھا۔ آنحضرت نے فرمایا علی ابن ابیطالب کہاں ہے کسی نے کہا اُسکی آنکھیں دکھتی ہیں آپنے فرمایا کسی کو بھیجو۔ علی ابن ابیطالب آیا آپنے اُسکی آنکھوں میں لب دہن مبارک لگا دیا۔ دعا فرمائی وہ فوراً اچھا ہو گیا۔ گویا کبھی اُسکی آنکھیں دکھی نہیں تھیں۔ پھر آپنے علی ابن ابی طالب کو نشان عطا فرمایا۔

عن عبد اللہ بن بریدۃ قال سمعت ابی بریدۃ یقول حاصرنا خیبر واخذ

لِوَاءَ اَبُوْ بَکْرٍ فَلَمْ یُفْتَحْ لَہٗ وَاَخَذَہٗ مِنَ الْغَدِ عُمَرُ فَانْصَرَفَ وَلَمْ یُفْتَحْ لَہٗ وَاَصَابَ النَّاسَ یَوْمَئِذٍ شِدَّۃٌ وَجُھْدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ دَافِعٌ لِوَائِیْ غَدًا اِلٰی رَجُلٍ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ لَا یَرْجِعُ حَتّٰی یُفْتَحَ لَہٗ لَیْسَ بِفَرَّارٍ وَبِتْنَا طَیِّبَۃً اَنْفُسُنَا اَنَّ الْفَتْحَ غَدًا فَلَمَّا اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّی الْغَدَاۃَ ثُمَّ قَامَ قَائِمًا وَدَعَا بِاللِّوَاءِ وَالنَّاسُ عَلٰی مَصَافِّھِمْ فَمَا مِنَّا اِنْسَانٌ لَہٗ مَنْزِلَۃٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا ھُوَ یَرْجُوْ اَنْ یَّکُوْنَ صَاحِبَ اللِّوَاءِ فَدَعَا عَلِیًّا وَھُوَ اَرْمَدُ فَتَفَلَ فِیْ عَیْنَیْہِ وَمَسَحَ عَیْنَیْہِ وَدَفَعَ اِلَیْہِ اللِّوَاءَ وَفَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنَا فِیْمَنْ تَطَاوَلَ لَھَا۔ نسائی ص۱۲

ابو بریدہ روایت کرتا ہے کہ ہم لوگوں نے خیبر کو گھیرا ڈالا علم بڑا ابوبکر تھے فتح نہ ہوئی اگلے دن نشان جنگ عمر کو دیا گیا اُن کے ہاتھ پر بھی فتح نہ ہوئی اُس روز لوگوں کو سخت تکلیف ہوئی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں نشان جنگ کل ایسے شخص کو دوں گا کہ وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا اور خدا و رسول بھی اُس کو دوست رکھتے ہیں اور وہ بے فتح ہرگز واپس نہیں آنے کا ہم لوگوں نے رات تو بہت خوشی خوشی کاٹی کہ کل فتح ہو گی۔ جب صبح ہوئی تو آنحضرت نے نماز صبح کی پڑھ کے کھڑے ہوئے۔ نشان جنگ منگایا۔ اور لوگ صفیں باندھے ہوئے تھے اور ہم سے ایسا کوئی نہ تھا جس کو آنحضرت سے قرب نہ ہو۔ اور امیدوار عطائے نشان جنگ تھا۔ کہ مجھ کو ملیگا۔ پھر آپنے علی کو یاد فرمایا۔ اور آپکی آنکھوں میں آشوب تھی آپ نے انکی آنکھوں میں لب دہن مبارک لگا دیا۔ اور دست مبارک سے مس فرمایا۔ اور نشان جنگ عطا ہوا۔ خدا نے اُن کے ہاتھ پر فتح دی اور میں بھی اُنہیں لوگوں میں تھا جو امیدوار عطا لوا تھے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاَدْفَعَنَّ الرَّایَۃَ اِلٰی مَنْ یُّحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلَیْہِ فَقَالَ عُمَرُ فَمَا اَحْبَبْتُ الْاِمَارَۃَ قَطُّ اِلَّا یَوْمَئِذٍ فَدَفَعَھَا اِلٰی عَلِیٍّ وَقَالَ قَاتِلْ وَلَا تَلْتَفِتْ فَسَارَ قَرِیْبًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

عَلیٰ مَا اُقَاتِلُ قَالَ اَنْ یَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَقَدْ عَصَمُوْا دِمَائَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ مِنِّیْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَ حِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ۔ نسائی صفحہ ۱ وابن مندہ فی تاریخ اصبھان۔ کنز العمال۔

ابو ہریرہ آنحضرت سے روایت کرتا ہے۔ کہ خیبر کے دن آپ نے فرمایا البتہ ضرور میں نشان جنگ اُس شخص کو دونگا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہو اور خدا تعالیٰ اور اُس کا رسول بھی اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھ پر فتح کریگا حضرت عمر کہتے ہیں کہ مینے کبھی حکومت کی تمنا نہیں کی تھی مگر خیبر کے دن پھر نشان جنگ حضرت علیؓ کو عطا ہوا۔ اور فرمایا قتل کرو کچھ بھی خیال مت کرنا تھوڑی دیر جا کر علیؓ واپس آیا۔ عرض کی کن شرائط پر قتل کروں فرمایا اگر اُن لوگوں نے توحید الٰہی اور میری رسالت کا اقرار کر لیا تو بیشک اُنہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے بچا لیا۔ مگر جو بطریق حق ہو۔ (جیسے جزیہ زکوٰۃ وغیرہ) پھر اُنکا حساب قیامت کے دن ہے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ لَمَّا كَانَ خَيْبَرُ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِصْنِ اَهْلِ خَيْبَرَ اَعْطٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللِّوَاءَ عُمَرَ فَنَهَضَ مَعَهٗ مَنْ نَهَضَ مِنَ النَّاسِ فَلَقُوْا اَهْلَ خَيْبَرَ فَانْكَشَفَ عُمَرُ وَ اَصْحَابُهٗ فَرَجَعُوْا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاُعْطِيَنَّ اللِّوَاءَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ تَبَادَرَ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ فَدَعَا عَلِيًّا وَ هُوَ اَرْمَدُ فَتَفَلَ فِیْ عَيْنَيْهِ وَ نَهَضَ مَعَهٗ مِنَ النَّاسِ مَنْ نَهَضَ فَلَقِیَ اَهْلَ خَيْبَرَ فَاِذَا مَرْحَبُ وَ هُوَ يَقُوْلُ۔

شعر

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّیْ مَرْحَبُ شَاكِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ

اَطْعَنُ اَحْيَانًا وَ حِيْنًا اَضْرِبُ اِذَا اللُّيُوْثُ اَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

فَاخْتَلَفَ هُوَ وَ عَلِیٌّ ضَرْبَتَيْنِ فَضَرَبَهٗ عَلِیٌّ عَلٰی هَامَتِهٖ حَتّٰی عَضَّ السَّيْفُ

مِنْهَا الْبَيْضَ وَانْتَهٰى رَأْسَهٗ وَسَمِعَ اَهْلُ الْعَسْكَرِ صَوْتَ ضَرْبَتِهٖ فَمَا تَتَامَّ اٰخِرُ النَّاسِ مَعَ عَلِيٍّ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ لَهٗ وَلَهُمْ ۔ نسائی صفحہ ۳ تاریخ الخلفا و کنز العمال ۔

بریدہ اسلمی سے مروی ہے کہ جب کہ خیبر میں جنگ چلی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے قلعہ میں قیام فرمایا۔ اور نشان جنگ عمرؓ کو عطا ہوا اُن کے ساتھ لوگ ہو گئے مقابلہ شروع ہوا جب اُن کو اہل خیبر کی قوت قوی معلوم ہوئی تو واپس آ گئے۔ پھر آنحضرت نے فرمایا میں ایسے شخص کو لوا جنگ دونگا کہ وہ خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہو گا۔ اور خدا اور اسکا رسول بھی اُسکو دوست رکھتے ہیں۔ جب دوسرا دن آیا تو ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں حاضر ہوئے پھر آنحضرت نے علیؓ ابن ابی طالب کو طلب فرمایا۔ اور وہ آشوب زدہ تھے آنحضرت نے اُن کی آنکھوں میں لب دہن مبارک لگا دیا۔ اور لوگ اُن کے ساتھ ہو گئے۔ اہل خیبر سے جا ملے جنگ شروع ہوئی دفعۃً اہل خیبر کا مرحب نام ایک پہلوان مقابل کے لئے آگے نکلا اور اپنی بہادری کے اشعار پڑھتا کہ مجھکو اہل خیبر خوب جانتے ہیں کہ میں مرحبؔ ہوں ۔ شعر

کبھی میں نیزہ مارتا ہوں کبھی تلوار مارتا ہوں — جبکہ شیر جوش میں میرا مقابلہ کرتا ہے تو مضطر ہو جاتا ہے

پھر حضرت علیؓ و مرحب کا مقابلہ ہوا تو حضرت علیؓ نے ایک ہی ضرب تلوار کی ایسی ماری کہ اُس کے انتہا تالو تک تہ پہنچ گئی۔ اُس حرب کی آواز اہل عسکر نے سُنی! ابھی تک باقی مجاہدین آپ تک پہنچے ہی نہیں تھے۔ خدا نے مسلمانوں کو فتحیاب کر دیا۔ صحیح مسلم نے اسقدر زیادہ کیا کہ جب مرحب نے شعر پڑھے تو حضرت علیؓ نے بھی اُسکے مقابل یعنی شعر پڑھے۔

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہْ — کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہُ الْمَنْظَرْ

یعنی میں وہ ہوں میری ماں نے میرا نام حیدرؔ رکھا ہے — کہ جنگل کے شیر کیطرح میری شکل مہیب ہے

عن جابر بن سمرۃ اَنَّ عَلِیًّا حَمَلَ الْبَابَ یَوْمَ خَیْبَرَ صَعِدَ الْمُسْلِمُوْنَ فَفَتَحُوْهَا وَاَنَّهٗ جُرِّبَ فَلَمْ یَحْمِلْهُ اِلَّا اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا ۔ کنز العمال جلد ۵

اور ایک روایت میں اسقدر زیادہ کیا ہے کہ جنگ خیبر کے دن حضرت علیؓ کی ڈھال ٹوٹ گئی تو

آپنے ڈھال کے بدلے قلعہ کے دروازہ کی ایک کواڑ اُٹھالی تو اُس سے اپنا کام ڈھال کا لیتے رہے۔ جب خدا تعالیٰ نے فتح دی تو آپنے اُس کو پھینک دیا تو بعد کو اُسکو چالیس آدمی نہیں اُٹھا سکے۔ یہ ساری برکت و شجاعت آپکی بطفیل لب دہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھی۔ جو حضرت علیؓ کا خاصہ ہے۔

کان علی رضی اللہ عنہ امیر البررۃ وقاتل الفجرۃ

عن جابر بن عبداللہ وھو یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو اخذ بضبع علی بن ابی طالب وھو یقول ھذا امیر البررۃ قاتل الفجرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ ثم مد بھا صوتہ۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۹۔

جابر بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعاً روایت کرتا ہے کہ آپنے علیؓ ابن ابیطالب کا بازو پکڑ اُٹھا کر فرمایا علی ابرار کا امیر و سردار ہے اور فجار بدکار کا قاتل ہے۔ اور مددگار ہے جو اُسکی مدد کرے اور رسوا ہوگا وہ جو اُس کو رسوا کرے گا۔ آپنے بآواز بلند پھر دوہرایا۔

حضرت علیؓ کی آنحضرت کیساتھ بے تکلفی

عن ام سلمہ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا غضب لم یجترء احد منھا یکلمہ غیر علی۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۳۰

ام سلمہ آنحضرت کی بی بی روایت کرتی ہیں جب آپ کبھی غضب کی حالت میں ہوتے تو بجز علیؓ کے کسی کی یہ مجال نہ تھی آپ سے بات کرسکے۔

حضرت علیؓ کا حسب و دین رسول اللہ کا حسب و دین ہے

عن ابی صادق قال قال علی حسبی حسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ودینی

دِينِهٖ مَنْ تَنَاوَلَ مِنِّيْ شَيْئًا فَاِنَّمَا تَنَاوَلَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۲۶ ۔

ابی صادق کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہوئے سنا ہے میری حسب و دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب و دین ہے پس جو شخص مجھ سے علم وغیرہ حاصل کریگا گویا اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل ہوا ۔

بہتر باغ جنت کا علی رضؓ بن ابیطالب کیلئے ہے

عن انس بن مالک قال خرجت انا و علیؓ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حائط المدینۃ فمررنا بحدیقۃ فقال علیؓ ما احسن ھذہ الحدیقۃ یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیقتک فی الجنۃ احسن منہا یا علیؓ حتی مر بسبع حدائق کل ذالک یقول علیؓ ما احسن ھذہ الحدیقۃ یا رسول اللہ فیقول حدیقتک فی الجنۃ احسن من ھذہ ۔ ش از کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۵۳ ۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں اور علی رضی اللہ عنہ ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کے باغوں میں گذرے علیؓ نے کہا کیا اچھا باغ ہے یہ آنحضرت نے علیؓ سے فرمایا تیرا باغ جنت میں اس سے بھی بہت اچھا ہے اسی طرح سات باغوں پر گذر ہوا۔ تو علیؓ بھی کہتے رہے کہ یہ باغ کیا اچھا ہے ۔ تو آپ بھی فرماتے گئے تیرا باغ جنت میں اس سے بہت اچھا ہے ۔

صعود علی بن ابیطالب علی منکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سقف الکعبۃ

عن علیؓ بن ابی طالب قال انطلق بی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتی بی الکعبۃ فقال لی اجلس فجلست الی جنب الکعبۃ فصعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنکبی ثم

قَالَ لِیْ اِنْهَضْ فَنَهَضْتُ فَلَمَّا رَاٰی ضَعْفِیْ تَحْتَہٗ قَالَ لِیْ اجْلِسْ فَنَزَلْتُ وَجَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا عَلِیُّ اِصْعَدْ عَلٰی مَنْکِبِیْ فَصَعِدْتُ عَلٰی مَنْکِبَیْہِ ثُمَّ نَهَضَ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا نَهَضَ بِیْ خُیِّلَ لِیْ لَوْ شِئْتُ نِلْتُ اُفُقَ السَّمَآءِ فَصَعِدْتُ فَوْقَ الْکَعْبَۃِ وَتَنَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِیْ اَلْقِ صَنَمَهُمُ الْاَکْبَرَ صَنَمَ قُرَیْشٍ وَکَانَ مِنْ نُحَاسٍ مُوَتَّدًا بِاَوْتَادٍ مِنْ حَدِیْدٍ اِلَی الْاَرْضِ فَقَالَ لِیْ عَالِجْهُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِیْ اِیْہٍ اِیْہٍ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا فَلَمْ اَزَلْ اُعَالِجُهٗ حَتّٰی اسْتَمْکَنْتُ مِنْهُ فَقَالَ اِقْذِفْهُ فَقَذَفْتُهٗ فَتَکَسَّرَ وَتَرَدَّیْتُ مِنْ فَوْقِ الْکَعْبَۃِ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَسْعٰی وَخَشِیْنَا اَنْ یَرَانَا اَحَدٌ مِنْ قُرَیْشٍ وَغَیْرِهِمْ قَالَ عَلِیٌّ فَمَا صَعِدْتُ بِہٖ حَتَّی السَّاعَۃَ مستدرک جلد ۲ صفحہ ۳۶۶ وخصائص النسائی صفحہ ۶۸ وکنز العمال جلد ۵ ش و ع و حم و جریر۔

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ کعبہ تک گیا تو آنحضرت نے فرمایا ٹھہر جا میں کعبہ کی جانب ٹھہر گیا۔ پھر آپ میرے دونوں مونڈوں پر سوار ہوئے۔ فرمایا اُٹھ جب میں اُٹھا تو آپ نے مجھ میں ضعف پایا۔ فرمایا بیٹھ جا میں اُتر کر بیٹھ گیا۔ پھر فرمایا اے علیؓ تو میرے کندھوں پر سوار ہو جا۔ جب میں آپ کے کندھوں پر سوار ہوا تو مجھ کو لے کر اُٹھ کھڑے ہوئے اُس وقت میرے دل میں ایسی قوت پیدا ہوئی کہ اگر میں آسمان کے کناروں تک جاؤں تو جا سکتا تھا۔ جب میں خانہ کعبہ پر چڑھ گیا تو آپ ہٹ گئے اور مجھ کو فرمایا قریش کے بڑے بت کو پھینک دے وہ پیتل سے بنا ہوا خانہ کعبہ سے زمین تک لوہے کی زنجیروں سے بندھا ہوا تھا آپنے فرمایا اُس کو ہلا اور آپ فرماتے جاتے یہ لے یہ لے جب حق آیا باطل مٹ گیا۔ فناہ ہو گیا۔ بیشک باطل مٹنے والا ہے۔ پھر میں اُس کو ہلاتا جاتا تھا یہاں تک میں نے اُس پر قابو پالیا۔ اُکھاڑ کر پھینک دیا۔ اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جو کچھ خانہ کعبہ پر تھے اُن کو

پھینک دیا پھر ہم دونوں بخوف قریش چلدیئے تاکہ ہم کو کوئی دیکھنے نہ پاوے۔ پھر کبھی مجھ کو اس وقت تک خانہ کعبہ پر چڑھنے کا اتفاق نہیں ہُوا۔

فرط محبت علی ابن ابی طالب وبغضہ

عن علی رضی اللہ عنہ قال دعانی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال یا علیُّ اِنَّ فِیْكَ مِن عیسی علیہ الصلوۃ والسلام مثلاً ابغضتہُ الیھودُ حتّی بھتوا اُمّہٗ واحبتہُ النصاری حتّی انزلوہ بالمنزلۃِ التی لیس بہا قال و قال علیٌّ الا وانہ یھلِكُ فیَّ محبٌ مطریٌ بما لیس فیَّ ومبغضٌ مفترٍ یحملہٗ شنانی علی ان یبھتنی الا وانی لستُ بنبیٍّ ولا یوحیٰ الیَّ ولکنی اعمل بکتاب اللہ تعالی وسنۃ نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم ما استطعت فما امرتکم بہ من طاعۃ اللہ فحقٌ علیکم طاعتی فیما احببتم او کرھتم وما امرتکم بمعصیۃ اللہ انا وغیری فلا طاعۃ لاحدٍ فی معصیۃ اللہ عزّوجلّ انما الطاعۃ فی المعروف ابن حدیث میں حکیم بن الملک قال ابن معین واہٍ کتب رجال میں بوجہ اسکے مجھول الحال ہونے کے ذکر نہیں کیا۔

ترجمہ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلا کے فرمایا۔ اے علی تیری مثال ایسی ہے۔ جیسے عیسے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہود کو غصہ آیا تو اُن کی والدہ پر بہتان لگایا اور نصاری کو ایسی محبت آئی کہ اس کو اس درجہ پر پہنچایا کہ وہ اُس کے لائق نہ تھا۔ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا شان یہ ہے کہ ہلاک ہوگا وہ شخص جسے حد سے زیادہ ناجائز محبت کی مجھ سے جسکے میں لائق نہیں ہوں۔ اور نہ وہ بات ہے مجھ میں وہ حد سے زیادہ غصہ وغضب میں لاوے اور مجھے بہتان لگائے دیکھو خبردار ہوجاؤ تحقیق نہ میں نبی ہوں اور نہ آپ کا وصی ہوں نہ مجھکو وحی آتی ہے۔ میں کتاب اللہ کا عامل ہوں اور سنت نبی پر چلتا

ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکتا ہے اور جب میں تجھ کو طاعت الٰہی کا حکم کروں تم کو واجب ہے اُس پر عمل کرو۔ گو تم کو پسند ہو یا ناپسند اور جب میں معصیت الٰہی کا حکم دوں خواہ میں ہوں یا کوئی دوسرا پس اس میں اطاعت نہیں ہے۔ کیونکہ معصیت الٰہی میں کسی کی اطاعت نہیں ہے۔

حضرت علیؓ سیّد العرب ہے

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُدْعُوْا اِلَیَّ سَیِّدَ الْعَرَبِ قُلْتُ رَسُوْلَ اللہِ اَلَسْتَ سَیِّدُ الْعَرَبِ قَالَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَعَلِیٌّ سَیِّدُ الْعَرَبِ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۴

حضرت عائشہؓ آنحضرت سے سماعاً روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا سید العرب کو بلاؤ۔ عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا کیا آپ سید العرب نہیں ہیں آپ نے فرمایا میں تو سید اولاد آدم ہوں اور علیؓ سید العرب ہے۔

حضرت علیؓ دو جہان کے سردار اور اُنکا دشمن خدا کا دشمن ہے

عَنْ عَبْدُ اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قال نظر النبیُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الی علیٍّ فقالَ یَا عَلِیُّ اَنْتَ سَیِّدٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ حَبِیْبُکَ حَبِیْبِیْ وَحَبِیْبِیْ حَبِیْبُ اللہِ وَعَدُوُّکَ عَدُوِّیْ وَعَدُوِّیْ عَدُوُّ اللہِ وَالْوَیْلُ لِمَنْ اَبْغَضَکَ بَعْدِیْ مستدرک جلد صفحہ ۱۲۸

عبد اللہ بن عباسؓ آنحضرت سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے علیؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا اے علیؓ تو دنیا و آخرت میں سید ہے۔ تیرا دوست میرا دوست ہے اور میرا دوست خدا کا دوست ہے اور تیرا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ اُس کے لئے عذاب ہے۔ جو میرے بعد تیرے کو غضبناک کرے گا۔ **فائدہ**:۔ ویل دوزخ کا ایک طبقہ بھی ہے۔

حق کی صداقت علیؓ ابن ابی طالب کے ساتھ

عَنْ اَبِی حَیَّانِ التَّیْمِیِّ عن ابیہ عَنْ عَلِیٍّ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلم رَحِمَ اللّٰہُ عَلِیًّا اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ ۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۴

ابو حیان تیمی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اے اللہ تو علیؓ پر رحم فرما۔ اور علی کے ساتھ ساتھ حق کو دائر کردے جہاں بھی وہ ہو۔ مستدرک مثل بخاری و مسلم۔

مَنْ اَطَاعَ عَلِیًّا فَقَدْ اَطَاعَ نَبِیًّا

عَنْ اَبِی ذرٍ غفاری قال قال رسول اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلم لِعَلِیِّ بن ابی طالب رض مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَمَنْ اَطَاعَکَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصَاکَ فَقَدْ عَصَانِیْ ۔ مستدرک مثل بخاری مسلم جلد ۳ صفحہ ۱۲۴

ابی ذر غفاریؓ آنحضرت سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے علیؓ بن ابیطالب کے لئے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے خدا کی نافرمانی کی۔ تحقیق جس نے تیری اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے تیری نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔

جسکو جنّت خلد ٹھکانہ منظور ہو وہ علیؓ ابن ابیطالب کی ولایت کو اختیار کرے

عَنْ زید بن ارقم قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلم مَنْ یُرِیْدُ اَنْ یَّحْیٰی حَیَاتِیْ وَیَمُوْتَ مَوْتِیْ وَلْیَسْکُنْ جَنَّۃَ الْخُلْدِ الَّتِیْ وَعَدَنِیْ رَبِّیْ فَلْیَتَوَلَّ عَلِیَّ بن ابی طالب فَاِنَّہٗ لَنْ یُّخْرِجَکُمْ مِنْ ھُدًی وَلَنْ یُّدْخِلَکُمْ فِیْ ضَلَالَۃٍ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۸ مثل بخاری و مسلم۔

ترجمہ :۔ زید بن ارقم آنحضرت سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا جو چاہے کہ میری زندگی کیطرح

بسر کرے اور میری موت کی طرح اُس کی موت ہو اور جنت خلد اُس کا ٹھکانہ ہو جسکا خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے پس اُس کو چاہیئے کہ وہ علیؑ بن ابی طالب کی ولایت کو اختیار کرے کیونکہ علیؑ بن ابی طالب میرے طریقہ سنت سے ہرگز تم کو جدا نہ ہونے دیگا اور گمراہی میں بھی ہرگز تم کو داخل نہ ہونے دیگا۔

سات چیزوں میں حضرت علیؑ لوگوں سے مخاصمہ کریں گے

عَنْ عبداللہ بن عُمَر قال قال رسول اللہ صلے اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَلِیُّ اَخْصِمُکَ بِالنُّبُوَّۃِ وَلَا نُبُوَّۃَ بَعْدِیْ وَتَخْصِمُ بِسَبْعٍ وَلَا یُحَاجُّکَ فِیْھَا اَحَدٌ مِنْ قُرَیْشٍ اَنْتَ اَوَّلُھُمْ اِیْمَانًا بِاللّٰہِ وَاَوْفَاھُمْ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَاَقْوَمُھُمْ بِاَمْرِ اللّٰہِ وَاَقْسَمُھُمْ بِالسَّوِیَّۃِ وَاَعْدَلُھُمْ فِی الرَّعِیَّۃِ وَاَبْصَرُھُمْ بِالْقَضِیَّۃِ وَاَعْظَمُھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ بِالسَّوِیَّۃِ۔ کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۳۴

عبداللہ بن عمر کہتا ہے آنحضرت نے علیؑ کو فرمایا تیرے سے لوگ نبوت میں مخاصمہ کریں گے۔ لیکن میرے بعد نبوت نہیں ہے اور سات چیزیں ہیں کہ اُن میں لوگ تجھ سے مخاصمت کریں گے لیکن اُنہیں اہل قریش سے کوئی تجھ سے مخاصمہ نہیں کریگا۔ اوّل یہ کہ تو سب سے پہلے ایمان لایا دوّم یہ کہ توحید الٰہی کو ایفا کریگا سوم یہ کہ تو امور الٰہی میں ثابت قدم رہیگا۔ چہارم یہ کہ تو تسویہ امور الٰہی میں بہتر قاسم ہوگا۔ پنجم تو تیر اندازی میں بہت بڑا بہادر ہوگا۔ ششم فصل خصومات میں تو بہت بڑا قاضی ہوگا۔ ساتویں یہ کہ تو احکام الٰہی کے تصفیہ میں بہت بڑا عادل ہوگا۔

خاصۃ الخاص لعلی ابن ابیطالب آپکو سردی معلوم ہوئی نہ گرمی

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن ابی لیلی قال یا امیر المؤمنین اَنَّ النَّاسَ قَدْ تَفَقَّدُوْا مِنْکَ شَیْئًا قَالَ مَا ھُوَ قَالَ تَخْرُجُ فِی الْحَرِّ الشَّدِیْدِ فِیْ قَبَاءِ الْمَحْشُوِّ وَالثَّوْبِ الثَّقِیْلِ وَتَخْرُجُ فِی الْبَرْدِ الشَّدِیْدِ فِی الثَّوْبَیْنِ الْخَفِیْفَیْنِ وَفِی الْمَلَاءَتَیْنِ لَا یُبَالِیْ ذٰلِکَ وَلَا یَتَّقِیْ بَرْدًا قَالَ

وَ مَا کُنْتَ مَعَنَا یَا اَبَا لَیْلیٰ بِخَیْبَرَ قَالَ بَلیٰ وَاللّٰہِ کُنْتُ مَعَکُمْ قَالَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا بَکْرٍ فَسَارَ بِالنَّاسِ فَانْہَزَمَ حَتّٰی رَجَعَ عَلَیْہِ وَبَعَثَ عُمَرَ فَانْہَزَمَ بِالنَّاسِ حَتّٰی اِنْتَہٰی اِلَیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ رَجُلًا یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یَفْتَحُ اللّٰہُ لَہٗ لَیْسَ بِفَرَّارٍ فَاَرْسَلَ اِلَیَّ فَدَعَانِیْ فَاَتَیْتُہٗ وَاَنَا اَرْمَدُ لَا اُبْصِرُ شَیْئًا فَتَفَلَ فِیْ عَیْنِیْ وَقَالَ اَللّٰہُمَّ اکْفِہِ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ فَمَا اٰذَانِیْ بَعْدَہٗ حَرٌّ وَّلَا بَرْدٌ (کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۴۴ و بزار و ابن جریر)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتا ہے کہ میں نے امیرالمؤمنین حضرت علیؓ سے کہا آپ کے بارے میں لوگ کچھ گفتگو کرتے ہیں آپ نے فرمایا وہ کیا ہے میں نے عرض کی کہ آپ سخت گرمی میں خوب موٹا قبا و کھاڑے کپڑے پہن کر باہر نکلتے ہیں اور سخت جاڑے کے دنوں میں باریک پتلے کپڑے پہن کر باہر تشریف لاتے ہیں آپ نے فرمایا کیا ابا لیلیٰ تو جنگ خیبر میں ہمارے ساتھ نہیں تھا کہا ہاں قسم ہے خدا کی میں تو آپ کے ساتھ شریک تھا۔ آپ نے فرمایا ایں شک نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کو لوگوں کے ہمراہ جنگ پر بھیجا ہزیمت پا کر واپس آئے پھر عمرؓ کو بھیجا وہ بھی ناکامیاب آیا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایسے شخص کو لوائے جنگ دونگا کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھ پر فتح دیگا۔ اور وہ بھاگنے والا نہیں ہے۔ پھر میری طرف آدمی کو روانہ فرمائے میں آیا اور میری آنکھیں دکھتی تھیں کچھ بھی نہیں دیکھ سکتا تھا آپ نے میری آنکھوں میں تھوک مبارک لگایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ اس کو گرمی سردی سے بچا پھر مجھ کو کبھی نہ گرمی معلوم ہوئی نہ سردی۔

یَا عَلِیُّ لَا تُجَالِسْ عِنْدَ اَصْحَابِ النُّجُوْمِ

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَلِیُّ اَنْتَ اَخِیْ وَصَاحِبِیْ وَرَفِیْقِیْ

فِی الْجَنَّۃِ یَا عَلِیُّ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَاِنْ شَقَّ عَلَیْكَ وَلَا یَاْكُلِ الصَّدَقَۃَ وَلَا تُنْزِی الْحَمِیْرَ عَلَی الْخَیْلِ وَلَا تُجَالِسْ اَصْحَابَ النُّجُوْمِ کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۴۶۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا تو میرا بھائی و صاحب و رفیق فی الجنۃ ہے وضو کو پورا کیا کر یعنے ہاتھ منہ پاؤں سب دھونا گو تم کو تکلیف کیوں نہ ہو اور زکوٰۃ صدقہ ہرگز نہ کھانا اور نہ گدھے کو گھوڑی پر چڑھانا۔ اور نہ نجومیوں کے ساتھ بیٹھنا۔

مَنْ اٰذٰی عَلِیًّا فَاٰذَی النَّبِیَّ فِیْ قَبْرِہٖ

عَنْ عُرْوَۃَ اَنَّ رَجُلًا وَقَعَ فِیْ عَلِیٍّ بِمَحْضَرٍ مِنْ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ تَعْرِفُ صَاحِبَ ھٰذَا الْقَبْرِ مُحَمَّدُ بْنِ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا تَذْکُرْ عَلِیًّا اِلَّا بِخَیْرٍ فَاِنَّكَ اِنْ اٰذَیْتَہٗ اٰذَیْتَ ھٰذَا فِیْ قَبْرِہٖ کنز العمال ج ۵ ص ۴۶۔

حضرت عروۃؓ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ اور ایک شخص کی حضرت عمرؓ کے دربار میں کچھ تکرار ہوگئی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تو جانتا ہے صاحب اس قبر کو کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب اور علیؓ بن ابیطالب بن عبدالمطلب کو آئندہ علی کا ہرگز تذکرہ نہ کرنا مگر خیر کے ساتھ اگر تو نے علیؓ کو ایذا دی تو تو نے صاحب اس قبر کو ایذا دی۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب کا خدا پر کامل بھروسہ

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ عَرَضَ لِعَلِیٍّ رَجُلَانِ فِیْ خُصُوْمَۃٍ فَجَلَسَ فِیْ اَصْلِ جِدَارٍ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ اَلْجِدَارُ یَقَعُ فَقَالَ عَلِیٌّ کَفٰی بِاللہِ حَارِسًا فَقَضٰی بَیْنَھُمَا وَقَامَ ثُمَّ سَقَطَ الْجِدَارُ کنز العمال از ابو نعیم ج ۵ ص ۵۲

جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتا ہے ایک روز کا واقعہ ہے دو شخصوں میں کچھ نزاع تھی تو حضرت علیؓ کے پاس تصفیہ کے لئے آئے آپ ان کو لیکر ایک ٹوٹی دیوار کے

نیچے بیٹھ گئے کسی نے کہا دیوار تو گرنے پر ہے آپ نے فرمایا خدا کی حراست بس ہے جب فیصلہ سے فرصت ہوئی اُٹھے تو دیوار فوری گر گئی۔

فراست علیؓ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ يَا اَهْلَ الْكُوْفَةِ سَيُقْتَلُ مِنْكُمْ سَبْعَةُ نَفَرٍ خِيَارُكُمْ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ اَصْحَابِ الْاُخْدُوْدِ مِنْهُمْ حُجْرُ بْنُ الْاَدْرِ وَاَصْحَابُهُ تَقْتُلُهُمْ مُعَاوِيَةُ بْنُ الْعَذْرَاءِ مِنْ دِمَشْقَ كُلُّهُمْ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ ۔ کنز العمال ج ۵ صفحہ ۵۶۔

حضرت علیؓ نے اہل کوفہ کو مخاطب کر کے فرمایا قریب ہے کہ تم سے سات افراد قتل کئے جائینگے۔ اُن کی مثال اصحاب اخدود کی ہے۔ بعض اُن میں کے حجر بن الادر اور اُس کے اصحاب ہوں گے اُن کو معاویہ بن عذرا نے دمشق میں قتل کیا یہ سب اہل کوفہ سے تھے اِس فرقہ کی تشریح کتب تاریخ میں ہے۔

سیرت و فقرہ کرم اللہ وجہہ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْاَرْقَمِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَعْرِضُ سَيْفًا لَهُ فِيْ رَحْبَةِ الْكُوْفَةِ وَيَقُوْلُ مَنْ يَشْتَرِيْ مِنِّيْ سَيْفِيْ هٰذَا وَاللّٰهِ لَقَدْ جَلَوْتُ بِهٖ غَسْلَ مَرَّةً مِنْ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ اَنَّ عِنْدِيْ ثَمَنَ اِزَارِيْ مَا بِعْتُهُ۔ کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۵۶۔

علی بن ارقم اپنے باپ کے ذریعہ روایت کرتا ہے کہ حضرت علیؓ کو کوفہ کے بازار میں اپنی تلوار کو لوگوں پر پیش کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ کہ میری یہ تلوار کون خریدتا ہے۔ یہ وہ تلوار ہے جسکو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے مغسول پانی سے دھویا ہے اگر میرے پاس اس وقت ایک لنگی کی قیمت بھی ہوتی تو میں اس کو فروخت نہیں کرتا۔

عن علی بن ابی طالب قال جعت مرۃً بالمدینۃ فاذا با مرأۃ قد جمعت لطینتها ترید بلّہ فاتیتها فقاطعتها کل ذنوب علی تمرۃ فمددت ستۃ عشر ذنوبا حتی مجلت یدی ثم اتیت الماء فاصبت منہ ثم اتیتها فقلت یکفی ھکذا بین یدیہا وبسط یدیہ وجمعہا فعدت الی ستۃ عشرۃ تمرۃ فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ فاکل معی منہا۔ کنز العمال ج ۵ ص ۵۶۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب فرماتے ہیں اتفاق سے مدینہ میں سخت بھوکا ہوا دیکھتا کیا ہوں ایک عورت یہودیہ کھجوریں خشک کر رہی ہے میں اُس کے پاس گیا تو معاہدہ یہ ہوا کہ ہر ایک کھجور کے بدل ایک ڈول پانی کا کوئیں سے نکال کر دینا میں نے سولہ ڈول تو نکال مگر ہاتھوں پر چھالے آگئے تو اُس نے سولہ کھجوریں دیں۔ میں اُن کو لیکر آنحضرت کے پاس آیا۔ تو آپ نے بھی میرے ہمراہ اُن کو تناول فرمایا۔ ف یہ ابتدا زمانہ تھا آخر کو لاکھوں کی آمدنی تھی آگے کی حدیث پر غور فرمایئے۔

عن ابن ضبیع عن علی بن ابی طالب قال لقد رأیتنی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانی لاربط الحجر علی بطنی من الجوع وان صدقتی الیوم لتبلغ اربعین الفا۔ کنز العمال جلد ۵ ص ۵۶۔

ابن ضبیع حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا البتہ تو نے مجھ کو دیکھا ہوگا۔ کہ رسول اللہ کے ساتھ بوجہ بھوک کے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا اور آج کے دن میری روزانہ خیرات چالیس ہزار درہم کو پہنچ گئی ہے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال اھدیت ابنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فما کان فرشنا لیلۃ اھدیت الا مسک کبش۔ ابن مبارک فی الزھد و کنز العمال ج ۵ ص ۵۶۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم جو اپنی صاحبزادی کو جہیز دیا تھا وہ ایک مینڈے کا چمڑا تھا رات کو ہم اُس کو نیچے فرش بنا لیتے تھے۔

عن علی بن ابیطالب قال نکحت ابنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس لنا فراش الا فروۃ کبش فاذا کان اللیل بتنا علیہا واذا اصبحنا فقلبنا علفنا علیہا الناضح ۔ کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۱۱۔

حضرت علی رضی اللہ روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سے شادی کی ہے تو ہمارے پاس کچھ فرش فروش نہیں تھا مگر ایک کھال مینڈھے کی جب رات ہوتی تو ہم اس کو نیچے بچھا لیتے اور جب دن ہوتا تو ہم اس کو لپیٹ کر رکھ دیتے اور اپنی اونٹنی کو اس پر دانہ بھی دیتے ۔

عن صالح قال بیاع اکسیۃ عن جدتہ قالت رأیت علیا اشتری تمرا بدرہم فحملہ فی ملحفتہ فقیل یا امیر المؤمنین الا نحملہ عنک فقال ابو العیال احق بحملہ ۔ کنز العمال ج ۵ ص ۵۶

صالح سے مروی ہے کہ اسکی دادی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک چادر خریدی۔ پھر اپنے ایک درہم کی کھجوریں بازار سے خرید کر اسمیں باندھ لیا کسی نے کہا اے امیر المومنین آپ مجھ کو دیجئے کہ میں ان کو اٹھالوں۔ آپنے فرمایا صاحب عیال اس بات کا حقدار ہے کہ وہ اپنے عیال کی خدمت کرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سیاسی وعظ

عن زاذان عن علی رضی اللہ عنہ انہ کان یمشی فی الاسواق وھو وال یرشد الضال وینشد الضال ویعین الضعیف ویمر بالبیاع والبقال ویفتح علیہ القرآن ویقول ویقرأ تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا ویقول نزلت ھذہ الآیۃ فی اھل العدل والتواضع من الولاۃ واھل القدرۃ علی سائر الناس ۔ کنز العمال ج ۵ ص ۵۶۔

زاذان حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہوا کہتا ہے کہ آپ بازار میں جاتے حالانکہ آپ خلیفہ وقت تھے بھولے ہوئے کو راستہ بتاتے گم شدہ چیزوں کو تلاش کر کے مالک کے حوالہ کرتے مہمانوں کی خاطرداری کرتے اور جب سوداگروں پر گذرتے تو اُن کو قرآن مجید پڑھ کر سناتے اور یہ آیت پڑھتے یہ دار دنیا آخرت کے لئے بنایا گیا جو دنیا میں سرکشی و فساد نہیں کرتے اور آخرت پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ پھر فرمانے لگے یہ آیت اہل عدل حکام کے لئے اُتری تھی جو حکام اور والیان تو رعایہ پر متواضع ہوں اور جو لوگوں پر حاکم ذی قدرت ہوں

عَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیْ اَنَّ رَجُلًا اَتٰی عَلِیًّا فَاَثْنٰی عَلَیْہِ وَ کَانَ قَدْ بَلَغَہٗ عَنْہُ قَبْلَ ذٰلِکَ شَیْءٌ فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّ لَسْتُ کَمَا تَقُوْلُ وَاَنَا فَوْقَ مَا فِیْ نَفْسِکَ - ابن الدنیا و کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۵۶۔

ابی بختری روایت کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک شخص آیا اور آپ کی تعریف کرنے لگا اور قبل اس کے آپ کی کچھ شکایت کر چکا تھا تو آپ نے فرمایا میں ایسا نہیں ہوں جو تو کہہ رہا ہے بلکہ میں فی نفسہ تیرے نزدیک اس سے بھی مافوق ہوں۔

کمال زہد لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

عن عمر بن قیس قال رُوِیَ عَلٰی عَلِیٍّ اِزَارٌ مَّرْقُوْعٌ فَقِیْلَ لَہٗ فَقَالَ یَقْتَدِیْ بِہِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ یَخْشَعُ بِہِ الْقَلْبُ از کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۵۵

عمر بن قیس کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر پھٹے پرانے پیوند لگے ہوئے ازار دیکھے گئے کسی نے کہا آپ باوجود امیر المومنین ہونے کے ایسا کیوں تو فرمایا تاکہ مسلمان اُس کو دیکھ کر پیروی کریں اور دل ڈریں۔

عن عطاء ابو محمد قال رَاَیْتُ عَلٰی عَلِیٍّ قَمِیْصًا مِنْ ھٰذِہِ الْکَرَابِیْسِ غَیْرَ غَسِیْلٍ کنز ایضًا۔

عطا ابو محمد کہتا ہے کہ میں نے دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ ایک سفید روئی کا میلا کرتہ پہنے ہوئے تھے۔

عَنْ عَنْتَرَةَ قَالَ اَتَیْتُ عَلِیًّا یَوْمًا فَجَاءَهٗ قَنْبَرٌ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّكَ لَا تُبْقِیْ شَیْئًا وَاِنَّ لِاَهْلِ بَیْتِكَ فِیْ هٰذَا الْمَالِ نَصِیْبًا وَقَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِیْئَةً قَالَ وَمَا هِیَ قَالَ انْطَلِقْ فَانْظُرْ مَا هِیَ فَاَدْخَلَهٗ بَیْتًا فِیْهِ بَاسِنَةٌ مَمْلُوَّةٌ اٰنِیَةً ذَهَبًا اَوْ فِضَّةً فَلَمَّا رَاٰهَا عَلِیٌّ قَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ لَقَدْ اَرَدْتَ اَنْ تُدْخِلَ بَیْتِیْ نَارًا عَظِیْمًا ثُمَّ جَعَلَ یَزِنُهَا وَیُعْطِیْ كُلَّ عَرِیْفٍ حِصَّتَهٗ ۔

عنتر صحابی کہتا ہے کہ اتفاق سے ایک روز میں حضرت کے دربار میں گیا آپ کا غلام قنبر آیا اور کہا اے امیر المومنین آپ تو ایسے ہیں کہ اپنی اہل بیت کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑتے سب مال خرچ کر دیتے ہیں میں نے اس کو اہل بیت کے لئے کچھ رکھا ہے چھپا کر آپ نے فرمایا وہ کیا ہے قنبر نے کہا آپ تشریف لے چلئے دیکھئے وہ کیا ہے جب آپ گھر کو گئے تو ایک بڑا برتن سونے یا چاندی سے بھرا ہوا پایا آپ نے فرمایا تیری ماں تیرے کو روئے اس سے تیرا کیا ارادہ ہے۔ کیا تو میرے گھر میں اس قدر عظیم آگ بھرتا ہے پھر آپ نے اس مال کو شرفا پر تقسیم کر کے خود خالی ہاتھ واپس ہو گئے۔

عَنْ مُجَمِّعٍ اَنَّ عَلِیًّا كَانَ یَكْنِسُ بَیْتَ الْمَالِ ثُمَّ یُصَلِّیْ فِیْهِ رَجَاءَ اَنْ یَّشْهَدَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَنَّهٗ لَمْ یَحْبِسْ فِیْهِ الْمَالَ عَنِ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ کنز العمال ج ۵ ص ۔

مجمع صحابی سے مروی ہے کہ بیشک حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانہ میں بیت المال کے گھر میں جھاڑو دیتے پھر وہیں نماز پڑھتے۔ اس امید سے لوگ قیامت کے دن اس امر کی گواہی دیں کہ آپ لوگوں کی حاجت روائی کے لئے ہر وقت خزانہ بیت المال میں حاضر رہتے تھے۔

عن عبداللہ بن شریک عن جدہ ان علیاً بن ابی طالب اتی بفالوذج فوضع قدامہ

فَقَالَ إِنَّهُ طِيبُ الرِّيحِ وَحُسْنُ اللَّوْنِ طَيِّبُ الطَّعْمِ وَلٰكِنْ أَكْرَهُ أَنْ أُعَوِّدَ نَفْسِي مَا لَمْ تَعْتَدْ . كنز ۔

عبداللہ بن شریک اپنے دادے سے روایت کرتا ہے حضرت علی کے پاس فالودہ آیا آپ کے سامنے رکھا گیا آپ نے اُس کو دیکھ کر فرمایا اُسکی خوشبو رنگ و مزہ سب اچھے ہیں لیکن میں اُس کو پسند نہیں کرتا۔ کہ نفس اُس کو کھا کر سرکش ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے محاسبانہ پند و نصائح

عَنْ أَبِي مَطَرٍ قَالَ خَرَجْتُ مِنَ الْمَسْجِدِ فَإِذَا رَجُلٌ يُنَادِي خَلْفِي ارْفَعْ إِزَارَكَ فَإِنَّهُ أَتْقٰى لِرَبِّكَ وَأَنْقٰى لِثَوْبِكَ وَخُذْ مِنْ رَأْسِكَ إِنْ كُنْتَ مُسْلِماً فَإِذَا هُوَ عَلِيٌّ وَمَعَهُ الدِّرَّةُ فَانْتَهٰى إِلٰى سُوقِ الْإِبِلِ فَقَالَ بِيعُوا وَلَا تَحْلِفُوا فَإِنَّ الْيَمِينَ تُنَفِّقُ السِّلْعَةَ وَتَمْحَقُ الْبَرَكَةَ ثُمَّ أَتٰى صَاحِبَ التَّمْرِ فَإِذَا خَادِمٌ تَبْكِي فَقَالَ شَأْنُكِ قَالَ بَاعَنِي هٰذَا تَمْراً بِدِرْهَمٍ فَأَبٰى مَوْلَايَ أَنْ يَقْبَلَهُ فَقَالَ خُذْهُ وَأَعْطِهَا دِرْهَماً فَإِنَّهُ لَيْسَ لَهَا أَمْرٌ فَإِنَّهُ أَبٰى فَقُلْتُ لَهُ أَلَا تَدْرِي مَنْ هٰذَا قَالَ لَا قُلْتُ عَلِيٌّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَصَبَّ تَمْرَهُ وَأَعْطَاهُ دِرْهَماً وَقَالَ أُحِبُّ أَنْ تَرْضٰى عَنِّي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ مَا أَرْضَانِي عَنْكَ إِذَا وَفَّيْتَهُمْ ثُمَّ مَرَّ مُجْتَازاً بِأَصْحَابِ التَّمْرِ فَقَالَ أَطْعِمُوا الْمَسَاكِينَ يَرْبُو كَسْبُكُمْ ثُمَّ مَرَّ مُجْتَازاً حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى أَصْحَابِ السَّمَكِ فَقَالَ لَا يُبَاعُ فِي سُوقِنَا طَافٍ ثُمَّ أَتٰى دَارَ بَزَّازٍ وَإِلٰى سُوقِ الْكَرَابِيسِ فَقَالَ يَا شَيْخُ أَحْسِنْ بَيْعِي فِي قَمِيصٍ بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ فَلَمَّا عَرَفَهُ لَمْ يَشْتَرِ مِنْهُ شَيْئاً ثُمَّ أَتٰى آخَرَ فَلَمَّا عَرَفَهُ لَمْ يَشْتَرِ مِنْهُ شَيْئاً ثُمَّ أَتٰى غُلَاماً حَدَثاً فَاشْتَرٰى مِنْهُ قَمِيصاً بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ وَلَبِسَهُ مَا بَيْنَ الرُّسْغَيْنِ إِلَى الْكَعْبِ فَجَاءَهُ صَاحِبُ الثَّوْبِ فَقِيلَ أَنَّ ابْنَكَ بَاعَ مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ قَمِيصاً بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ قَالَ فَهَلَّا أَخَذْتَ مِنْهُ دِرْهَمَيْنِ فَأَخَذَ الدِّرْهَمَ

ثُمَّ جَاءَ اِلٰی عَلِیٍّ فَقَالَ اِمْسِكْ هٰذِهِ الدِّرْهَمْ قَالَ شَانُہٗ قَالَ کَانَ قَمِيْصًا ثَمَنُہٗ دِرْهَمَانِ بَاعَكَ ابْنِیْ بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ قَالَ بَاعَنِیْ رَضَائِیْ وَ اَخَذْتُ رَضَائِیْ - کنز العمال جلد ۵ ص۵۵ -

ابو مطر صحابی کہتا ہے کہ اتفاق سے میں مسجد سے باہر نکلا تو کسی نے پیچھے سے آواز دی کہ اپنے تہ بند کو اونچا کر اس میں خدا کی خوشنودی اور کپڑے کی پاکیزگی ہے - اور لے اپنے سر سے جٹو کو اگر تو مسلمان ہے پس اتفاقاً کیا دیکھتا ہوں کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ کے ساتھ ایک دُرّہ بھی موجود ہے اور آپ اور میں بازار میں گئے جہاں اونٹ فروخت ہوتے تھے - آپ نے اُن کے تجاروں کو فرمایا تم مال کو قسمیں کھا کر مت فروخت کرو اس میں نفع تو ہے لیکن برکت جاتی رہتی ہے - پھر کھجور فروشوں کے پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں ایک لڑکا کسی کا خادم رو رہا ہے آپ نے فرمایا کیوں روتا ہے لڑکے نے کہا میں نے اس سے یہ کھجوریں ایک درہم کو خریدی تھیں - لیکن میرا آقا اُن کو لینا پسند نہیں کرتا آپ نے فرمایا یہ کھجوریں تو لے لے یہ درہم میں دیتا ہوں اپنے آقا کو دیدے وہ اب انکار نہیں کریگا - پھر میں نے کہا کیا تو جانتا ہے یہ کون ہے - کہا میں نہیں جانتا میں نے کہا یہ تو امیر المؤمنین ہیں پھر اُس نے کھجوریں پھینک دیں اور درہم امیر المومنین کو واپس کر دیا - کہا اِس کو پسند کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے راضی ہوں - آپ نے فرمایا ناراضی کی کوئی وجہ نہیں ہے جبکہ تو نے اپنا لین دین صاف کر دیا - پھر آپ کھجوروں کے بازار میں تشریف لائے کھجور فروش سے فرمایا مسکینوں کے ساتھ سلوک کیا کرو - اِسکی وجہ سے تمہاری تجارت میں برکت ہوگی پھر آپ مچھلی فروش کے پاس تشریف لائے کہا ہمارے بازار میں طافی مچھلی نہ فروخت کرنا - (طافی اُس مچھلی کو کہتے ہیں جو دریا میں مر جاوے) پھر بزازوں کے پاس آئے تو ایک شخص سے فرمایا اے شیخ میرے ساتھ اچھا معاملہ کرنا - ایک قمیص تین درہم کو ٹھرایا

جب اُس نے آپ کو پہچان لیا تو آپ نے اُس سے کچھ نہ خریدا۔ پھر دوسرے کے پاس گئے۔ جب اُس نے بھی پہچان لیا اُس سے بھی نہیں لیا۔ پھر ایک کم سن لڑکے کے پاس تشریف لائے۔ اُس سے تین درہم کو ایک قمیص خرید کر پہنا تو وہ پونچیوں سے ٹخنوں تک لنبا تھا جب اصل قمیص کا مالک آیا تو لوگوں نے اُس سے کہا کہ تیرے لڑکے نے امیرالمومنین کو ایک قمیص تین درہم کو فروخت کیا ہے اُس نے لڑکے کو ڈانٹا اور درہم لیکر دوڑا۔ اے امیرالمومنین یہ ایک درہم لیجئے۔ آپ نے فرمایا کیوں کہا قمیص در اصل دو درہم کا تھا۔ لڑکے نے غلطی سے تین درہم کو دیدیا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ تو میں نے اپنی خوشی سے لیا ہے

اربعۃ خصائل لعلی بن ابی طالب و لواء الحمد بیدہ یوم القیمۃ

عن عبد اللہ بن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال سألت اللہ یا علی فیک خمسًا فمنعنی واحدۃ و اعطانی اربعًا سألت اللہ ان یجمع علیک امتی فابی علی و اعطانی فیک ان اول من تنشق عنہ الارض یوم القیمۃ انا و انت معی معک لواء الحمد و انت تحملہ بین یدی تسبق بہ الاولین و الاخرین و اعطانی انک ولی المؤمنین بعدی۔ الخطیب از کنز العمال ج ۶ ص ۳۹۵ ۔

عبداللہ بن عباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے کہ آپنے فرمایا میں نے خداوند سے علی رض کے لئے پانچ چیزوں کے عطا کا سوال کیا ایک سے منع فرمایا اور چار کے عطا کا حکم ہُوا اور وہ یہ ہیں۔ ایک علی بن ابی طالب کے لئے تمام اُمت کا اتفاق ہو انکار ہُوا۔ دوم قیامت کے دن جب زمین شق ہو تو ہم دونوں ساتھ ہوں منظوری ہوئی سوم قیامت کے دن لواء حمد تیرے ہاتھ میں ہو۔ سب مخلوق خدا میں منظور چہارم میرے بعد تو تمام مومنین کا ولی دوست ہو۔ منظور

علی بن ابی طالب افضل الصدیقین ہے

عن عبد اللہ بن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثۃ حبیب النجار مؤمن آل یٰسٓ قال یا قوم اتبعوا المرسلین وحزقیل مؤمن آل فرعون الذی قال اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ وعلی بن ابی طالب وھو افضلھم کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۲۔

عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا صدیقوں میں تین شخص ہیں۔ ایک حبیب نجار جو آلِ یٰس سے ایمان لایا۔ دوم حزقیل جو موسیٰ کے ساتھ ایمان لایا۔ تیسرا علی بن ابی طالبؑ ان سے افضل ہے۔

حضرت علیؑ کا خاص طور پر اہلِ مکہ کو سورۂ برأت پہچانا اور فسخِ معاہدات کرنا

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال لما نزلت عشر آیات من براءت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا ابا بکر رضی اللہ عنہ لیقرا ء علی اھل مکۃ ثم دعانی فقال لی ادرک ابا بکر فحیثما لقیتہ فخذ الکتاب منہ ورجع ابو بکر رضی اللہ عنہ فقال یا رسول اللہ نزل فی شیء قال لا ولکن جبرئیل جاءنی فقال لن یؤدی عنک الا انت او رجل منک۔ اخرجہ عبد اللہ بن احمد بن حنبل فی زوائد المسند وابو الشیخ وابن مردویہ از تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۰۹

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم ببراءۃ مع ابی بکر ثم دعاہ فقال لا ینبغی لاحد ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلی فدعا علیا فاعطاہ ایاہ اخرجہ ابن ابی شیبہ واحمد وترمذی وحسنہ وابو الشیخ وابن مردویہ از تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۰۹ ۔

عن سعد بن ابی وقاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابا بکر ببراءۃ الی اھل مکۃ ثم بعث علیا علی اثرھا فاخذ منہ فکان ابا بکر وجد فی نفسہ

فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یا ابا بکر اِنّہٗ لا یؤدی عنی الا انا او رجل منی
ابن مردویہ از تفسیر درمنثور ی ایضاً عن سعد بن ابی وقاص اَن رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم بعث علیّاً باربعٍ لا یطوفن بالبیت عُریانٌ ولا یجتمعُ المسلمون
والمشرکون بعد عامہم (یعنے ھذا) ومن کان بینہ وبین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم عھدٌ فھو الی عھدہٖ وانّ اللہ ورسولہ بریٔ من المشرکین۔
اخرجہ ابن ابی حاتم از تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۰۹
عن ابی سعید الخدری قال بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابا بکر یؤدی
عنہ براءۃ فلمّا ارسلہ فقال یا علیُّ انّہ لا یؤدی عنی الّا انا او انت فحملہ
علی ناقتہ العضباء حتی الحق ابا بکر فاخذ منہ براءۃ الحدیث ایضاً اخرجہ
ابن حبان ومردویہ از تفسیر درمنثور ״

اِن احادیث کا ترجمہ قریب قریب ایک ہی ہے یعنے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے سورہ برات کو حضرت ابوبکر کو دیکر مکہ روانہ فرمایا۔ بعدہ فرمانِ خداوندی بذریعہ
جبرئیل صادر ہوا کہ آپ خود تشریف لے جاکر اہلِ مکہ مشرکین کو سورہ برات سنائے
یا اپنے قرابت والا ہو چونکہ حضرت علی بن ابی طالب آپ کے ابن عم عصبہ تھے اسلئے
حضرت علی کو اپنی اونٹنی عضبا سواری کو دیکر حکم ہوا کہ تو جاکر ابو بکر سے سورۃ برات لیلے
اہلِ مکہ مشرکین کو سنا کر کہدے کہ چار ماہ کی تم کو مدت دی گئی ہے تم لوگ مکہ خالی کردو
اور جسقدر ہمارے تمہارے درمیان معاہدات تھے وہ بھی چار ماہ کے بعد سب فسخ اگر
اسکی تعمیل نہ کروگے تو یاد رکھو ہم جنگ کو تیار ہیں اس کے بعد حضرت ابوبکر نے تشریف
لاکر کہا کیا میرے لئے کوئی حکم صادر ہوا ہے آپنے فرمایا جبرائیل نے کہا کہ اپنے ذات
یا اپنی قرابت والے سے یہ سرانجام دیا جائیگا۔ تو اس لئے علی ابن ابی طالب کو روانہ
کیا کہ وہ میرا عصبہ بھائی ہے۔ یعنے میرے قائم مقام ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب کو اپنی ذات تصور کرنا اور خاصف النعل کا خطاب

عن ابی سعید قال کنا جلوسا فی المسجد فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجلس الینا و لکان علی رؤسنا الطیر لا یتکلم منا احد فقال ان منکم رجلا یقاتل الناس علی تاویل القرآن کما قوتلتم علی تنزیلہ فقام ابوبکر فقال انا ھو یارسول اللہ قال لا و لکنہ خاصف النعل فی الحجرۃ فخرج علینا علیؑ و معہ نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلح منہا رش حم ع ک حل ض ۔

کنز العمال ج ۶ ص ۳۹۰ ۔

ابو سعید خدری کہتا ہے کہ ایک روز ہم مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت باہر تشریف لا کر ہم میں بیٹھ گئے اور ہماری حالت ایسی تھی گویا ہمارے سروں پر طیور ہیں۔ ہم سب ساکت تھے آپ نے فرمایا تم میں ایک مرد ہے کہ وہ تاویل قرآن پر لوگوں سے مقاتلہ کریگا۔ جیسے تم لوگوں نے نزول قرآن پر جہاد کیا ابوبکر نے کہا کیا وہ میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں لیکن وہ جوتا سینے والا ہے حجرہ میں پھر حجرہ سے حضرت علی آپ کا جوتا سی کے باہر لے کر آئے ۔

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لینتہین بنو ولیعۃ او لابعثن الیہم رجلا کنفسی یتقدم فیہم امری فیقتل المقاتلۃ ویسبی الذریۃ فما راعنی الا وکف عمر فی حجرتی من خلفی قال من تعنی قال ما ایاک اعنی ولا صاحبک قال فمن تعنی قال خاصف النعل قال وعلیؑ یخصف النعل۔

خصائص نسائی ص ۱۲ ۔

ابوذر آنحضرت سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بنو ولیعہ کے لوگ باز آجاویں (یہ ایک قبیلہ کفار عرب کا تھا) ورنہ میں ایک ایسے شخص کو انکی طرف بھیجونگا

کہ مثل میری ذات کے ہوگا۔ کہ وہ میرا حکم اُن میں جاری کریگا۔ اُن سے مقاتلہ کریگا۔ اور اُنکی اولاد قید کریگا۔

علی ہادی امت ہیں

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا الْمُنْذِرُ وَعَلِیٌّ الْھَادِیْ وَبِکَ یَا عَلِیُّ یَھْتَدِی الْمُھْتَدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ۔ کنز العمال ج۵ ص۳۴ از الدیلمی۔

حضرت جابر آنحضرت سے فرماتے ہُوئے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا میں تو نذیر ہوں اور علی تو ہادی امت ہے میرے بعد تیرے سے طالب ہدایت ہدایت پائینگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ناکثین و مارقین و قاسطین کو قتل کرنا۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اُمِرْتُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقِتَالِ النَّاکِثِیْنَ وَالْمَارِقِیْنَ وَالْقَاسِطِیْنَ کنز العمال ج۵ ص۳۹۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت سے فرماتے ہُوئے روایت کرتے ہیں کہ آپنے میرے حق میں فرمایا الناکثین اصحاب جمل کو قتل کروں گا۔ کیونکہ اُنہوں نے میری بیعت سے انکار کیا۔ اور القاسطین اہل صفین کو قتل کروں۔ کہ میرے حکم میں آکر بغاوت کی۔ اور المارقین الخوارج کو قتل کروں کہ دین میں آکر پھر دین سے نکل گئے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتٰی مَنْزِلَ اُمِّ سَلَمَۃَ فَجَاءَ عَلِیٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اُمَّ سَلَمَۃَ ھٰذَا وَاللّٰہِ قَاتِلُ الْقَاسِطِیْنَ وَالنَّاکِثِیْنَ وَالْمَارِقِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ کنز العمال ج۵ ص۳۹ و مستدرک۔

اِس حدیث کا ترجمہ پہلی حدیث میں آگیا۔ صرف مِنْ بَعْدِیْ کا لفظ زاید ہے۔ . .

یَا عَلِیُّ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَاِنْ شَقَّ عَلَیْکَ

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَلِیُّ اَنْتَ اَخِیْ وَصَاحِبِیْ فِی الْجَنَّۃِ یَا عَلِیُّ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَاِنْ شَقَّ عَلَیْکَ وَلَا تَاْکُلِ الصَّدَقَۃَ وَلَا تَنْزِی الْحَمِیْرَ عَلَی الْخَیْلِ وَلَا تُجَالِسْ اَصْحَابَ النُّجُوْمِ ۔ (کنز از حط۔)

حضرت علیؓ کا لواءِ حمد لیکر بندگانِ خدا کو حوضِ کوثر پر جمع کرنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ اِمَامِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُدْفَعُ اِلَیَّ لِوَاءُ الْحَمْدِ فَاَدْفَعُہٗ اِلَیْکَ وَاَنْتَ تَذُوْدُ النَّاسَ عَنْ حَوْضِیْ ۔ (کنز از کر ج ۵ صفحہ)

عبداللہ بن عباس آں حضرت سے سن کر روایت کرتے ہیں کہ آپ نے علی بن ابی طالب سے فرمایا علی قیامت کے دن تو میرے آگے ہوگا اور لواءِ حمد مجھ کو عنایت ہوگا میں تم کو دوں گا۔ تو اس کو لیکر حوض کوثر پر لوگوں کو جمع کریگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فراستی پیشین گوئی

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ یَا اَہْلَ الْکُوْفَۃِ سَیُقْتَلُ مِنْکُمْ سَبْعَۃُ نَفَرٍ خِیَارُکُمْ مَثَلُہُمْ کَمَثَلِ اَصْحَابِ الْاُخْدُوْدِ مِنْہُمْ حُجْرُ بْنُ الْاَدْبَرِ وَاَصْحَابُہٗ قَتَلَہُمْ مُعَاوِیَۃُ بْنُ الْعَذْرَاءِ مِنْ دِمَشْقَ کُلُّہُمْ مِنْ اَہْلِ الْکُوْفَۃِ ۔ کنز العمال از کر ج ۵ صفحہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کمال فراست آپ نے اہل کوفہ کو خطاب کر کے فرمایا اے اہلِ کوفہ قریب ہے کہ تم میں پسندیدہ سات افراد قتل کئے جائینگے۔ انکی مثال مثال اصحاب اخدود کی ہے منجملہ ان کے حجر بن الادبر ہے اور اس کے اصحاب ہیں ایسا ہی ہوا کہ معاویہ بن عذراء نے ان کو دمشق میں قتل کر ڈالا۔ اور یہ سب لوگ اہل کوفہ سے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قسیم جنت و دوزخ ہونا

قَالَ رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسلّم یَا عَلِیُّ اَنْتَ قَسِیْمُ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تَقُول النَّاسُ ھٰذَا لِی وَھٰذَا لَکَ ۔ صواعق صفحہ ۷۵ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا اے علیؑ تو دن قیامت کے اہل جنت و نار کو تقسیم کریگا۔ دوزخ کہینگے یہ میرے لئے اور یہ تیرے لئے ہے یعنی اہل جنت۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ یَجْثُوْ بَیْنَ یَدَیِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُوْمَۃِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ .. اخرجہ البخاری صواعق ص۷۵ ۔

حضرت علی فرماتے ہیں میں پہلا شخص ہوں گا قیامت کے دن رحمن کے سامنے گھٹنے ٹیک کر کھڑا ہو جاؤں گا جنت کے لئے مخاصمت کروں گا۔ اے خداوند ذوالجلال یہ اہل جنت سے ہیں

امیر علیہ السلام کیلئے آفتاب کا واپس آنا

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْحٰی اِلَیْہِ وَرَاْسُہٗ فِیْ حِجْرِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فَلَمْ یُصَلِّ الْعَصْرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّیْتَ یَا عَلِیُّ قَالَ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ کَانَ فِیْ طَاعَتِکَ وَطَاعَۃِ رَسُوْلِکَ ارْدُدْ عَلَیْہِ الشَّمْسَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَرَاَیْتُھَا غَرَبَتْ ثُمَّ رَاَیْتُھَا طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ وَوَقَفَتْ عَلَی الْجِبَالِ وَالْاَرْضِ وَذٰلِکَ بِالصَّھْبَاءِ فِیْ خَیْبَرَ ۔ ذکرہ قاضی عیاض فی الشفاء المواھب اللدنیہ ص۲۷ وغیرہ الطحاوی والطبرانی فی معجم الکبیر وابن مندہ وابن شاہین وابن مردویہ

ترجمہ:۔ اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی آئی اور آپ کا سر مبارک حضرت علی کی گود میں تھا اور حضرت علی نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تو نے نماز پڑھی ہے آپ نے فرمایا نہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ علی تیرے و تیرے رسول کی اطاعت میں تھا آفتاب کو اس پر واپس کر اسما راوئیہ حدیث کہتی ہیں کہ آفتاب غروب ہو کے پھر واپس آیا۔ اُسکی روشنی پہاڑوں اور زمین پر معلوم ہوتی تھی۔ اور یہ واقعہ صہبا کے مقام پر ایک دو میل کے فاصلہ خیبر میں ہوا۔

اَنَّ عَلِیًّا اَحَدُ مَنْ جَمَعَ الْقُرْاٰن

اَنَّ عَلِیًّا اَحَدُ مَنْ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ وَعَرَضَہٗ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَرَضَ عَلَیْہِ ابو الاسود الدؤلی وابو عبد الرحمن السلمی وعبد الرحمٰن بن ابی لیلی صواعق ص۷۶۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ایک ہیں اُن میں کے جنہوں نے قرآن مجید جمع کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا اور ابو الاسود دولی اور ابو عبد الرحمٰن سلمی اور عبد الرحمٰن ابن ابی لیلی نے بھی حضرت علیؑ پر قرآن پڑھا ہے۔

عن محمد بن سیرین قال نُبِّئْتُ اَنَّ عَلِیًّا اَبْطَأَ عَنْ بَیْعَةِ اَبِیْ بَکْرٍ فَلَقِیَہٗ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ اَکَرِھْتَ اِمَارَتِیْ فَقَالَ لَا وَلٰکِنْ اٰلَیْتُ اَنْ لَّا اَرْتَدِیَ بِرِدَاءٍ اِلَّا اِلَی الصَّلٰوۃِ حَتّٰی اَجْمَعَ الْقُرْاٰنَ قَالَ فَزَعَمُوْا اَنَّہٗ کَتَبَہٗ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ قال محمد بن سیرین فَلَوْ اَصَبْتُ ذٰلِکَ الْکِتَابَ کَانَ فِیْہِ عِلْمٌ ۔ کنز العمال ج ص۵۲

عن محمد بن کعب القرظی قال کان مِمَّنْ خَتَمَ القراٰن ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیّ عثمان بن عفان و علی بن ابی طالب وعبد اللہ بن مسعود۔

کنز العمال ازکر وقال فی اسنادہ نظر کنز ج۲ ص۵۲

عن الشعبی قال جمع القراٰن علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستہ نفر

مِنَ الانصار اُبَیُّ بنُ کعبٌ و زیدؓ بن ثابت و معاذ بن جبل و ابو الدرداء و سعد بن عبید و ابو زیدؓ کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۵۲

محمد بن سیرین کی روایت یہ ہے کہ مجھ کو معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں کچھ دیر کی تو اتفاق سے ان دونوں کی ملاقات ہوئی تو حضرت ابو بکرؓ نے حضرت علیؓ کو کہا کیوں آپ کو میری عمارت ناپسند ہے حضرت علیؓ نے فرمایا یہ بات نہیں بلکہ میں نے ایلا کیا ہے کہ جبتک قرآن جمع نہ کرلوں تو چادر بجز نماز کے نہیں اوڑھونگا۔ محمد بن سیرین فرماتے ہیں اگر یہ مجموعہ قرآن حضرت علی کا ہم کو ملتا تو اس میں بہت کچھ علم ہوتا کیونکہ انہوں نے نزول کے موافق جمع کیا ہوگا۔ اور شعبی کی روایت ہے کہ چھ افراد نے زمانہ نبوت میں قرآن جمع کیا تھا۔ ابی بن کعب زید بن ثابت و معاذ بن جبل و ابو الدرداء و سعید بن عبید و ابو زید ہیں۔

موجودہ قرآن کا حضرت علی کی رائے اور مشورہ کے مطابق جمع ہونا

عن سوید بن غفلۃ قال سمعت علی بن ابی طالب یقول یا ایھا الناس لا تغلوا فی عثمان ولا یقولوا لہ الا خیرا فی المصاحف فواللہ ما فعل فی المصاحف الا عن ملا منا جمیعا فقال ما تقولون فی ھذہ القراءۃ فقد بلغنی ان بعضھم یقول ان قراءتی خیر من قراءتک و ھذا یکاد ان یکون کفرا قلنا فما تری قال تری ان نجمع الناس علی مصحف واحد بلا فرقۃ ولا یکون اختلاف قلنا فنعم ما رأیت قال فقیل ای الناس افصح و ای الناس اقرء قالوا افصح الناس سعید ابن العاص و اقرءھم زید بن ثابت فقال لیکتب احدھما و یملی الآخر ففعلا و جمع الناس علی مصحف قال علیؓ واللہ لو ولیتہ لفعلت مثل الذی فعل کنز العمال از ابن ابی داود جلد ۲ صفحہ ۵۰

سوید بن غفلہ حضرت علیؓ سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا اے لوگو تم عثمان پر قرآن مجید کے جمع کرنے کے بارے میں غلو مت کرو قسم اللہ کی اُس نے اپنی رائے سے ایسا نہیں کیا بلکہ ہم لوگوں نے اُن کو مجبور کیا تو عثمانؓ نے کہا آپ لوگ کیا کہتے ہو اُس قرآن کے بارے میں اب اسقدر اختلاف پیدا ہو گیا ہے ایک دوسرے پر آپ کو ترجیح دے رہا ہے کہ میری قرأۃ تیری قرأۃ سے اچھی ہے۔ قریب ہے کہ یہ کفر کی حد تک پہنچ جائیگا۔ ہم نے کہا آپ کی کیا رائے ہے۔ آپ نے کہا میری رائے میں یہ آتا ہے کہ بلا اختلاف قرأۃ ایک قرأۃ کے قرآن پر لوگوں کو جمع کیا جائے تو مناسب ہوگا۔ ہم نے اُس کو پسند کیا۔ پھر آپ نے کہا فصیح بلیغ کون کون ہیں اور قرائین کون کون ہیں۔ لوگوں نے کہا سعید بن العاص بہت فصیح لغوی ہیں اور زید بن ثابت بہت بڑے قاری ہیں پھر عثمانؓ نے کہا یہ دونوں مل کر لکھیں۔ تو اِن دونوں نے مل کر قرآن کو ترتیب دیکر لوگوں کو ایک نہج کے قرآن پر جمع کیا۔ حضرت علی قسم کھا کر فرماتے ہیں اگر میں بھی کرتا تو ایسا ہی کرتا۔

فائدہ جلیلہ۔ دوسری ایک روایت میں ہے کہ زید بن ثابت نے کتابت کی اور سعید بن العاص نے املا درست کیا ہے۔ یہ قرآن تمام بلاد میں شائع کیا گیا۔ اور پہلے کے سب قرآن بین المنبر و قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم دفن کئے گئے۔

عن محمد بن کعب القرظی قال کان ممن جمع القرآن علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو حی عثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب وعبد اللہ بن مسعود من المهاجرین و سالم مولی ابی حذیفة بن عتبة بن ربیعة مولی لعمر لیس من المهاجرین (استیعاب ج ۲ ص ۴۷)

علم نحو کے موجد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں

عن سلیمان بن مسلم الباهلی قال حدثنا ابی عن جدی عن ابی الاسود الدؤلی قال

دَخَلْتُ عَلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَرَأَیْتُہٗ مُطْرِقًا مُفَکِّرًا فَقُلْتُ فِیْمَ تَفَکَّرُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ بِبَلَدِکُمْ ھٰذَا لَحْنًا فَاَرَدْتُ اَنْ اَصْنَعَ کِتَابًا فِیْ اُصُوْلِ الْعَرَبِیَّۃِ فَقُلْتُ فَاِنْ فَعَلْتَ ھٰذَا اَحْیَیْتَنَا وَبَقِیَتْ فِیْنَا ھٰذِہِ اللُّغَۃُ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَاَلْقٰی اِلَیَّ صَحِیْفَۃً فِیْھَا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْکَلَامُ اِسْمٌ وَفِعْلٌ وَحَرْفٌ فَالْاِسْمُ مَا اَنْبَأَ عَنِ الْمُسَمّٰی وَالْفِعْلُ مَا اَنْبَأَ عَنْ حَرَکَۃِ الْمُسَمّٰی وَالْحَرْفُ مَا اَنْبَأَ عَنْ مَعْنًی لَیْسَ بِاِسْمٍ وَفِعْلٍ ثُمَّ قَالَ تَتَبَّعْہُ وَزِدْ فِیْہِ مَا وَقَعَ لَکَ وَاعْلَمْ یَا اَبَا الْاَسْوَدِ اَنَّ الْاَشْیَاءَ ثَلَاثَۃٌ ظَاھِرٌ وَمُضْمَرٌ وَشَیْءٌ لَیْسَ بِظَاھِرٍ وَلَا مُضْمَرٍ وَاِنَّمَا یَتَفَاضَلُ الْعُلَمَاءُ فِیْ مَعْرِفَۃِ مَا لَیْسَ بِظَاھِرٍ وَلَا مُضْمَرٍ۔
قَالَ اَبُو الْاَسْوَدِ فَجَمَعْتُ مِنْہُ اَشْیَاءَ وَعَرَضْتُھَا عَلَیْہِ فَکَانَ مِنْ ذٰلِکَ حُرُوْفُ النَّصْبِ فَذَکَرْتُ مِنْھَا اَنَّ وَاِنَّ وَلَیْتَ وَلَعَلَّ وَکَاَنَّ وَلَمْ اَذْکُرْ لٰکِنَّ فَقَالَ لِیْ لِمَ تَرَکْتَھَا فَقُلْتُ لَمْ اَحْسِبْھَا مِنْھَا قَالَ بَلْ ھِیَ مِنْھَا فَزِدْھَا فِیْھَا۔ تاریخ الخلفاء

ابو اسود دئلی کہتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انو میں نے آپکو سرنگوں متفکر پایا عرض کیا آج آپ متفکر کیوں ہیں آپنے فرمایا میں نے سنا ہے کہ تمہارے شہر میں لغات عربیہ میں تبدیلی شروع ہو گئی ہے میرا ارادہ ہے کہ عربیت میں قواعد منعقد کروں تاکہ زبان عربی اپنی فصاحت سے نہ گرے میں نے عرض کیا اگر آپ ایسا کریں گے تو ہم پر بڑا احسان ہوگا۔ اور آپ کے بعد وہ اصول ہمیشہ باقی رہینگے۔ تین روز کے بعد میں پھر آیا تو آپ نے ایک کاغذ نکال کر میرے سامنے ڈال دیا۔ اسمیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد لکھا تھا کہ کلام کے تین قسم ہیں اسم فعل حرف اسم وہ ہے جو اپنے مسمّٰی کی خبر دے۔ اور فعل وہ ہے جو اپنے مسمّٰی کی حرکت کی خبر دے اور حرف وہ ہے جس میں یہ دونوں خاصیتیں نہ پائی جائیں۔ جب میں دیکھ چکا تو آپ نے فرمایا اگر تمہارے ذہن میں کچھ ہو تو اس میں زیادہ کردو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اشیاء

تین قسم کے ہوتے ہیں ۔ ظاہر مضمر ۔ اور ایک نہ ظاہر نہ پوشیدہ ۔ تیسری قسم پر علمائے نے بڑی بڑی بحثیں کی ہیں ۔ ابوالاسود کہتے ہیں کہ پھر میں چلا آیا ۔ اور میں نے بھی کچھ جمع کر کے آپ کے سامنے پیش کیا ۔ منجملہ اُن کے حروف ناصبہ بھی ہیں ۔ جو میں نے لکھے تھے ۔ وہ یہ ہیں ۔ اِنَّ اَنَّ ۔ لَیْتَ لَعَلَّ کَاَنَّ ۔ تو آپ نے فرمایا لٰکِنَّ بھی تو حروف ناصبہ سے ہے اُس کو کیوں شریک نہیں کیا ۔ میں نے عرض کیا اُس کو حروف ناصبہ سے نہیں خیال کرتا تھا ۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ بھی حروف ناصبہ سے ہے اُن میں اُس کو زیادہ کردو ۔

اور ایک روایت ہے ابن ابی ملیکہ صحابی نے کہا کہ مدینہ میں ایک عرابی قرآن کی تعلیم پانے کے لئے آیا اُس کو کسی نے سورۂ براۃ پڑھا دیا ۔ اِنَّ اللّٰهَ بَرِیْ ءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلِهٖ ۔ (بکسر اللام والہاء) یہ خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی آپ نے اُس کو بلایا اور کہا تو نے ایسا کیوں پڑھا ۔ اُس نے کہا مجھ کو کسی نے ایسا ہی پڑھایا ہے ۔ آپ نے اُس کو فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ ایسا ہے ۔ اِنَّ اللّٰهَ بَرِیْۤءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلُهٗ (برفع اللام والہاء) پھر آپ نے ابوالاسود دئلی کو حکم دیا کہ علم نحو کی تدوین کرو ۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے علم نحو کی تدوین کی ۔ یہ امیر معاویہ کا علاتی بھائی ہے ۔ اِس کا نام عمرو بن سُفیان ہے ۔ یہ ابی بن کعب اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتا ہے ۔ اور تابعی ہے اور بصرہ کا قاضی بھی رہ چکا ہے اکثر حضرت علی کے ساتھ رہتا تھا ۔ بعد آپ کے امیر معاویہ نے اُس کو خوب عروج دیا ۔ منتخب کنز العمال ج ۱ ص۳۹ و تاریخ الخلفا ص۷) اِس کا انتقال ۶۹ھ میں ہوا ۔ (خلاصہ)

سب سے زیادہ علم فرائض جاننے والے امیر علیہ السلام ہیں

عن عبد اللہ بن مسعود قَالَ اَفْرَضُ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَاَقْضَاهَا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ

تاریخ الخلفاء ص۶۶)

عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ اہل مدینہ صحابہ میں علی ابن ابیطالب سے زیادہ علم فرائض جاننے والا اور اقضا نہیں ہے ۔

سب سے زیادہ علم حدیث جاننے والے امیر علیہ السلام ہیں

عن عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ قال کان لعلیٍ ما شئت من ضرسٍ قاطعٍ فی العلم وکان لہ البسطۃ فی العشیرۃ والقدم فی الاسلام والصھر برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والفقہ فی السنۃ والنجدۃ فی الحرب والجودۃ فی المال تاریخ الخلفاء صہ ۶۶)

عبد ابن عیاش بن ربیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے علم کی چکی تھی علم کو پیستے جاتے تھے۔ متبحر تھے اور بڑے قبیلے والے تھے۔ اور تقدم فی الاسلام تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت قریبہ اور علم سنت میں بڑے فقیہ تھے۔ اور جنگ میں بڑے بہادر تجربہ کار اور سخاوت مال میں سب سے زیادہ ترجیح تھے۔

آنحضرت کا امیر علیہ السلام کو مکہ معظمہ سورہ براءۃ کی تعلیم دیکر روانہ کرنا

عن علیٍ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین بعثہ ببراءۃٍ فقال یا نبی اللہ انی لست باللسن ولا بالخطیب قال ما بُدّ ان اذھب بھا انا او تذھب بھا انت قال فان کان ولا بُدّ فسأذھب انا قال فانطلق فان اللہ یثبت لسانک ویھدی قلبک قال ثم وضع یدہ علی فمہ مستدرک ج ۳ صہ ۱۵۶

جب کہ آنحضرت نے امیر علیہ السلام کو سورہ براءۃ دیکر مکہ روانہ کیا۔ آپ نے کہا یا رسول اللہ آپ تو مجھ کو بھیجتے ہیں لیکن میں کوئی فصیح و بلیغ نہیں ہوں۔ اگر ضروری امر ہے تو میں تیار ہوں آپ نے فرمایا ضروری ہے۔ میں خود جاتا۔ مگر میں اپنی جگہ تم کو بھیجتا ہوں اللہ تعالیٰ تیری زبان کو فصیح اور دل کو ہدایت کریگا۔ پھر اپنا دست مبارک میرے منہ پر رکھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کرنا۔

عن ابی سعید الخدری قال اشتکی الناس علیاً فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فِيْنَا خطيبًا فقال لا تشكوا عليًا فانه لاخشين فی ذات الله او فی سبيل الله ۔

مستدرک و صواعق ص۷۴ ۔

ابو سعيد خدری روايت کرتے ہيں کہ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکايت کی تو آنحضرت نے کھڑے ہو کر خطبہ فرمايا۔ اے لوگو تم علی کی شکايت مت کرو۔ کيونکہ وہ ذات الٰہی سے بہت ڈرنيوالا ہے اور خدا کے راستہ ميں مصروف ہے ۔

قوله صلى الله عليه وسلم لعلي ما سألت الله شيئا الا سألت لك

عن علی عليه السلام قال مرضت فعادنی رسول الله صلی الله عليه وسلم فدخل و انا مضطجع فاتكی الی جنبی فسجانی بثوبه فلما رانی قد ضعفت قام الی المسجد يصلی فلما قضی صلاته جاء فرفع الثوب عنی ثم قال قم يا علی فقد برئت فقمت فكانی ما اشتكيت فقال ما سألت ربی شيئا الا اعطانی وما سألت الله شيئا الا سألت لك

كنز العمال ج ۳ ۔ ص۳۴۳ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ميں بيمار ہو گيا تھا ميرے باز و آکر اپنا کپڑا مجھ پر اڑھا ديا تھا۔ اور ميں بہت ناتواں ہو گيا تھا۔ پھر آپ نے مسجد ميں جا کر نماز ادا فرمائی اور پھر تشريف لائے اور جو کپڑا اُڑھا گئے تھے اُس کو اُٹھا کر فرمايا کھڑے ہو جاؤ۔ يا علی بيشک اب تم تندرست ہو گئے ہو۔ جب ميں کھڑا ہوا تو گويا ميں بيمار ہی نہيں تھا۔ اتنی صحت اور قوت پيدا ہو گئی تھی۔ پھر آپ نے فرمايا جو چيز ميں نے خدا سے مانگی مجھ کو اس نے عطا کی اور ميں نے کوئی چيز خدا سے نہيں مانگی مگر تجھ کو بھی اس ميں شريک کر ليا ہے ۔

امير عليه السلام کا وضو

عن ابی حية قال رايت عليا بال فی الرحبة ودعا بماء فتوضأ فغسل كفيه ثلاثا ثلاثا ومضمض واستنشق ثلاثا وغسل وجهه ثلاثا وغسل ذراعيه ثلاثا

ثلاثاً ومسح برأسه وغسل قدميه ثلاثاً ثلاثاً ثم قام فشرب من فضل وضوئه ثم قال انی رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فعل کالذی رأیتمونی فعلت فأردت ان أریکموہ (مسند احمد ج ۱ ص ۱۲۷ و ۱۳۵ و ۱۳۹ -

امیر علیہ السلام کی تمام غزوات میں شرکت بجز غزوۂ تبوک کے

عن عبد الله بن عباس رضی الله عنه قال لم یتخلف علی بن ابی طالب عن مشهد شهده رسول الله صلی الله علیه وسلم منذ قدم المدینة الا تبوک فانه خلفه صلی الله علیه وسلم علی المدینة وعلی عیاله استیعاب ج ۲ ص ۴۵۹ -

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب تمام غزوات میں آنحضرت کے ساتھ شریک ہے بجز تبوک کے کہ آپ نے مدینہ اور اہل وعیال کی حفاظت کے لئے اپنا جانشین فرمایا تھا -

افتراق امت

ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لعلی تفترق فیک امتی افترقت بنو اسرائیل فی عیسی استیعاب ج ۲ ص ۴۵۹ -

آنحضرت نے فرمایا اے علی تیرے لئے امت میں تفرقہ پڑ جائے گا - جیسے بنی اسرائیل نے عیسیٰ میں اختلاف کیا -

قولہ لولا علیؑ لھلک عمرُ

قال فی المجنونة التی امر برجمها وفی التی وضعت لستة اشهر فاراد عمر رجمها فقال له علیؑ ان الله تعالی یقول وحمله وفصاله ثلاثون شهرا (الحدیث) فقال له ان الله رفع القلم عن المجنون (الحدیث) فکان عمر یقول لولا علیؑ لهلک عمر "

ایک مجنونہ عورت نے چھ ماہ میں بچہ جنا تو حضرت عمر نے یہ خیال کیا نکاح سے دس ماہ حمل کے پورے

نہیں ہوئے تو اس کو رجم (سنگسار) کیا جائے۔ اس پر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کیا آپکو معلوم نہیں ایک تو مجنونہ مرفوع القلم ہے دوم خدا فرماتا ہے حمل اور رضاعت کے تیس مہینے ہیں۔ چوبیس ماہ دودھ پلانے کے اور چھ ماہ حمل کے اس طرح جملہ تیس ماہ ہوتے ہیں تو حضرت عمر نے کہا اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ بوجہ غلطی مسئلہ کے۔

حضرت امیر علیہ السلام کا تبلیغ اسلام

عن البراء بن عازب قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن الولید الی الیمن یدعوھم الی الاسلام فکنت فیمن سار معہ فاقام علیھم ستۃ اشھر لا یجیبونہ الی شیءٍ فبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب وامرہ ان یقفل خالدا ومن تبعہ الا من اراد البقی مع علی فیترکہ قال البراء فکنت فیمن عقب مع علی فلما انتھینا الی وائل الیمن بلغ القوم الخبر فجمعوا لہ فصلی بنا علی الفجر فلما فرغ صفقنا صفا واحدا ثم تقدم بین ایدینا فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قرأ علیھم کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلمت ھمدان کلھا فی یوم واحد ثم جلس فقال السلام علی ھمدان وتتابع اھل الیمن علی الاسلام (استیعاب ج ۲ ص ۴۴۸)

براء بن عازب کہتا ہے کہ آنحضرت نے خالد بن ولید کو جانب یمن بغرض دعوت اہل یمن روانہ فرمایا۔ ہم چھ ماہ تک تبلیغ اسلام کرتے رہے مگر کسی پر کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ اس کے بعد آنحضرت نے علی بن ابی طالب کو یمن بھیجا اور فرمایا کہ خالد کو مع ہمراہیوں کے واپس کردو۔ اگر کوئی علی کے ساتھ رہنا چاہے تو رہ سکتا ہے۔ براء کہتا ہے کہ میں بھی حضرت علیؑ کے ساتھ رہ گیا۔ اور جب ہم یمن کے قریب پہنچے لوگوں کو خبر ہوئی تو آپ کے پاس آکر جمع ہوئے صبح کی نماز حضرت علیؑ نے ہم کو پڑھائی۔ جب نماز سے فرصت ہوئی تو لوگ ایک صف باندھ کر ہمارے قریب ہوئے حضرت علیؑ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد آنحضرت کا خطی پیغام سنایا۔ تو تمام ہمدانی قبیلے کے افراد

ایک ہی دن میں مسلمان ہو گئے۔ جب یہ خبر آنحضرت کو مدینہ میں پہنچی تو سجدۂ شکر ادا فرمایا۔ اور اہل یمن پے در پے داخل اسلام ہونے لگے۔

حضرت امیر علیہ السلام سے تقدیر کا سوال

عن الحارث قال جاء رجل الی علیؑ فقال اخبرنی عن القدر قال طریق مظلم لا تسلکہ قال اخبرنی عن القدر قال بحر عمیق لا تلجہ قال اخبرنی عن القدر قال سر اللہ قد خفی علیک فلا تفتشہ قال اخبرنی عن القدر قال یا ایھا السائل ان اللہ خلقک لما شاء او لما شئت قال بل لما شاء قال فیستعملک لما شاء (تاریخ الخلفاء ص)

حارث کہتا ہے کہ ایک شخص امیر علیہ السلام کے پاس آیا۔ اور کہا مجھ کو تقدیر سے خبر دیجئے آپ نے فرمایا یہ اندھیرا راستہ ہے اس پر مت چل۔ پھر کہا آپ مجھ کو تقدیر سے خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا یہ گہرا دریا ہے اس میں غوطہ نہ مار۔ پھر کہا آپ مجھ کو تقدیر سے خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا یہ راز الٰہی ہے اس میں تفتیش نہ کر۔ پھر کہا آپ مجھ کو تقدیر سے خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا اے سائل اللہ تعالیٰ نے تجھ کو پیدا کیا جیسا اس نے چاہا۔ یا جیسے تو نے چاہا۔ اس شخص نے کہا جیسے خدا نے چاہا ویسا پیدا کیا۔ فرمایا پس تو یاد رکھ جیسا خدا چاہے گا تیرا استعمال کریگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مہری نقش

عن جعفر بن محمد عن ابیہ ان خاتم علی بن ابیطالب کان من ورق نقشہ نعم القادر اللہ۔ تاریخ الخلفاء عن ابن عساکر۔

وعن عمرو بن عثمان بن عفان قال کان نقش خاتم علی بن ابیطالب الملک للہ۔

جعفر بن محمد کی روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی مہر کا نقش نعم القادر اللہ تھا۔ اور عمرو بن عثمان بن عفان کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی مہر کا نقش الملک للہ تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوا

کہ خلافت کے قبل کا نقش خاتم ایک تھا اور خلافت کے بعد دوسرا تھا۔

امیر علیہ السلام کے اشعار

عن شعبی قال کان ابو بکر یقول الشعر و کان عمر یقول الشعر و کان عثمان یقول الشعر و کان علی اشعر الثلاثۃ۔ قال علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

اِذا اشتملت علی الیأس القلوب — وضاق بما بہ الصدر الرحیب
واوطنت المکارہ واطمأنت — وارست فی اماکنہا الخطوب
ولم یر لانکشاف الضر وجہ — ولا اغنی بحیلتہ الاریب
اتاک علی قنوط منک غوث — یجیء بہ القریب المستجیب
وکل الحادثات اذا تناہت — فموصول بہا الفرج القریب

ترجمہ جب کہ دلوں پر مایوسی چھا جاتی ہے — اور تنگ ہو جاتے ہیں اسکے ساتھ کشادہ دل
اور زمانہ کے مکروہات جگہ پکڑ لیتے ہیں — اور مستحکم ہو جاتے ہیں اس کی جگہ مشکلات
اور نہیں دیکھتا عقلمند اس سے چھٹکارا — اور نہیں مستغنی ہوتا کسی حیلے سے حاجتمند
پس ایسی مایوسی کی حالت میں ایک فریادرس — اور قریب میں ایک مستجیب آئے گا
ہر ایک مشکلات جب منتہی ہوتے ہیں — تو اس کے بعد وسعت حاصل ہوتی ہے

ایضاً لہ النصائح

لا تصحب اخا الجہل — وایاک وایاہ
فکم من جاہل اردی — حلیما حین واخاہ
یقاس المرء بالمرء — اذا ہو ما شاہ
وللشیء من الشیء — مقاییس واشباہ

قِيَاسُ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ — إِذَا مَا هُوَ حَاذَاهُ
وَلِلْقَلْبِ عَلَى الْقَلْبِ — دَلِيْلٌ حِيْنَ يَلْقَاهُ

ترجمہ تو جاہلوں سے ہم صحبت مت ہو — اور اُن سے دُور رہ
اُن کو اپنے سے دُور رکھ — کیونکہ بہت جاہلوں نے عقلمندوں کو ہلاک کر دیا ہے
جب کہ اُس نے بھائی چارہ کیا — آدمی آدمی کیساتھ جب ہی قیاس کیا جاتا ہے
جب اُس کا ہم صحبت ہوتا ہے — کیونکہ ہر ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ
اندازہ اور مشابہت کیا جاتا ہے — ہر ایک جوتا دوسرے جوتے کیساتھ قیاس کیا جاتا ہے
جب اُس کے مقابل میں آتا ہے — دل کو دل سے جب ہی راستہ ہوتا ہے
جب کہ دونوں آپس میں مِل جاتے ہیں

ایضاً لهٗ اشعار

لَا تُفْشِ سِرَّكَ اِلَّا اِلَيْكَ — فَاِنَّ لِكُلِّ نُصْحٍ نَصِيْحًا
فَاِنِّيْ رَاَيْتُ غُوَاةَ الرِّجَا — لِ لَا يَدَعُوْنَ اَدِيْمًا صَحِيْحًا

اپنا بھید سوائے اپنے کسی پر ظاہر نہ کر — کیونکہ ہر نیک خواہ کے لئے ایک نیک خواہ ہے
میں نے بہت سے گمراہ آدمیوں کو دیکھا ہے — کہ کسی انسان کو چین لینے نہیں دیتے

ایضاً لهٗ

عَنْ عَقَبَةَ بْنِ اَبِي الصَّهْبَاءِ قَالَ لَمَّا ضَرَبَ ابْنُ مُلْجَمٍ عَلِيًّا دَخَلَ عَلَيْهِ الْحَسَنُ وَهُوَ بَاكٍ فَقَالَ لَهٗ عَلِيٌّ يَا بُنَيَّ اُحْفَظْ عَنِّيْ اَرْبَعًا وَاَرْبَعًا - قَالَ وَمَا هُنَّ يَا اَبَتِ قَالَ اَغْنَى الْغِنَى الْعَقْلُ وَاَكْبَرُ الْفَقْرِ الْحُمْقُ وَاَوْحَشُ الْوَحْشَةِ الْعُجْبُ وَاَكْرَمُ الْكَرَمِ حُسْنُ الْخُلُقِ قَالَ فَالْاَرْبَعُ الْاُخَرُ قَالَ اِيَّاكَ وَمُصَاحَبَةَ الْاَحْمَقِ فَاِنَّهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَنْفَعَكَ

فَيَضُرُّكَ وَاِيَّاكَ وَمُصَادِقَةَ الْكَذَّابِ فَاِنَّهُ يُقَرِّبُ عَلَيْكَ الْبَعِيْدَ وَ يُبَعِّدُ عَلَيْكَ الْقَرِيْبَ وَاِيَّاكَ وَمُصَادِقَةَ الْبَخِيْلِ فَاِنَّهُ يَقْعُدُ عَنْكَ اَحْوَجَ مَا تَكُوْنُ اِلَيْهِ وَاِيَّاكَ وَ مُصَادِقَةَ الْفَاجِرِ فَاِنَّهُ يَبِيْعُكَ بِالتَّافِهِ۔ تاریخ الخلفا صا

عقبہ بن ابی صہبا روایت کرتا ہے کہ جب عبدالرحمن ابن ملجم نے حضرت علی کو تلوار ماری تو حضرت حسنؑ روتے ہوئے آئے تو آپ نے فرمایا اے بیٹے تو مجھ سے چار اور چار باتیں یاد رکھ لے۔ فرمایا سب سے بڑی تو انگری عقل ہے اور سب سے بڑی مفلسی بیوقوفی ہے اور سب سے سخت تر وحشت غرور ہے اور سب سے بڑا کرم حسن خلق ہے۔ امام حسنؑ نے عرض کیا دوسری چار کونسی ہیں آپ نے فرمایا احمق کی صحبت سے بچنا۔ کیونکہ وہ تمہیں نفع پہنچانے کا ارادہ کریگا۔ مگر نقصان پہونچائیگا۔ جھوٹے آدمی سے بچو۔ کیونکہ وہ دور کو نزدیک اور نزدیک کو دور کر دیتا ہے۔ بخیل سے بھی بچو۔ کیونکہ وہ تم سے اُن چیزوں کو روک رکھیگا یعنی چھپائیگا۔ اور نہ دیگا۔ جن کی تم کو احتیاج اور ضرورت ہو گی۔ بدکار آدمی سے بھی علیحدہ رہو۔ کیونکہ وہ تم کو کوڑیوں کے مول فروخت کریگا۔

چند پند امیر علیہ السلام

لَا رَاحَتَ مَعَ الْحَسَدِ	حسد کے ساتھ راحت نہیں۔
لَا صَوَابَ مَعَ تَرْكِ الْمَشْوَرَةِ	بہتر بات کے ترک کرنے میں بہتری نہیں ہے۔
لَا لِبَاسَ اَجْمَلُ مِنَ الْعَافِيَةِ	عافیت سے بڑھ کر کوئی لباس نہیں۔
لَا دَاءَ اَعْيٰى مِنَ الْجَهْلِ	جہالت سے بڑھ کر کوئی بڑا مرض نہیں ہے۔
لَا مُرُوَّةَ لِلْكَذُوْبِ	جھوٹے کے ساتھ کچھ مروت نہیں۔
لَا كَرَمَ اَعَزُّ مِنَ التُّقٰى	تقویٰ سے بڑھ کر کوئی کرم نہیں۔
لَا شَفِيْعَ اَنْجَحُ مِنَ التَّوْبَةِ	توبہ سے بڑھکر کوئی نجات دینے والا نہیں۔
اَكْبَرُ الْاَعْدَاءِ اَخْفَاهُمْ مَكِيْدَةً	سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو پوشیدہ مکاری کرے۔

اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ	اچھی نصیحت مومن کی کھوئی ہوئی بات ہے۔
اَلْبُخْلُ جَامِعٌ لِمَسَاوِی الْعُیُوْبِ	ایک بخل تمام عیوب کے برابر ہے۔
اِذَا خَلَتِ الْمَقَادِیْرُ ضَلَّتِ التَّدَابِیْرُ۔	جب تقدیر میں نہیں ہے تو تمام تدابیر بیکار ہو جاتی ہیں
عَبْدُ الشَّھْوَۃِ اَذَلُّ مِنْ عَبْدِ الرِّقِّ	شہوت کا بندہ غلام سے بھی بدتر ہے۔
اَلْحَاسِدُ مُغْتَاظٌ عَلٰی مَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ	حاسد بیگناہ کے بھید میں کوشاں رہتا ہے۔
اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَیْرِہٖ	نیکبخت وہ ہے جو غیر سے نصیحت حاصل کرے
اَلْاِحْسَانُ یَقْطَعُ اللِّسَانَ	احسان دشمن کی زبان بند کر دیتا ہے۔
اَفْقَرُ الْفَقْرِ الْحُمْقُ	بیوقوفی سے بڑھ کر کوئی محتاجی نہیں ہے۔
اَغْنَی الْغِنٰی الْعَقْلُ	سب سے بڑی دولت عقل سلیم ہے۔
اَلطَّامِعُ فِیْ وَثَاقِ الذُّلِّ	طامع شخص ذلت کے پھندوں میں جکڑا ہوا ہے۔
لَیْسَ الْعَجَبُ مِمَّنْ ھَلَکَ کَیْفَ ھَلَکَ	تعجب نہیں اس سے کہ ہلاک ہو وہ اور کیسا ہلاک ہو
بَلِ الْعَجَبُ مِمَّنْ نَجَا کَیْفَ نَجَا	بلکہ تعجب اس سے ہے کہ نجات پایا کیونکر نجات پایا
اِذَا قَدَرْتَ عَلٰی عَدُوِّکَ فَاجْعَلِ	جب دشمن پر قادر ہو تو عفو کرنا بہتر ہے۔ کہ
الْعَفْوَ عَنْہُ شُکْرَۃً عَلَیْہِ	وہ مشکور ہو اور شرمندہ ہو۔
اَلْبَخِیْلُ یَسْتَعْجِلُ الْفَقْرَ وَ یَعِیْشُ	بخیل فقر و محتاجی کو جلد طلب کرتا ہے۔ اور
فِی الدُّنْیَا عَیْشَ الْفُقَرَاءِ	دنیا میں فقیروں کی طرح عیش بسر کرتا ہے۔
لِسَانُ الْعَاقِلِ وَرَاءَ قَلْبِہٖ	عاقل کی زبان دل کے پیچھے ہے یعنی سوچکر بات کرتا ہے
وَقَلْبُ الْاَحْمَقِ وَرَاءَ لِسَانِہٖ	اور بیوقوف کا دل اسکی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔
اَلْعِلْمُ یَرْفَعُ الْوَضِیْعَ	علم و فضل کمینہ کو شریف بنا دیتا ہے۔
وَالْجَھْلُ یَضَعُ الرَّفِیْعَ	بے علمی و جہل شریف کو کمینہ کر دیتا ہے۔
اَلْعِلْمُ خَیْرٌ مِنَ الْمَالِ	علم مال اور دولت سے بہتر ہے۔

اَلْعِلْمُ يَحْرُسُكَ وَاَنْتَ تَحْرُسُ الْمَالَ	علم تیری نگہبانی کرتا ہے اور تو مال کی نگہبانی کرتا ہے
اَلْعِلْمُ حَاكِمٌ وَالْمَالُ مَحْكُوْمٌ عَلَيْهِ	علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ ہے ۔
اَقَلُّ النَّاسِ قِيْمَةً اَقَلُّهُمْ عِلْمًا	جسقدر انسان کم علم ہوتا ہو اُسی قدر کم عزت ہوتا ہے
كُوْنُوْا فِي النَّاسِ كَالنَّحْلَةِ فِي الطَّيْرِ لَيْسَ	لوگو تم شہد کی مکھی کی طرح ہو جاؤ حالانکہ سب پرند
فِي الطَّيْرِ شَيْءٌ اِلَّا وَهُوَ يَسْتَضْعِفُهَا	اُس کو ضعیف و حقیر سمجھتے ہیں اگر وہ اُس کو
وَلَوْ يَعْلَمُ مَا فِيْ اَجْوَافِهَا مِنَ الْبَرَكَةِ	جانتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے کہ اُن کے
لَمْ يَفْعَلُوْا ذٰلِكَ بِهَا	منہ میں کیا کیا برکت ہے ۔
فَاِنَّ لِلْمَرْءِ مَا اكْتَسَبَ وَهُوَ يَوْمَ	انسان کے لئے وہی ہے جو اُسکے ہاتھوں نے کمایا
الْقِيَامَةِ مَعَ مَنْ اَحَبَّ	اور قیامت کے دن اسکے ساتھ آئیگا جسکو وہ زیادہ دوست رکھتا تھا
يَا حَمَلَةَ الْقُرْاٰنِ اِعْمَلُوْا بِهٖ فَاِنَّ	اے حاملانِ قرآن قرآن کو خوب سمجھو ۔ بیشک عالم
الْعَالِمَ مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَوَافَقَ	وہی ہے جسکے علم و عمل دونوں برابر ہوں ۔ اور
عِلْمُهٗ عَمَلَهٗ ۔	اُسکا علم و عمل دونوں موافق ہوں ۔
اَلصَّبْرُ مِنَ الْاِيْمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّاْسِ	صبر جزو ایمان ہے بمنزل سر کے جسد میں اور اسی سے
مِنَ الْجَسَدِ مِنْهُ الْفَقِيْهُ كُلُّ الْفَقِيْهِ	ہے فقیہ کامل وہ فقیہ ہے جو لوگوں کو
مَنْ لَا يُقَنِّطُ النَّاسَ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ	رحمت الٰہی سے نا امید نہ کرے اور لوگوں کو
وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُمْ فِيْ مَعَاصِي اللّٰهِ	گناہ کی طرف بھی جانے نہ دے ۔
لَا قِرَاءَةَ لَا تَدَبُّرَ فِيْهَا ۔	وہ تلاوت قرآن نہیں جس میں تدبر نہ ہو ۔

صواعق محرقہ صفحہ ۷۷ و ۷۸ ؎

عن المبرد قال كان مكتوبا على سيف علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

لِلنَّاسِ حِرْصٌ عَلَى الدُّنْيَا وَتَدْبِيْرٍ	وَصَفْوُهَا لَكَ مَمْزُوْجٌ بِتَكْدِيْرٍ

لَمْ یَرْزُقُوْھَا بِعَقْلٍ بَعْدَ مَا قُسِمَتْ — لٰکِنَّھُمْ رُزِقُوْھَا بِالْمَقَادِیْرِ
کَمْ مِنْ اَدِیْبٍ لَبِیْبٍ لَا تُسَاعِدُہٗ — اَحْمَقَ نَالَ دُنْیَاہُ بِتَقْصِیْرِ
لَوْ کَانَ عَنْ قُوَّۃٍ اَوْ عَنْ مُغَالَبَۃٍ — لَطَارَ الْبُزَاۃُ بِاَرْزَاقِ الْعَصَافِیْرِ

تاریخ الخلفاء ص۱۰۳ **ترجمہ** :- امام مبرد کہتا ہے کہ حضرت علی کی تلوار پر یہ اشعار کندہ تھے۔

لوگوں کو دُنیا کی حرص تدبیر کے ساتھ ہے — حالانکہ اسکی صفائی تیرے لیئے کدورت سے ملی ہوئی ہے
لوگ بعد قسمت کے عقل سے رزق نہیں دیئے جاتے — جبکہ اُن کی روزی تقدیر میں مقرر ہو چکی ہے
بہت سے عالم فاضل اس میں کوشش کرتے ہیں — اور احمق دُنیا کو بے محنت حاصل کر لیتا ہے
اگر دُنیا غلبہ اور قوت بازو سے حاصل ہوتی۔ — تو باز چڑیوں کی روزی سب چھین لے جاتا

ایضاً الا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مختصر الفاظ۔

اَلْقَرِیْبُ مَنْ قَرَّبَتْہُ الْمَوَدَّۃُ وَاِنْ بَعُدَ نَسَبُہٗ ؛ وَالْبَعِیْدُ مَنْ بَاعَدَتْہُ الْعَدَاوَۃُ وَاِنْ قَرُبَ نَسَبُہٗ ؛ وَلَا شَیْءَ اَقْرَبُ مِنْ یَدٍ اِلٰی جَسَدٍ وَاِنَّ الْیَدَ اِذَا فَسَدَتْ قُطِعَتْ وَاِذَا قُطِعَتْ حُسِمَتْ تاریخ الخلفاء ابونعیم ص۱۰۳

محبت اپنے سے بعید النسب شخص کو قریب کر دیتی ہے۔ اور عداوت قریب النسب آدمی کو بعید کر دیتی ہے دیکھو ہاتھ جسم میں سب سے قریب ہے مگر جب ہاتھ بگڑ جاتا ہے تو اس کو کاٹ دیتے ہیں پھر اسکو تل دیا جاتا ہے۔

لمّا وصل الی علی فخر معاویہ
امیر علیہ السلام کے فخریہ اشعار

قَالَ علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ لغلامہ اُکْتُبْ الیہ ثم املی علیہ۔

مُحَمَّدٌ النَّبِیُّ اَخِیْ وَصِھْرِیْ — وَحَمْزَۃُ سَیِّدُ الشُّھَدَاءِ عَمِّیْ
وَجَعْفَرُ الَّذِیْ یُمْسِیْ وَیُضْحِیْ — یَطِیْرُ مَعَ الْمَلَائِکَۃِ ابْنُ اُمِّیْ

وَ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سُکْنِیْ وَعِرْسِیْ ‏ مُنَوَّطٌ لَحْمُھَا بِدَمِیْ وَلَحْمِیْ

وَ سِبْطَا اَحْمَدَ اِبْنَایَ مِنْھَا ‏ فَاَیُّکُمْ لَہٗ سَھْمٌ بِسَھْمِیْ

سَبَقْتُکُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ طُرًّا ‏ غُلَامًا مَا بَلَغْتُ اَوَانَ حِلْمِیْ

قال البیہقی ان ھذا ابیات مما یجب علی کُلِّ احدٍ ان یحفظہ لیعلم مفاخرہ فی الاسلام ۔ و مناقب علی و فضائلہ اکثر ان تحصٰی ۔ صواعق ص۷۹ ۔

ترجمہ :- محمد نبی میرے بھائی اور خسر ہیں ۔ اور حمزہ شہیدوں کے سردار میرے چچا ہیں اور جعفر جو صبح و شام فرشتوں کے ساتھ آسمانوں پر اُڑتے ہیں وہ میرے بھائی ہیں ۔ اور رسول اللہ کی بیٹی میرے ساتھ رہنے والی میری بیوی ہے ۔ میرا گوشت و خون اُس کے گوشت و خون سے ملا ہوا ہے ۔ اور آنحضرتؐ کے دونوں نواسے میرے فرزند اسی بیوی سے ہیں ۔ پھر کون ہے جو مجھ سے بلند مرتبہ رکھتا ہو اور میں بحیثیت سبقت اسلام کے بلند مرتبہ ہوں ۔ جب کہ میں اُس وقت تک بلوغ یا قریب البلوغ تھا کہ مشرف بہ اسلام ہوا ہوں ۔

وَمِنْ کَلَامِ الشَّافِعِیْ رَحِمَہُ اللّٰہُ لَمَّا رَفَضَہُ الرَّوَافِضُ

قَالُوْا تَرَفَّضْتَ قُلْتُ کَلَّا ‏ مَا الرَّفْضُ دِیْنِیْ وَلَا اعْتِقَادِیْ

لٰکِنْ تَوَلَّیْتُ غَیْرَ شَکٍّ ‏ خَیْرَ اِمَامٍ وَخَیْرَ ھَادِیْ

وَاِنْ کَانَ حُبُّ الْوَلِیِّ رِفْضًا ‏ فَاِنَّنِیْ اَرْفَضُ الْعِبَادِیْ

وَ اَیْضًا قَالَ رَحِمَہُ اللّٰہُ

اِنْ کَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ ‏ فَلْیَشْھَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضِیْ

صواعق ص۷۹ ترجمہ سب رافضی کہتے ہیں کہ میں رافضی ہو گیا ہوں میں ایک بات کہتا ہوں کہ رفض نہ میرا دین ہے اور نہ اعتقاد ہے ۔ لیکن میں بیشک دوست رکھتا ہوں امیر علیہ السلام کو ۔

کہ میرے بہتر امام اور بہتر ہادی ہیں ؂ اور اگر محبت علی کی رفض ہے تو میں سب سے بڑا رافضی ہوں

ایضاً اگر محبت اہل بیت کی رفض ہے ؂ تو تمام جن و بشر گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں ؂

تقدیم خلافت کے بارہ میں اہل کوفہ نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے سوال کیا تھا

واخرج ابن عساکر عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ قال لما قدم علی البصرۃ قام الیہ ابن الکوا وقیس بن عباد فقالا لہ الا تخبرنا عن مسیرک ھذا الذی سرت فیہ تتولی علی الامۃ تضرب بعضھم ببعض اعھد من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عھدہ الیک فحدثنا فانت الموثوق المامون علی ما سمعت فقال اما ان یکون عندی عھد من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک فلا واللہ لئن کنت اول من صدق بہ فلا اکون اول من کذب علیہ ولو کان عندی من النبی صلی اللہ علیہ وسلم عھد فی ذلک ما ترکت اخا تیم ابن مرۃ وعمر بن الخطاب یقومان علی منبرہ ولقاتلتھما بیدی ولو لم اجد الا بردی ھذا ولکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یقتل قتلا ولم یمت فجاءۃ مکث فی مرضہ ایاما ولیالی یاتیہ المؤذن فیؤذنہ بالصلوۃ فیامر ابا بکر فیصلی بالناس وھو یری مکانی وقد ارادت امراۃ من نسائہ ان تصرفہ عن ابی بکر فابی وغضب وقال انتن صواحب یوسف مروا ابا بکر یصلی بالناس فلما قبض اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم نظرنا فی امورنا فاخترنا لدنیانا من رضیہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لدیننا وکانت الصلوۃ اصل الاسلام وھی امیر الدین وقوام الدین فبایعنا ابا بکر وکان لذلک اھلا ولم یختلف علیہ معنا اثنان ولم یشھد بعضنا علی بعض ولم یقطع منہ البراءۃ فادیت الی ابی بکر حقہ وعرفت لہ طاعتہ وغزوت معہ فی جنودہ وکنت اخذ اذا اعطانی واغزو اذا غزانی واضرب بین یدیہ الحد بسوطی فلما قبض تولاھا عمر فاخذھا بسنۃ صاحبہ وما یعرف من امرہ فبایعنا عمر ولم یختلف علیہ منا اثنان ولم یشھد بعضنا علی بعض ولم یقطع منہ البراءۃ فادیت الی عمر حقہ وعرفت لہ

طَاعَتَهٗ وَغَزَوْتُ مَعَهٗ فِیْ جُیُوْشِهٖ وَکُنْتُ اٰخُذُ اِذَا اَعْطَانِیْ وَاَغْزُوْ اِذَا اَغْزَانِیْ وَاَضْرِبُ بَیْنَ یَدَیْهِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِیْ فَلَمَّا قُبِضَ تَذَکَّرْتُ فِیْ نَفْسِیْ قَرَابَتِیْ وَسَابِقَتِیْ وَسَالِفَتِیْ وَفَضْلِیْ وَاَنَا اَظُنُّ اَنْ لَا یَعْدِلَ بِیْ وَلٰکِنْ خَشِیَ اَنْ لَا یَعْمَلَ الْخَلِیْفَةُ بَعْدَهٗ ذَنْبًا اِلَّا لَحِقَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ فَاَخْرَجَ مِنْهَا نَفْسَهٗ وَوَلَدَهٗ وَلَوْ کَانَتْ مُحَابَاةٌ مِنْهُ لَاٰثَرَ بِهَا وَلَدَهٗ فَبَرِئَ مِنْهَا اِلٰی رَهْطٍ قُرَیْشٍ سِتَّةٍ وَاَنَا اَحَدُهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعَ الرَّهْطُ ظَنَنْتُ اَنْ لَا یَعْدِلُوْا بِیْ فَاَخَذَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ مَوَاثِیْقَنَا عَلٰی اَنْ نَسْمَعَ وَنُطِیْعَ لِمَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ اَمْرَنَا ثُمَّ اَخَذَ بِیَدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَضَرَبَ بِیَدِهٖ عَلٰی یَدِهٖ فَنَظَرْتُ فِیْ اَمْرِیْ فَاِذَا طَاعَتِیْ قَدْ سَبَقَتْ بَیْعَتِیْ وَاِذَا مِیْثَاقِیْ قَدْ اُخِذَ لِغَیْرِیْ فَبَایَعْنَا عُثْمَانَ فَاَدَّیْتُ لَهٗ حَقَّهٗ وَعَرَفْتُ لَهٗ طَاعَتَهٗ وَغَزَوْتُ مَعَهٗ فِیْ جُیُوْشِهٖ وَکُنْتُ اٰخُذُ اِذَا اَعْطَانِیْ وَاَغْزُوْ اِذَا اَغْزَانِیْ وَاَضْرِبُ بَیْنَ یَدَیْهِ الْحُدُوْدَ بِسَوْطِیْ فَلَمَّا اُصِیْبَ نَظَرْتُ فِیْ اَمْرِیْ فَاِذَا الْخَلِیْفَتَانِ اللَّذَانِ اَخَذَاهَا بِعَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَیْهِمَا بِالصَّلٰوةِ قَدْ مَضَیَا وَهٰذَا الَّذِیْ قَدْ اُخِذَ لَهُ الْمِیْثَاقُ قَدْ اُصِیْبَ فَبَایَعَنِیْ اَهْلُ الْحَرَمَیْنِ وَاَهْلُ هٰذَیْنِ الْمِصْرَیْنِ فَوَثَبَ فِیْهَا مَنْ لَیْسَ مِثْلِیْ وَلَا قَرَابَتُهٗ کَقَرَابَتِیْ وَلَا عِلْمُهٗ کَعِلْمِیْ وَلَا سَابِقَتُهٗ کَسَابِقَتِیْ وَکُنْتُ اَحَقَّ بِهَا مِنْهُ (تاریخ الخلفاء ص ۶۶ تا ۶۹)

ترجمہ ابن عساکر نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ میں خلیفہ ہو کے تشریف لائے تو ابن الکواء اور قیس بن عباد نے کھڑے ہو کے آپ سے عرض کیا کہ آپ ہمیں یہ بتلائیے کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے معاہدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو نگے۔ یہ کہاں تک صحیح ہے۔ کیونکہ آپ سے بڑھ کر اور کون اس معاملہ میں ثقہ ہو سکتا ہے۔ آپ کا تو یہ شنیدہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو غلط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا تھا۔ جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلے تصدیق کی ہے تو اب آپ پر

کیوں جھوٹ تراشوں۔ فی الحقیقت اگر آنجناب نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا ہوتا تو میں ابو بکر صدیق اور عمر بن الخطاب کو کیوں منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑا ہونے دیتا میں اُن دونوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالتا خواہ کوئی میرا ساتھ دیتا یا نہ دیتا۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل نہیں ہوئے اور نہ اچانک آپنے انتقال فرمایا ہے۔ بلکہ آپ مرض الموت میں چند روز زندہ رہے۔ جس وقت آپ کی بیماری نے طول کھینچا اور مؤذن نے آپ کو نماز کے لیئے بلایا تو آپ نے ابو بکر کو نماز پڑھانے کا حکم صادر فرمایا۔ اُنہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اور حضورؐ اپنی جگہ سے دیکھتے رہے جب دوسری نماز کا وقت آیا تو موذن نے آپ کو پھر بلایا۔ تو آپنے پھر بھی ابو بکر کو حکم فرمایا تو اُنہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور حضور اپنی جگہ سے دیکھتے رہے اس درمیان میں ایک بار بی بی عائشہ نے آنحضرت کو روکا جس سے آنحضرتؐ کو غصہ آ گیا اور آپنے فرمایا تم تو یوسف کے زمانہ کی سی عورتیں ہو۔ ابو بکر ہی کو حکم دو کہ وہ نماز پڑھائے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو ہم نے اپنے معاملات میں غور کیا تو ہم نے اپنی دُنیا کے لیئے اُس کو پسند و اختیار کیا۔ جسکو آنحضرتؐ نے ہمارے دین کے لیئے اختیار و انتخاب فرمایا تھا۔ کیونکہ نماز دین کی اصل جڑ ہے اور آپ دین و دنیا دونوں کو قائم رکھنے والے تھے لہذا ہم نے ابو بکر کی بیعت کر لی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ آپ ہی اس خلافت کے لائق تھے۔ اسی واسطے اُن کی خلافت میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہوا۔ اور نہ کسی نے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا اور نہ کوئی آپ کی خلافت سے بیزار ہوا۔ میں نے بھی اسی بنا پر آپ کا حق ادا کیا۔ اور اطاعت کی۔ اور آپ کے لشکر میں شامل ہو کر کفار سے جنگ کیا اور جو کچھ آپ نے دیا میں نے لے لیا۔ اور جہاں کہیں آپ نے مجھ کو لڑنے کا حکم دیا دل و جان سے لڑا۔ اُن کے حکم سے حدود شرعیہ قائم کیئے۔ جب آپ کا انتقال ہُوا تو عمر بن الخطاب خلیفہ بنائے گئے ہم نے اُن کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جو ابو بکر کے ساتھ کیا تھا۔ جب آپ کا بھی انتقال ہو گیا تو میں نے اپنے دل میں غور کیا اور اپنی قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور اسلام میں سبقت اور

دوسری فضیلتوں کو دیکھا تو یہ خیال پیدا ہُوا کہ عمر بن الخطاب کے بعد میری خلافت سے لوگ اعراض نہ کرینگے۔ مگر حضرت عمر کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں میں ایسے شخص کو منتخب نہ کر جاؤں کہ جس کا انجام اچھا نہ ہو۔ یہی سوچ کر اپنے نفس اور اولاد کو بھی منصب خلافت سے محروم کر دیا۔ اگر یہ منصب خلافت ازراہِ محبت کے ہوتا تو خلیفہ کیوں اپنی اولاد کو محروم کرتا۔ بلکہ اپنی جگہ پر خلیفہ مقرر کر جاتا۔ (یعنی عمر بن الخطاب اپنے بیٹے کو خلیفہ کر جاتا) آپ کے انتقال کے بعد انتخاب خلافت قریش کے چھ آدمیوں کے ہاتھ میں رہا۔ جن میں سے ایک میں بھی تھا۔ جب یہ چھ آدمیوں کی جماعت انتخاب کے لئے بیٹھی تو میں نے پھر دل میں خیال کیا کہ مجھ سے دریغ نہ کرینگے۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف نے ہم تمام سے عہد لیا کہ ہم میں سے جو خلیفہ منتخب ہو جائے ہم سب اُس کی اطاعت کریں گے۔ پھر عبدالرحمن بن عوف نے عثمان بن عفان کا ہاتھ پکڑ کر اُن سے بیعت کر لی۔ تب میں نے سوچا کہ میری اطاعت میری بیعت پر غالب آگئی۔ اور جو وعدہ لیا گیا تھا وہ دوسرے کے لئے تھا۔ چنانچہ ہم سب نے پھر عثمان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور میں آپ کے ساتھ بھی اُسی طرح پیش آیا جس طرح ابوبکر و عمر کے ساتھ آیا تھا۔ جب عثمان کی شہادت ہو گئی تو میں نے سوچا کہ وہ دونوں خلیفہ کہ جن کی خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ بالصلوٰۃ کے ساتھ ہم سے عہد لیا تھا گزر گئے اور جن کے لئے مجھ سے عہد لیا گیا تھا وہ بھی چل بسے۔ یہ سوچ کر میں نے بیعت لینی شروع کر دی۔ چنانچہ مجھ سے اہلِ حرمینِ شریفین اور اُن دونوں شہروں (بصرہ و کوفہ) کے رہنے والوں نے بیعت کر لی۔ اِس معاملۂ خلافت میں اب میرا ایک ایسا شخص (معاویہ) مقابل میں اُٹھ کھڑا ہُوا ہے جو نہ میرے مثل قرابت میں نہ علم میں نہ سبقت اسلام میں غرض کسی میں بھی نہیں ہے۔ اور میں ہر طرح اور ہر حالت میں اُس سے زیادہ بہتر و مستحق خلافت ہوں۔

فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ بَايَعَهُ النَّاسُ ثُمَّ كَانَ مِنْ قِيَامِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ فِي طَلَبِ دَمِ عُثْمَانَ فَكَانَ وَقْعَةُ الْجَمَلِ

ما اشتھر ثم قام معاویۃ فی اھل الشام وکان امیرھا لعثمان ولعمر من قبلہ فدعا الی الطلب بدم عثمان فکان من وقعۃ صفین ما کان وکان رای علی انھم یدخلون فی الطاعۃ ثم یکون ولی دم عثمان فیدعی بہ عندہ ثم یعمل معہ ما یوجبہ حکم الشریعۃ المطھرۃ وکان من خالفہ یقول لہ تتبعھم واقتلھم فیری ان القصاص بغیر دعوی ولا اقامۃ بینۃ لا یتجہ وکل من الفریقین مجتھد وکان من الصحابۃ فریق (الاصابہ فی الصحابہ ج۲ ص۲۶۹ تا ۲۷۰)

لما قتل عثمان کان علی غائبا فی ارض لہ

عن الحسن رضی اللہ عنہ قال قتل عثمان وعلی غائب فی ارض لہ فلما بلغہ قال اللھم انی لم ارض ولم امالئ (تاریخ الخلفاء ص۶۳ از ابن عساکر)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ شریف میں نہیں تھے بلکہ اپنے زمین مقطعہ میں تھے۔ جب آپ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا اے اللہ نہ میں اس امر سے راضی ہوں اور نہ میں نے مدد کی ہے۔

عن قیس بن عباد قال سمعت علیاً یوم الجمل یقول اللھم انی ابرء الیک من دم عثمان وقد طاش عقلی یوم قتل عثمان انکرت نفسی وجاؤنی للبیعۃ فقلت واللہ انی لاستحیی ان ابایع قوما قتلوا عثمان وانی لاستحیی من اللہ ان ابایع وعثمان لم یدفن بعد فانصرفوا۔ تاریخ الخلفا ص۶۳ واز مستدرک ج ص

قیس بن عباد تابعی کہتے ہیں کہ جنگ جمل کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے میں نے سُنا ہے کہ الٰہی تجھ کو خوب معلوم ہے کہ میں عثمان کے خون سے بالکل بری ہوں۔ بلکہ جس روز وہ شہید ہوئے ہیں تو میری عقل زائل ہو گئی تھی۔ جب لوگ میرے پاس بیعت کے لیے آئے۔ تو میں نے اُس کو ناگوار سمجھا۔ اور کہا قسم ہے خدا کی مجھے شرم آتی ہے کہ میں اُس قوم کی بیعت لوں

جس نے عثمان کو قتل کیا۔ پھر ایسی صورت میں خداوند ذوالجلال سے زیادہ شرم آتی ہے کہ میں بیعت لوں اور ابھی تک عثمان دفن بھی نہیں ہوئے۔ یہ سن کر لوگ واپس ہو گئے۔ لیکن جب لوگ پھر آئے۔ کہ مجھ سے بیعت لیں تو میں نے کہا الٰہی اس سے میں ڈرتا ہوں عثمان کے واقعہ سے آخر میرا دل قابو میں آیا تو لوگوں کے اصرار سے میں نے بیعت لینی شروع کی۔

وَفِي الطيوريات بسند ابى جعفر بن محمد عن ابيه قال قال رجل لعلى بن ابى طالب نسمعك تقول في الخطبة اللهم اصلحنا بما اصلحت به الخلفاء الراشدين المهديين فمن هم۔ فاغرورقت عيناه فقال هم حبيباى ابوبكر وعمر امام الهدى وشيخ الاسلام ورجلا قريش والمقتدى بهما بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم من اقتدى بهما عصم ومن اتبع آثارهما هدى الى الصراط المستقيم ومن تمسك بهما فهو من حزب الله۔ تاریخ الخلفاء، ط۶۹

طیوریات میں امام جعفر بن محمدؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ ہم سنتے ہیں کہ آپ اکثر خطبہ میں فرماتے ہیں الٰہی ہم کو ویسی ہی صلاحیت عطا کر جیسی اپنے خلفاء راشدین کو عطا فرمائی تھی۔ وہ خلفائے راشدین کون تھے۔ (یہ سنکر) آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور فرمایا وہ میرے دوست ابوبکر و عمر تھے۔ اور وہ دونوں امام ہدیٰ اور شیخ الاسلام تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قریش کے مقتدیٰ تھے جس شخص نے ان کی اقتدیٰ کی نجات پائی اور جس نے ان کی اتباع کی ہدایت پائی۔ جو لوگ ان کے رستہ پر چلتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے لشکر میں داخل ہوئے۔

بدر کے دن جبرائیل و میکائیل کا علی کیساتھ قتال کرنا

عن ابى صالح الحنفى عن على رضى الله عنه قال قيل لابى بكر و على يوم بدر مع احدكما جبرائيل ومع الاخر ميكائيل واسرافيل ملك يشهد القتال و

يَقِفُ فِي الصَّفِ ؛ وَقَدْ رُوِيَ اَنَّ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۔۔ استیعاب ج۲ ص۲۶

ابو صالح حنفی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی نے ابوبکر و علی سے کہا کیا تم دونوں میں ایک کے ساتھ جبرائیل اور دوسرے کے ساتھ میکائیل و اسرافیل فرشتے تھے۔ بدر کے دن قتال میں صف باندھ کر۔ تحقیق روایت کی گئی ہے کہ علی کے ساتھ میکائیل و اسرافیل علیہم السلام تھے۔

واقعات خلافت جناب امیر علیہ السلام

قَالَ ابنُ سعد فِي طبقاته وَالسيوطي فِي تاريخه ص۶۷ بُويِعَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالخِلَافَةِ الغَدَ مِنْ قَتْلِ عُثْمَانَ بِالمَدِينَةِ فَبَايَعَهُ جَمِيعُ مَنْ كَانَ بِهَا مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَيُقَالُ اَنَّ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ بَايَعَا كَارِهَيْنِ ثُمَّ خَرَجَا اِلَى مَكَّةَ وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ بِهَا فَاَخَذَاهَا وَخَرَجَا بِهَا اِلَى البَصْرَةِ يَطْلُبُونَ بِدَمِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيًّا فَخَرَجَ اِلَى العِرَاقِ فَلَقِيَ بِالبَصْرَةِ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَعَائِشَةَ وَمَنْ مَعَهُمْ وَهِيَ وَقْعَةُ الجَمَلِ

ابن سعد اپنی طبقات میں اور سیوطی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دوسرے روز تمام صحابہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ لیکن حضرت طلحہ اور زبیر نے بیدلی سے بیعت کی۔ پھر دونوں یعنے طلحہ اور زبیر مدینہ سے نکل کر مکہ معظمہ کو چل دیئے۔ اس وقت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مکہ میں مقیم تھیں۔ یہ دونوں حضرت عائشہ کے ہمراہ بصرہ کو روانہ ہو گئے۔ کہ وہاں جا کر عثمانؓ کے خون کا معاوضہ لینگے۔ جب یہ واقعہ حضرت علیؑ کو معلوم ہوا تو آپ بھی عراق کو تشریف لے گئے۔ یہاں جنگ جمل ہوئی جس میں حضرت طلحہ و زبیر شہید ہو گئے۔ اور طرفین کے تیرہ ہزار افراد ضائع ہوئے۔

فائدہ جلیلہ

عَنِ الاِمَامِ الحَسَنِ قَالَ قُتِلَ عُثْمَانُ وَعَلِيٌّ غَائِبٌ فِي اَرْضٍ لَهُ فَلَمَّا بَلَغَهُ قَالَ اَللّٰهُمَّ

اِنِّی لَمْ اَرْضِ وَلَمْ اٰمَالِیْ ۔ تاریخ الخلفا ص۱۳۶

امام حسنؓ فرماتے ہیں کہ جس روز حضرت عثمانؓ کی شہادت ہوئی اُس روز علی رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے بلکہ گاؤں میں اپنے مقطعہ کی جگہ پر تھے۔ جب آپکو قتل عثمان کی خبر پہنچی۔ تو فرمایا خداوندا میں قتل عثمان سے راضی نہیں تھا۔ اور نہ میں اُس میں شریک ہوں۔ اگر حضرت علی جیسے مدبر و شجیع و بہادر مدینہ میں رہ کر حضرت عثمان کی حفاظت فرماتے تو کوئی دشوار امر نہ تھا لیکن مشیت الٰہی ایسی ہی تھی۔ معلوم نہیں کہ آپکی اس میں کیا مصلحت تھی۔ کہ اس قدر مصریوں کی شورش اور فتنہ و فساد برپا دیکھکر آپ گاؤں کو تشریف لے گئے۔

عَنْ قَیْسِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیًّا یَوْمَ الْجَمَلِ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَأُ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَ قَدْ طَاشَ عَقْلِیْ یَوْمَ قَتْلِ عُثْمَانَ وَاَنْکَرَتْ نَفْسِیْ وَجَاؤُنِیْ لِلْبَیْعَةِ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْتَحْیِیْ اَنْ اُبَایِعَ قَوْمًا قَتَلُوْا عُثْمَانَ وَاِنِّیْ لَاَسْتَحْیِیْ مِنَ اللّٰهِ اَنْ اُبَایِعَ وَعُثْمَانُ لَمْ یُدْفَنْ بَعْدُ فَانْصَرَفُوْا ۔ تاریخ الخلفا ص۱۱۷ و ابوالفدا ج ص۱۷۱

قیس بن عباد کہتا ہے کہ میں نے جنگ جمل کے روز حضرت علیؓ سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے۔ اے باری تعالیٰ میں قتل عثمان سے بری ہوں اُس کی شہادت کے روز میری عقل بھی جاتی رہی تھی۔ اور میرے نفس نے اُس کو بھی ناپسند کیا تھا کہ لوگ مجھ سے بیعت کرنے آئے تھے۔ میں نے اُن سے کہا۔ کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ اُس قوم سے بیعت لُوں جنہوں نے عثمان کو قتل کیا۔ اور ابھی تک وہ دفن نہیں ہوئے۔ پھر لوگ واپس چلے گئے۔

بُوْیِعَ بِالْخِلَافَةِ یَوْمَ قَتْلِ عُثْمَانَ وَقَدِ اخْتَلَفَ فِیْ بَیْعَتِهٖ فَقِیْلَ اجْتَمَعَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَفِیْهِمْ طَلْحَةُ وَالزُّبَیْرُ فَاَتَوْا عَلِیًّا وَسَاَلُوْهُ الْبَیْعَةَ لَهٗ فَقَالَ لَا حَاجَةَ لِیْ فِیْ اَمْرِکُمْ مَنِ اخْتَرْتُمْ رَضِیْتُ بِهٖ فَقَالُوْا مَا نَخْتَارُ غَیْرَکَ وَتَرَدَّدُوْا اِلَیْهِ مِرَارًا وَقَالُوْا اِنَّا لَا نَعْلَمُ وَاحِدًا اَحَقَّ بِالْاَمْرِ مِنْکَ وَلَا اَقْدَمَ مِنْکَ سَابِقَةً وَلَا اَقْرَبَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَکُوْنُ وَزِیْرًا خَیْرٌ مِنْ اَنْ اَکُوْنَ

اميرًا فاتوا عليه فاتى المسجد فبايعوه واول من بايعه طلحة بن عبد الله وكانت يد طلحة مشلولة من نوبة احد فقال حبيب بن ذويب انا لله اول من بدا بالبيعة يد شلاء ولا يتم هذا الامر وبايعه الزبير فقال علي لهما ان احببتما ان تبايعاني فبايعا وان احببتما بايعتكما فقال بل نبايعك فقيل انهما قالا بعد ذلك انما بايعناه خشية على نفوسنا ثم خرجا الى مكة بعد ذلك انما بايعناه خشية على نفوسنا ثم خرجا الى مكة بعد مبايعة علي باربعة اشهر وكانت البيعة يوم الجمعة لخمس بقين من ذي الحجة من سنة خمس وثلاثين ۳۵ھ ولما بويع علي بن ابي طالب على منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خزيمة بن ثابت بين يدي المنبر۔

شعراً

اذا نحن بايعنا عليا فحسبنا ... ابو حسن مما نخاف من الفتن

وجدناه اولى الناس انه ... اطب قريشا بالكتاب والسنن

وان قريشا ما تشق غباره ... اذا ما جرى يوما على الضمر البدن

وفيه الذي فيهم من الخير كله ... وما فيهم كل الذي فيه من حسن

مستدرک ج ۳ ۔ صـ ۱۱۴ ۔

جو بیعت قتل عثمان کے روز ہوئی تھی اس میں اختلاف ہے اور کسی نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ صحابہ جمع ہو کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیعت کے لئے آئے اور آپ سے بیعت کی خواہش کی۔ آپ نے کہا مجھ کو بیعت کی حاجت نہیں۔ کہ میں تمہارا امیر بنوں۔ تم جس کو چاہو اپنا امیر بنا لو۔ میں بھی اس سے راضی ہوں۔ سب نے کہا بجز آپ کے ہم کسی کو خلافت کے لئے انتخاب نہیں کرتے۔ سب نے مکرر سہ کرر یہی کہا۔ اور اصرار کیا کہ ہم آپ کے سوا کسی کو اس بیعت کا مستحق نہیں پاتے۔ آپ ہی اس کے مستحق ہیں۔ نہ ہم آپ پر

کسی کو سبقت دیتے ہیں اسلام میں اور نہ قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پھر آپ نے فرمایا کہ میرا وزیر ہونا بہتر ہوگا۔ بہ نسبت اس کے کہ امیر ہوں۔ الغرض سب کے سب صحابہ آپ کو مسجد نبوی میں لے آئے۔ اور بیعت کرلی۔ سب سے پہلے جس نے آپ سے بیعت کی وہ طلحہ بن عبداللہ تھا۔ جس کا ہاتھ جنگ اُحد میں تیروں کی مار سے زخمی ہوکر شل ہوگیا تھا۔ اور اُسی ہاتھ سے اُس نے بیعت کی تھی۔ حبیب بن ذُویب نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ الخ اس بیعت کی ابتدا شل ہاتھ سے ہُوئی ہے۔ یہ بیعت تمام نہیں ہوگی۔ (آخر ایسا ہی ہُوا۔) پھر زبیر نے بیعت کی حضرت علی رضؓ نے اِن دونوں سے کہا اگر تم اِس بات کو پسند کرتے ہو تو تم میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔ ورنہ میں اِس بات کو پسند کرتا ہُوں کہ میں تم دونوں کے ہاتھ پر بیعت کروں۔ اُن دونوں نے کہا۔ نہیں ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرینگے۔ یہ دونوں چار ماہ کے بعد مکّہ کو بھاگ گئے۔ کہ وہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں۔ اور کہا کہ یہ بیعت ہم نے اپنی جان کے خوف سے کی ہے۔ اور یہ بیعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پانچویں ذی الحجہ ۳۵ھ ہجری میں ہوئی۔

جب کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر ہوچکی تو خزیمہ بن ثابت نے آنحضرت کے منبر کے سامنے کھڑے ہوکر یہ اشعار پڑھے۔

جب کہ ہمنے حضرت علی کی بیعت کی تو ہمکو کافی ہے	ابوالحسن اُن فتنوں سے جن کا ہم کو ڈر ہے
اور ہمنے اُنکو سب سے بہتر پایا! اور شان یہ ہے کہ	آپ قریش میں سب سے بڑے عالم ہیں قرآن و حدیث کے
اور قریش آپکی خاک تک نہیں پہنچ سکتے۔	جبکہ جو ماجرا اس نازک بدن پر گذرے گا
آپ میں تمام خوبیاں ہیں قریش کی	اور آپ میں تمام محاسن ہیں قریش کے

اَلَّذِیْنَ تَاَخَّرُوْا عَنْ بَیْعَۃِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَایَعَتْہُ الْاَنْصَارُ اِلَّا نَفَرًا قَلِیْلًا۔ مِنْھُمْ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَکَعْبُ بْنُ مَالِکٍ وَمُسْلِمَۃُ بْنُ مَخْلَدٍ وَابُوسَعِیْدِ الْخُدْرِیْ وَالنُّعْمَانُ بْنُ بَشِیْرٍ

ومحمد بن مسلمة وفضالة بن عبيدة وكعب بن عجرة وزيد بن ثابت وكان هؤلاء قد ولاهم عثمان على الصدقات وغيرها وكذلك لم يبايع عليًا سعد بن زيد وعبد الله بن سلام وصهيب بن سنان واسامة بن زيد وقدامة بن مظعون والمغيرة بن شعبة وسموا هؤلاء المعتزلة لاعتزالهم بيعة علي وسار النعمان بن بشير الى الشام ومعه ثوب عثمان المطلخ بالدم فكان معاوية يعلق قميص عثمان على المنبر ليحرض اهل الشام على قتال علي واصحابه وكلما رأى اهل الشام ذلك ازدادوا غيظا۔

جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت میں تاخیر کی ہے اُن میں سے عبد اللہ بن عمر اور حسان بن ثابت اور کعب بن مالک اور مسلمہ بن مخلد اور ابو سعید خدری اور نعمان بن بشیر اور محمد بن مسلمہ اور فضالہ بن عبید اور کعب بن عجرہ اور زید بن ثابت یہ لوگ حضرت عثمان کے بیرونی خدمات پر مقرر کئے ہوئے تھے۔ اور اسی طرح سعید بن زید اور عبد اللہ بن سلام۔ اور صہیب بن سنان اور اسامہ بن زید اور قدامہ بن مظعون۔ یہ لوگ معتزلہ عن البیعت کہلاتے ہیں اور نعمان بن بشیر حضرت عثمانؓ کا خون آلودہ کرتہ لیکر شام کو معاویہ کے پاس چلا گیا۔ اور معاویہ نے اُس کرتہ کو منبر پر لٹکا دیا۔ تاکہ اہلِ شام اُس کو دیکھ کر غیظ و غضب اور جوش انتقام پر علیؓ کے ساتھ جنگ کرنے پر طیار اور امادہ ہو جائیں جب یہ لوگ اُس کرتہ کو دیکھتے تھے تو طیش میں آکر جنگ کی تیاریاں کرتے تھے۔

روانگی حضرت عائشہؓ و زبیرؓ و طلحہؓ کی شہر بصرہ کو

فلما بلغ قتل عثمان رضي الله عنه اعظمت ذلك ودعت الى الطلب بدمه وساعدها على ذلك طلحة والزبير وعبد الله بن عامر وجماعة من بني امية وجمعوا جمعا عظيما واتفق رأيهما على المضي الى البصرة للاستيلاء عليها و

قَالُوا مُعَاوِيَةُ بِالشَّامِ قَدْ كَفَانَا اَمْرُهَا وَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ تَقَدَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَدَعَوْهُ الْمَسِيْرَ مَعَهُمْ فَامْتَنَعَ وَ سَارُوْا وَاَعْطٰى يَعْلَى بْنُ مُنَبِّهِ عَائِشَةَ الْجَمَلَ الْمُسَمّٰى بِعَسْكَرٍ اِشْتَرَاهُ بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَرَكِبَتْهُ وَضَرَبُوْا فِىْ طَرِيْقِهِمْ مَكَانًا يُقَالُ لَهُ الْحَوَابُ فَنَبَحَتْهُمْ كِلَابُهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رض اَىُّ مَاءٍ هُوَ هٰذَا فَقِيْلَ هٰذَا مَاءُ الْحَوَابِ فَصَرَخَتْ عَائِشَةُ رض بِاَعْلَا صَوْتِهَا وَقَالَتْ رُدُّوْنِىْ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَ عِنْدَهُ نِسَاؤُهُ لَيْتَ شِعْرِىْ اَيَّتُكُنَّ تَنْبَحُهَا كِلَابُ الْحَوَابِ فَاَنَاخُوْا يَوْمًا وَ لَيْلَةً وَ قَالَ لَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ اِنَّهُ كَذَبَ يَعْنِىْ لَيْسَ هٰذَا مَاءُ الْحَوَابِ وَ لَمْ يَزَلْ بِهَا وَهِىَ تَمْتَنِعُ فَقَالَ لَهَا النَّجَاءَ النَّجَاءَ فَقَدْ اَدْرَكَكُمْ عَلِىُّ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ فَارْتَحَلُوْا نَحْوَ الْبَصْرَةِ فَاسْتَوْلَوْا عَلَيْهَا بَعْدَ قِتَالٍ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ فَقُتِلَ مِنْ اَصْحَابِ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا وَاُمْسِكَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ فَنُتِفَتْ لِحْيَتُهُ وَحَوَاجِبُهُ وَ سُجِنَ ثُمَّ اُطْلِقَ۔

جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقتول ہونے کی خبر پہونچی تو اُن کو سخت ناگوار گزرا۔ اور قاتل عثمان رض سے قصاص لینے کی ٹھان لی۔ حضرت طلحہ اور زبیر اور عبداللہ بن عامر اور ایک جماعت بنی اُمیہ کی بھی اُن کے ہمخیال ہو کر اُن کے ساتھ کوشش اور سعی میں مددگار ہو گئی بلکہ ایک بردست لشکر جمع ہو گیا۔ اور سب نے بصرہ کے جانے پر اتفاق کیا۔ کہ وہاں جا کر بصرہ پر غلبہ حاصل کرلیں اور معاویہ بھی شام میں موجود ہے وہ ہم کو پوری پوری مدد دیگا۔ جو علی رض بن ابیطالب کے لئے کافی ہو گی۔ اتفاق سے حضرت عبداللہ بن عمر رض بھی مدینہ سے مکہ میں آپہنچے۔ اور اُن سے ہمراہی و مدد چاہی لیکن اُنہوں نے انکار کر دیا۔ مگر جو صحابہ پہلے حضرت عائشہ رض کے ہمراہ ہو چکے تھے۔ وہ اُن کے ہمراہ بصرہ کو روانہ ہوئے اور یعلی بن منبہ نے ایک اونٹ حضرت عائشہ کو نذر دیا تھا اُسکو ایک سو دینار میں خریدا تھا حضرت عائشہ رض اُس اونٹ پر سوار ہوئیں اور چلیں راستہ میں ایک جگہ مقام کیا وہاں کے کتے بھونکنے لگے۔ تو حضرت عائشہ رض

نے فرمایا یہ کونسی جگہ کا چشمہ ہے لوگوں نے کہا اس کو ماءِ حواب کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضؓ
نے یہ سُن کر بآواز بلند چیخ کر کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ میں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہُوں اور اُس وقت تمام ازواج مطہرات آپکی موجود تھیں آپ نے
فرمایا مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید کوئی بیوی تم میں سے ہو کہ اُس کو حواب کے کتے
بھونکیں گے۔ یہ کہکر اُونٹ کو اُٹھایا۔ اور کہا مجھ کو جانے دو۔ قسم ہے خدا کی وہ بیوی میں ہی
ہوں۔ ماءِ حوابؔ والی لوگوں نے آپ کو ایک دن رات وہاں روک رکھا۔ اور حضرت عبداللہ
بن زبیر نے اُن سے کہا کہ یہ جھُوٹ ہے یہ ماءِ حوابؔ نہیں ہے۔ الغرض وہ یہی کہتے رہے
لیکن حضرت عائشہ کو یقین نہیں ہوتا تھا۔ آخر بصرہ کو روانہ ہُوئے۔ اور جنگ کرنے کے بعد
اُس پر قبضہ کر لیا۔ اور عثمان بن حنیف کو وہاں سے خارج کر دیا۔ اور اُس کے چالیس ہمراہیوں
کو تہ تیغ کر دیا۔ اور عثمان بن حنیف کو قید کر دیا۔ پھر اُس کی داڑھی اور بھویں نوچ کر چھوڑ دیا۔
یعنی عورت کی طرح بنا کر آزاد کر دیا۔

حضرت علی علیہ السلام کی روانگی شہر بصرہ کو

وَلَمَّا بَلَغَ عَلِیًّا مسیر عائشۃ وَطلحۃ وَالزّبیر رضی اللہ عنھم الی البصرۃ سار انحوھم
فی اربعۃ الاف من اھل المدینۃ فیھم اربعمائۃ ممن بایع تحت الشجرۃ وثمانمائۃ من
الانصار ورایتہ مع ابنہ محمد بن الحنفیہ وعلی میمنتہ الحسن وعلی میسرتہ
الحسین وعلی الخیل عمار بن یاسر وعلی الرجالۃ محمد بن ابی بکر الصدیق وعلی مقدمتہ
عبداللہ بن عباس وکان مسیرہ فی ربیع الاخر ۳۶ھ ست وثلاثین وَلَمَّا
وَصَلَ عَلِیٌّ رضؓ الی ذی قار اتاہ عثمان بن حنیف وقال لہ یا امیر المومنین بعثتنی
ذا لحیۃ وجئتک امرد فقال اصبت اجرا وخیرا وقال علیؓ ان الناس ولیھم
قبلی رجلان فعملا بالکتاب والسنۃ ثم ولیھم ثالث فقالوا فی حقہ فعلوا اثم

بایعونی و بایعنی طلحۃ و الزبیر ثم نکثا من العجب انقیادھما لابی بکر و عمر و عثمان و خلافھما علیّ واللہ انھما یعلمان انی لست بدون رجل ممن تقدم

تاریخ ابو الفداء ج ۱ صفحہ ۱۷۳

جب کہ یہ خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملی کہ حضرت عائشہؓ مع طلحہ و زبیر کے بصرہ کی طرف روانہ ہوئے ہیں تو اُس وقت حضرت علیؓ بن ابی طالب نے بھی چار ہزار اہل مدینہ سے لیکر بصرہ کو روانہ ہوئے۔ ان چار ہزار میں چار سو ایسے آدمی بھی تھے جنہوں نے حضرت علیؓ کے ہمراہ ایک درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ اور آٹھ سو انصار میں سے تھے۔ اور علم بردار اس لشکر کے محمدؐ بن حنفیہ آپکے فرزند اور میمنہ پر حضرت امام حسنؓ اور میسرہ پر حضرت امام حسینؓ اور سواروں پر عمارؓ بن یاسر اور پیادہ فوج پر محمدؓ بن ابوبکر الصدیقؓ رضی اللہ عنہم اور پیش خیمہ کا سردار عبداللہؓ بن عباسؓ تھے۔ یہ سفر درمیان ربیع الآخر ۳۶ھ کے ہوا۔ تھا جب کہ حضرت علیؓ مقام ذی قار پر پہنچے اُس وقت عثمانؓ بن حنیف بھی آپہنچا اور عرض کی یا امیر المؤمنین آپ نے مجھ کو داڑھی کے ساتھ بھیجا تھا۔ مگر بے داڑھی کے واپس آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کے عوض تم کو اجر ملیگا۔ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا۔ مجھ سے پہلے دو شخص ان پر والی ہو چکے ہیں انہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کیا پھر جب تیسرا آیا وہ بھی اُن پر والی ہو چکا اب اس کے حق میں گفتگو کرتے ہیں پھر مجھ سے بھی بیعت کی اور طلحہ و زبیر نے اول بیعت کی پھر برگشتہ ہو گئے میں تعجب کرتا ہوں یہ لوگ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے موافق رہے اور میرے مخالف ہیں اس کا کیا سبب ہے قسم خدا کی میں پہلوں سے کم درجہ کا شخص نہیں ہوں۔ اور نہ اوس سے جسکو وہ مقدم کرتے ہیں (معاویہؓ)

واقعاتِ جنگ جمل

و اجتمع الی علیؓ من اھل الکوفۃ جمع و اجتمع الی عائشۃ رضی اللہ عنھا و طلحۃؓ و الزبیرؓ جمع و سار بعضھم الی بعض فالتقوا بمکان یقال لہ الخریبۃ فی نصف من جمادی الآخرۃ

من هذه السنة ودعى على الزبير الى الاجتماع به فذكره على رضی اللہ عنہ
و قال اتذكر يوم مررت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى بنى غنم فنظر الى
فضحكت وضحكت الى فقلت لايدع ابن ابى طالب زهوه فقال لك رسول الله
صلى الله عليه وسلم انه ليس به زهو و لتقاتلنه وانت ظالم له فقال الزبير
اللهم نعم ولو ذكرته ما سرت مسيری هذا فقيل انه اعتزل القتال وقيل
بل عيّره ولده عبدالله و قال خفت من رايات ابن ابی طالب فقال الزبير
انی حلفت ان لا اقاتله فقال له ابنه كفّر عن يمينك فعتق غلامه مكحولا
و قاتل و وقع القتال وعائشة رضی اللہ عنہا راكبة الجمل المسمى عسكر فی هودج
و قد صار كالقنفذ من النشاب وتمت الهزيمة على اصحاب عائشة رضی اللہ
عنها وطلحة والزبير ورمی مروان بن الحكم طلحة بسهم فقتله وكلاهما مع عائشة
رضی اللہ عنہا قيل انه طلب بذلك اخذ ثار عثمان منه لانه نسبه الى اعان
على قتل عثمان وانهزم الزبير طالبا المدينة وقطعت على خطام الجمل ايد كثيرة وقتل ايضا بين الفريقين
خلق كثير ولما كثر القتل على خطام الجمل قال علی اعقروا الجمل فضربه رجل فسقط فبقيت عائشة رض فى هودجها
الى الليل وادخلها محمد بن ابوبكر اخوها الى البصرة وانزلها فى دار عبدالله بن خلف
و طاف علی علی القتلى من اصحاب الجمل وصلى عليهم ودفنهم و لما رائ طلحة
قتيلا قال انا لله و انا اليه راجعون والله لقد كنت اكره ان ارى قريشا صرعى
وصلى عليه ولم ينقل عنه انه صلى على قتلى الشام بصفين و لما انصرف الزبير
من وقعة الجمل طالبا المدينة مر بماء لبنی تميم وبه الاحنف بن قيس فقيل
للاحنف وكان معتزلا القتال وهذا الزبير قد اقبل فقال قد جمع هذين الغارين
يعنى العسكرين و تركهم واقبل وفى مجلسه عمرو بن جرموز المجاشعی فلما سمع
كلامه قام من مجلسه واتبع الزبير حتى وجده بوادی السباع نائما فقتله ثم اقبل

برأسه الی علیؓ بن ابیطالب فقال علیؓ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بشّر
قاتل الزبیرؓ بالنار ثم امر علیؓ عائشة رضی اللہ عنہا بالرجوع الی المدینة وان تقر
فی بیتها فسارت مستهل رجب من هذه السنة وشیعها الناس وجهزها
علیؓ بما احتاجت الیه وسیرها معها اولاده مسیرة یوم وتوجهت الی مکة
فاقامت للحج تلك السنة ثم رجعت الی المدینة ـ وقیل عدة القتلی یوم الجمل من الفریقین
عشرة الاف واستعمل علیؓ علی البصرة عبد اللہ بن عباس وسار الی الکوفة وانتظم
له الامر بالعراق ومصر والیمن والحرمین وفارس وخراسان ولم یبق خارج عنه
الا الشام وفیه معاویة واهل الشام مطیعون له فارسل الیه علیؓ جریر
بن عبد اللہ البجلی لیأخذ البیعة علی معاویة ویطلب الدخول فیما دخل فیه المهاجرون
والانصار فسار جریر الی معاویة فماطله معاویة وکان عمرو بن العاص بفلسطین
حتی قدم عمرو بن العاص الی معاویة فوجد اهل الشام یحضون علی الطلب بدم
عثمانؓ فقال لهم عمرو بن العاص انتم علی الحق واتفق عمرو بن العاص ومعاویة
علی قتال علیؓ وشرط عمرو بن العاص علی معاویة اذا ظفر ان یولیه مصر فاجابه
الی ذلك وکان قیس بن سعد بن عبادة متولیا علی مصر من جهة علیؓ وقد
اعتزله عنه جماعة العثمانیة الی قریة من بلاد مصر یقال لها خربتا فبلغ ذلك
علیاًؓ فعزل قیساً عن مصر وولی علیها محمدؓ بن ابوبکر وبقی قیس مع علیؓ ثم مع
الحسنؓ علی ذلك الی ان سلم الامر الی معاویة ـ تاریخ ابوالفدا

اس جنگ میں بعض اہل کوفہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہوئے اور بعض ایک گروہ حضرت
عائشہ رضؓ وطلحہ وزبیر کے ہمراہ ہوئے۔ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے یہ لڑائی نصف جمادی الاخرہ سنہ
[illegible] ۳۶ھ

عنه وفی التاریخ الخلفاء ثلاثة عشرة الفا واقام علیؓ بالبصرة خمس عشرة لیلة (یعنی تاریخ الخلفاء میں ہے
کہ تیرہ ہزار آدمی شہید ہوئے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بصرہ میں پندرہ روز قیام رہا۔)

میں فریقین کا مقابلہ ہوا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے زبیر کو کہلا بھیجا کہ مجھ کو تجھ سے کہنا ہے۔ قبل از جنگ و مقابلہ کے تم پہلے مجھ سے مل جاؤ۔ جس وقت زبیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا آپ نے ارشاد فرمایا زبیر کیا تجھ کو یاد ہے کہ ایک روز تو ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بنی غنم کے گیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیکھ کر تبسم فرمایا تو تو نے یہ کہا تھا کہ ان میں کونسی بات تبسم کی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے زبیر تو اس کو دوست رکھتا ہے اس وقت تو نے کہا تھا میں علی کو دوست رکھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں تو اس سے مقابلہ کریگا۔ اور اس پر ظلم کریگا۔ اور تو نے یہ کہا کہ حضرت یہ نہیں ہو سکتا۔ زبیر یہ سن کر کہنے لگا مجھ کو قسم خدا کی میں ہرگز آپ سے نہیں لڑوں گا۔ کیونکہ آنحضرت کا فرمان مجھے یاد آگیا۔ کاش کہ پہلے مجھے یاد آتا تو یہ سفر ہرگز نہ کرتا۔ مگر حضرت زبیرؓ کے بیٹے نے آپکو غیرت دلائی کہ علی کے فوج و علم کو دیکھ کر آپ گھبرا گئے۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں نے قسم کھالی ہے۔ اس پر بیٹےؓ نے کہا کہ جو قسم حضرت علی سے جنگ نہ کرنے کی کھائی ہے اُس کا کفارا ادا کر دیجئے۔ چنانچہ زبیر نے اپنا ایک غلام جس کا نام مکحول تھا آزاد کر دیا۔ اور جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ اس وقت حضرت عائشہ اُس اونٹ پر سوار تھیں جس کا نام عسکر تھا۔ ہودہ میں سوار تھیں۔ خوب جنگ ہوئی آخر کار حضرت عائشہ اور طلحہ و زبیر کو شکست ہو گئی۔ اور مروان بن الحکم نے حضرت طلحہ کو ایک ایسا تیر مارا کہ وہ شہید ہو گئے طلحہ اور زبیر یہ دونوں حضرت عائشہ کے ہمراہیوں میں سے تھے۔ لکھتے ہیں کہ مروان بن الحکم نے حضرت عثمان بن عفان کے قتل کا بدلہ لے لیا۔ کیونکہ طلحہ نے قاتلین عثمان کی امداد کی تھی۔ اور زبیر مدینہ منورہ کی طرف بھاگ گئے۔ اور اس اونٹ کی مہار پکڑنے والوں کے بہت سے ہاتھ یکے بعد دیگرے کٹ گئے۔ جس پر حضرت عائشہ سوار تھیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ دونوں جانب دس ہزار آدمی مارے گئے۔ اُس وقت حضرت علیؓ نے فرمایا اونٹ کے پاؤں کاٹ ڈالو۔ چنانچہ ایک شخص نے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ اونٹ کے پاؤں کٹ گئے۔ اور وہ گر پڑا۔ اور حضرت عائشہ اپنے ہودہ میں تمام شب بیٹھی رہیں۔ آخر کو محمدؓ بن ابوبکر الصدیق جو اُن کے بھائی تھے اُن کو حضرؓ

میں لیکر گئے۔ اور عبداللہ بن خلف کے مکان میں اتارا۔ اور حضرت علیؓ نے تمام مقتولین یعنی اصحاب جمل کی لاشوں کو دیکھا اور اُن کی نماز جنازہ پڑھی اور اُن کو دفن کیا۔ مگر جس وقت طلحہؓ کو مقتول پایا۔ تو آپ نے بہت افسوس کیا۔ اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ قسم خدا کی کہ میں قریش کو اس طرح زمین پر مقتول پانا ہرگز پسند نہیں کرتا۔ پھر حضرت طلحہؓ کی نماز جنازہ آپ نے خود پڑھی۔ اور یہ ثابت نہیں کہ آپنے اہل صفین کی نماز جنازہ بھی پڑھائی ہو۔ اور حضرت زُبیر جنگ جمل کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ جب بنی تمیم کے چشمہ پر پہنچے تو وہاں احنف بن قیس بیٹھا تھا۔ احنف کو لوگوں نے خبر دی تو احنف نے زبیر سے ملکر کہا کہ دونوں کو تو آپس میں لڑاکر چلا آیا ہے۔ اُس وقت عمرو بن جرموز مجاشی نے یہ سُن لیا۔ اور زبیر کا تعاقب کیا۔ زبیر کو وادیِ سباع میں سوتا ہوا پاکر اُن کو قتل کر دیا۔ اور سر کاٹ کر حضرت علیؓ کے پاس لے آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ زبیر کا قاتل دوزخی ہے۔ اُس وقت عمرو بن جرموز نے یہ اشعار پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ میں زبیر کا سر بغرض انعام لایا تھا۔ اُنہوں نے مجھ کو اُس کے عوض دوزخ کی بشارت دی۔ ظاہر ہونے سے قبل بس بُری ہو۔ یہ بشارت میرے نزدیک قتل زبیر کی بدوڑی خچر کے گوز کانے کے برابر ہے۔ اِس کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ تم مدینہ منورہ میں جاکر اپنے گھر میں تشریف رکھیں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ اسی سال جب کا چاند دیکھ کر تشریف لے گئیں۔ اکثر لوگ آپکے ہمراہِ سفر ہوئے حضرت علیؓ نے سب طرح کا سامان سفر مہیا کر دیا۔ اور دونوں صاحبزادوں کو ایک منزل تک ساتھ جانے کے لئے حکم دیا۔ حضرت عائشہ حج کرنے کی غرض سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ بعد ادائے حج مدینہ منورہ تشریف لے گئیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بصرہ پر عبداللہ بن عباس کو حاکم مقرر فرماکر آپ کوفہ تشریف لے گئے۔ اور وہاں کا انتظام کرنے کے بعد تمام عراق اور مصر اور یمن اور حرمین وخراسان کا بجز شام کے سب کا انتظام فرمایا کیونکہ ملک شام کا گورنر حاکم معاویہ تھا۔ اور وہاں کے سب باشندے معاویہ کے پیرو اور منقاد تھے۔ اس لئے حضرت

علیؓ نے جریر بن عبداللہ بجلی کو بغرض بیعت معاویہ کے پاس روانہ کیا کہ میری بیعت کر لیں۔ کیونکہ تمام مہاجر و انصار داخل بیعت ہو چکے ہیں۔ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے حسب الارشاد جریر معاویہ کے پاس گئے۔ معاویہ نے بیعت کرنے میں ڈھیل ڈال دی یہاں تک کہ عمرو بن عاص فلسطین سے معاویہ کے پاس آ جائے۔ چنانچہ جب عمرو بن عاص آ گیا اور اُس نے دیکھا کہ سب لوگ اہل شام اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عثمان کے خون کا معاوضہ لیا جائے۔ تو اُس نے اُن لوگوں سے کہا کہ تم سب حق پر ہو۔ اور معاویہ سے یہ مشورہ ہوا کہ ہم دونوں متفق ہو کر علیؓ سے لڑیں لیکن ایک شرط یہ ہے کہ فتحیابی کے بعد مجھ کو مصر کا حاکم مقرر کر دینا۔ معاویہ نے اس کو منظور کر لیا اُس وقت متولی مصر قیس بن سعد بن عبادہ تھا حضرت علی کی طرف سے۔ مگر ایک فرقہ عثمانیہ نے اُس کی طاعت منظور نہیں کی تھی۔ وہ لوگ ایک گاؤں میں جس کو خرتبا کہتے تھے قریب مصر کے جا بیٹھے تھے۔ اور قیس مذکور بہت تیز عقل تمام عربوں میں تھا۔ اُس نے دیکھا کہ مصلحت وقت یہی ہے کہ ان لوگوں سے کچھ تعرض نہ کروں اور لڑائی بھی کرنی مناسب نہیں ہے تاکہ یہ سب لوگ معاویہ سے جا کر نہ مل جائیں۔ اور معاویہ نے قیس کو چند خطوط اس مضمون کے لکھ کر بھیجے تھے کہ میں تم کو بہت بڑا اقتدار و اختیار دوں گا۔ تم مجھ سے آ کر مل جاؤ۔ اور متفق ہو جاؤ۔ مگر اُس نے انکار کر دیا جب معاویہ ایک جھوٹا خط بنا کر لوگوں کے سامنے پڑھا۔ اور یہ باور کرایا کہ قیس مجھ سے ملا ہوا ہے اسی واسطے وہ اپنے ہمراہیوں کو لیکر خرتبا جا رہا ہے۔ اُنہوں نے کچھ تعرض نہیں کیا۔ اور نہ کسی نے لڑائی کی۔ یہ خبر حضرت علیؓ کو پہنچی تو آپ نے اُس کو معزول کر کے اُس کی جگہ محمدؐ بن ابو بکر کو حاکم مصر مقرر کر دیا وہ مصر پہنچے تو قیس مدینہ میں آیا اور حضرت علیؓ سے ملاقات ہوئی اس سبب سے جنگ صفین میں قیس مذکور نے سارا حال جو معاویہ کا تھا حضرت علیؓ سے تذکرۃً ذکر کر دیا۔ اب حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ یہ شخص صحیح اور سچ کہتا ہے۔ پھر قیس حضرت علیؓ اور حضرت امام حسنؓ کے ہمراہ رہا۔ یہاں تک کہ امام حسنؓ کی خلافت کو معاویہ کے سپرد کر دیا۔ اور محمدؐ بن ابی بکر جب مصر میں گئے اور متولی مقرر ہوئے۔ تو اُس وقت قیس نے اُس کو یہ وصیت کی کہ اہل خرتبا سے تم کچھ تعرض نہ کرنا۔ مگر اُنہوں نے نہ مانا۔

اور قاصد کی زبانی اہل خرتبا کو یہ پیغام لکھ بھیجا کہ یا تو حضرت علیؓ کی بیعت اختیار کرو ورنہ مصر کی زمین سے نکل جاؤ انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہم بیعت نہیں کرتے اور ہم کو ابھی مہلت دی جائے تاکہ دیکھیں انجام کیا ہوتا ہے۔ مگر اس نے انکار کر دیا اور نہ مانا۔

واقعات جنگ صفّین

وَلَمَّا قَدِمَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ عَلٰى مُعَاوِيَةَ كَمَا ذَكَرْنَا وَاتَّفَقَا عَلٰى حَرْبِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيُّ عَلٰى عَلِيٍّ فَاَعْلَمَهٗ بِذٰلِكَ فَسَارَ عَلِيٌّ مِنَ الْكُوْفَةِ اِلٰى جِهَةِ مُعَاوِيَةَ وَقَدِمَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَمَنْ مَعَهٗ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ۔

وَسَارَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَمُعَاوِيَةُ مِنْ دِمَشْقَ بِاَهْلِ الشَّامِ اِلٰى جِهَةِ عَلِيٍّ حَتّٰى اجْتَمَعَتِ الْجُمُوْعُ بِصِفِّيْنَ وَخَرَجَتْ سَنَةُ سِتٍّ وَثَلَاثِيْنَ وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ (ثُمَّ دَخَلَتْ سَنَةُ سَبْعٍ وَثَلَاثِيْنَ)

وَالْجَيْشَانِ بِصِفِّيْنَ وَمَضَى الْمُحَرَّمُ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ بَلْ مُرَاسَلَاتٌ يَطُوْلُ ذِكْرُهَا وَلَمَّا دَخَلَ صَفَرٌ وَقَعَ بَيْنَهُمَا الْقِتَالُ فِيْهِ وَكَانَتْ بَيْنَهُمْ وَقَعَاتٌ كَثِيْرَةٌ بِصِفِّيْنَ قِيْلَ كَانَتْ تِسْعِيْنَ وَقْعَةً وَكَانَ مُدَّةُ مَقَامِهِمْ بِصِفِّيْنَ مِائَةً وَعَشَرَةَ اَيَّامٍ وَكَانَتْ عِدَّةُ الْقَتْلٰى بِصِفِّيْنَ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ خَمْسَةً وَاَرْبَعِيْنَ اَلْفًا وَمِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ خَمْسَةً وَعِشْرِيْنَ اَلْفًا مِنْهُ سِتَّةٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ وَكَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَقَدَّمَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ اَنْ لَا يُقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى يَبْدَاُوْهُمْ بِالْقِتَالِ وَاَنْ لَا يَقْتُلُوْا مُدْبِرًا وَلَا يَاْخُذُوْا شَيْئًا مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَاَنْ لَا يَكْشِفُوْا عَوْرَةً۔

وَقَاتَلَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قِتَالًا عَظِيْمًا وَكَانَ

قد نيف عمره على تسعين سنة و كانت الحربة في يده و يده ترعد و
قال هذه الحربة قاتلت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث مرات
و هذه الرابعة و دعا بقدح من لبن فشرب ثم قال صدق الله و رسوله
اليوم القى الاحبة + محمدا و حزبه + قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان اخر رزقي من الدنيا ضيحة لبن (الضيح اللبن الممزوج بالماء) و روى
انه كان يرتجز -

نحن قتلناكم على تاويله　　كما قتلناكم على تنزيله

ضربا يزيل الهام عن مقيله　　و يذهل الخليل عن خليله

و لم يزل عمار بن ياسر المذكور يقاتل حتى استشهد رضي الله عنه و
في الصحيح المتفق عليه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يقتل عمارا الفئة
الباغية - قيل ان الذي قتله ابو عادية برمح فسقط فجاء اخر فاحتز
راسه و اقبلا يختصمان الى عمرو بن العاص و معاوية كل منهما يقول
انا قتلته فقال عمرو بن العاص و انكما في النار فقال عمرو بن العاص هو
و الله انك لتعلمه و لوددت اني مت قبل هذا بعشرين سنة - و لعد
قتل عمار رضي الله عنه انتدب علي في اثني عشر الفا و حمل بهم على
عسكر معاوية فلم يبق لاهل الشام صف الا انتقض و دام القتال
ليلة الجمعة الى ضحى يوم الجمعة - و قاتل الاشتر (الحارث بن مالك المعروف
بالاشتر النخعي) قتالا عظيما حتى انتهى الى عسكرهم - و لما راى عمرو بن العاص
ذلك قال لمعاوية هلم نرفع المصاحف على الرماح و نقول هذا كتاب الله
بيننا و بينكم ففعلوا ذلك - و لما راى اهل العراق ذلك قالوا لعلي
رضي الله عنه الا نجيب الى كتاب الله فقال علي امضوا على حقكم و صدقكم

فِي قِتَالِ عَدُوٍّ لَكُمْ فَإِنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَمُعَاوِيَةَ وَابْنَ مُعَيْطٍ وَابْنَ
أَبِي سَرْحٍ وَالضَّحَّاكَ ابْنَ قَيْسٍ لَيْسُوا بِأَصْحَابِ دِينٍ وَلَا قُرْآنٍ وَأَنَا أَعْرَفُ بِهِمْ
مِنْكُمْ وَيْحَكُمْ وَاللّٰهِ مَا رَفَعُوهَا إِلَّا خَدِيعَةً وَمَكِيدَةً فَقَالُوا لَا تَمْنَعْنَا أَنْ
نُدْعَى إِلَى كِتَابِ اللّٰهِ فَتَأْبَى فَقَالَ عَلِيٌّ إِنِّي إِنَّمَا قَاتَلْتُهُمْ لِيَدِينُوا بِحُكْمِ كِتَابِ اللّٰهِ
فَإِنَّهُمْ قَدْ عَصَوُا اللّٰهَ فِيمَا أَمَرَهُمْ فَقَالَ لَهُ مَسْعُودُ بْنُ فَدَكِيٍّ التَّمِيمِيُّ وَزَيْدُ بْنُ
حُصَيْنٍ الطَّائِيُّ فِي عِصَابَةٍ مِنَ الَّذِينَ صَارُوا خَوَارِجَ يَا عَلِيُّ أَجِبْ إِلَى كِتَابِ اللّٰهِ
إِذَا دُعِيتَ إِلَيْهِ وَإِلَّا نَفْعَلْ بِكَ مَا فَعَلْنَا بِابْنِ عَفَّانَ فَقَالَ عَلِيٌّ إِنْ تُطِيعُونِي
فَقَاتِلُوا وَإِنْ تَعْصُونِي فَافْعَلُوا مَا بَدَا لَكُمْ. قَالُوا فَابْعَثْ إِلَى الْأَشْتَرِ فَلْيَأْتِكَ فَبَعَثَ
إِلَيْهِ يَدْعُوهُ فَقَالَ الْأَشْتَرُ لَيْسَ هٰذِهِ السَّاعَةَ الَّتِي يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تُزِيلَنِي
عَنْ مَوْقِفِي فَرَجَعَ الرَّسُولُ وَأَخْبَرَهُ بِالْخَبَرِ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ وَكَثُرَ الرَّهْجُ
مِنْ جِهَةِ الْأَشْتَرِ فَقَالُوا لِعَلِيٍّ مَا نَرَى لَكَ أَمَرْتَهُ إِلَّا بِالْقِتَالِ فَقَالَ هَلْ
رَأَيْتُمُونِي سَارَرْتُ الرَّسُولَ إِلَيْهِ أَلَيْسَ كَلَّمْتُهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ فَقَالُوا
فَابْعَثْ إِلَيْهِ لِيَأْتِكَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ لِيَدْعُوَهُ فَقَالَ الْأَشْتَرُ لَيْسَ هٰذِهِ السَّاعَةَ
يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تُزِيلَنِي عَنْ مَوْقِفِي فَرَجَعَ الرَّسُولُ وَأَخْبَرَهُ بِالْخَبَرِ وَارْتَفَعَتِ
الْأَصْوَاتُ مِنْ جِهَةِ الْأَشْتَرِ فَرَجَعَ الْأَشْتَرُ إِلَى عَلِيٍّ وَقَالَ خُدِعْتُمْ فَانْخَدَعْتُمْ
وَكَانَ غَالِبُ تِلْكَ الْعِصَابَةِ الَّذِينَ نَهَوْا عَنِ الْقِتَالِ قُرَّاءَ. وَلَمَّا كَفُّوا عَنِ الْقِتَالِ
سَأَلُوا مُعَاوِيَةَ لِأَيِّ شَيْءٍ رُفِعَتِ الْمَصَاحِفُ فَقَالَ تَنْصِبُوا حَكَمًا مِنْكُمْ
وَحَكَمًا مِنَّا وَنَأْخُذُ عَلَيْهِمَا أَنْ يَعْمَلَا بِمَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ ثُمَّ نَتَّبِعُ مَا اتَّفَقَا
عَلَيْهِ فَوَقَعَتِ الْإِجَابَةُ مِنَ الْفَرِيقَيْنِ إِلَى ذٰلِكَ فَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ مِنْ
أَكْبَرِ الْخَوَارِجِ إِنَّا قَدْ رَضِينَا بِأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ. فَقَالَ عَلِيٌّ إِنَّهُ لَيْسَ بِثِقَةٍ
وَلٰكِنْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَوْلَى مِنْهُ فَقَالُوا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ ابْنُ عَمِّكَ

وَاَخرَجَ علیٌّ اَبَا مُوسیٰ الاَشعَرِیَّ وَاَخرَجَ مُعَاوِیَۃُ عَمرُو بنَ العَاصِ بنِ وَائِلٍ وَاجتَمَعَا الحَکَمَانِ وَکَتَبَا لِکِتَابٍ ھٰذَا مَا تَقَاضیٰ عَلِیُّ بنُ اَبِیطَالِبٍ وَ مُعَاوِیَۃُ بنُ سُفیَانٍ قَاضیٰ عَلِیٌّ عَلیٰ اَھلِ الکُوفَۃِ وَمَن مَعَھُم وَ قَاضیٰ مُعَاوِیَۃُ عَلیٰ اَھلِ الشَّامِ وَمَن مَعَھُم اِنَّا نُنَزِّلُ عِندَ حُکمِ اللّٰہِ وَکِتَابِہٖ نُحیِی مَا اَحیٰ وَ نُمِیتُ مَا اَمَاتَ فَمَا وَجَدَ الحَکَمَانِ ھُمَا اَبُو مُوسیٰ الاَشعَرِیُّ وَعَمرُو ابنُ العَاصِ بنُ وَائِلٍ عَمِلَا بِہٖ وَ لَم یَجِد فِی کِتَابِ اللّٰہِ فَبِالسُّنَّۃِ العَادِلَۃِ اَنَّھُمَا اَمِینَانِ عَلیٰ اَنفُسِھِمَا وَاَھلِھِمَا وَالاُمَّۃِ وَاجلَا القَضَاءِ اِلیٰ رَمَضَانَ مِن ھٰذِہِ السَّنَۃِ وَکَتَبَ فِی یَومِ الاَربِعَاءِ لَیلَۃَ خَلَت مِن صَفَرٍ سَنَۃَ ۳۷ سَبعٍ وَ ثَلَاثِینَ۔ ثُمَّ سَارَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ اِلیٰ العِرَاقِ وَقَدِمَ اِلیٰ الکُوفَۃِ وَ لَم تَدخُلِ الخَوَارِجُ مَعَہٗ اِلیٰ الکُوفَۃِ اعتَزَلُوا عَنہُ فِی ھٰذِہِ السَّنَۃِ بَعَثَ عَلِیٌّ رض لِلمِیعَادِ اَربَعمِائَۃِ رَجُلٍ فِیھِم اَبُو مُوسیٰ الاَشعَرِیُّ وَعَبدُ اللّٰہِ بنُ عَبَّاسٍ لِیُصَلِّی بِھِم وَ لَم یَحضُر عَلِیٌّ وَبَعَثَ مُعَاوِیَۃُ عَمرَو بنَ العَاصِ فِی اَربَعمِائَۃِ رَجُلٍ ثُمَّ جَاءَ مُعَاوِیَۃُ وَاجتَمَعُوا بِاَذرَحٍ وَ شَھِدَ مَعَھُم عَبدُ اللّٰہِ بنُ عُمَرَ وَعَبدُ اللّٰہِ بنُ الزُّبَیرِ وَالمُغِیرَۃُ بنُ شُعبَۃَ وَالتَقیٰ الحَکَمَانِ فَدَعیٰ عَمرُو بنُ العَاصِ اَبَا مُوسیٰ اِلیٰ اَن یَجعَلَ الاَمرَ اِلیٰ مُعَاوِیَۃَ فَاَبیٰ وَ قَالَ لَم اَکُن لِاُولِیَہٗ وَلَدَعْ المُھَاجِرِینَ الاَوَّلِینَ وَدَعَا اَبُو مُوسیٰ عَمرُو بنُ العَاصِ اِلیٰ اَن یَجعَلَ الاَمرَ اِلیٰ عَبدِ اللّٰہِ بنِ عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ فَاَبیٰ عَمرُو بنُ العَاصِ ثُمَّ قَالَ عَمرُو بنُ العَاصِ مَا تَریٰ اَنتَ فَقَالَ اَریٰ اَن نَخلَعَ عَلِیًّا وَ مُعَاوِیَۃَ وَنَجعَلَ الاَمرَ شُوریٰ بَینَ المُسلِمِینَ فَاَظھَرَ لَہٗ عَمرُو بنُ العَاصِ اَنَّ ھٰذَا ھُوَ الرَّأیُ وَ وَافَقَہٗ عَلَیہِ ثُمَّ اَقبَلَا اِلیٰ النَّاسِ وَقَدِ اجتَمَعُوا فَقَالَ اَبُو مُوسیٰ اِنَّ رَاَینَا قَدِ اتَّفَقَ عَلیٰ اَمرٍ نَرجُو بِہٖ صَلَاحَ ھٰذِہِ الاُمَّۃِ فَقَالَ عَمرُو بنُ العَاصِ صَدَقَ تَقَدَّمَ

فتكلم يا ابا موسى فلما تقدم لحقه عبد الله بن عباس و قال و يحك والله
انى اظن انه خدعك ان كنتما قد اتفقتما على امر فقدمه قبلك فانى
لا آمن ان يخالفك فقال ابو موسى انا قد اتفقنا فحمد الله و اثنى عليه و قال
ايها الناس انا لم نر اصلح لامر هذه الامة من امر قد اجتمع عليه رأيي و رأى
عمرو بن العاص و هو ان نخلع عليا و معاوية و نستقبل هذه الامة
هذا الامر فيولوا منهم من احبوا و انى قد خلعت عليا و معاوية فاستقبلوا
امركم و ولوا عليكم من رأيتموه لهذا الامر اهلا ثم تنحى و اقبل عمرو بن
العاص فقام مقامه فحمد الله و اثنى عليه ثم قال ان هذا قد قال ما سمعتم
و خلع صاحبه و انا اخلع صاحبه كما خلعه و اثبت صاحبي و انه ولي عثمان
و الطالب بدمه و احق الناس بمقامه فقال ابو موسى ما لك لا وفقك
الله غدرت و فجرت و ركب ابو موسى و لحق بمكة حياء من الناس و انصرف
عمرو بن العاص و اهل الشام الى معاوية فسلموا عليه بالخلافة و من
ذلك الوقت اخذ امر علي في الضعف و امر معاوية في القوة و لما اعتزلت
الخوارج عليا دعاهم الى الحق فامتنعوا و قتلوا من ارسله اليهم فسار اليهم و
كانوا اربعة الاف و وعظهم و نهاهم عن القتال و قالوا لا حكم الا لله و عسكروا
بحروراء فبعث اليهم عبد الله بن عباس فخاصمهم و حجهم فرجع منهم كثير و
ثبت قوم على ضلالتهم و ساروا الى النهروان فسار اليهم علي رضي الله عنه
فقتلهم بالنهروان و قتل منهم ذا الثدية و لم يقتل من اصحاب علي سوى
سبعة انفس و ذلك سنة ثمان و ثلاثين و لما رجع علي رضي الله عنه
الى الكوفة حض الناس على المسير الى قتال معاوية (ثم دخلت سنة ۳۹ تسع
و ثلاثين) و الامر على ذلك (ثم دخلت سنة اربعين) و علي رضي الله

بِالْعِرَاقِ وَمُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ وَلَهُ مَعَهَا مِصْرُ وَكَانَ عَلِيٌّ يَقْنُتُ فِي الصَّلوٰةِ
وَيَدْعُوْ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَعَلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَعَلَى الضَّحَّاكِ وَعَلَى الْاَعْوَرِ السُّلَمِي
وَمُعَاوِيَةُ يَقْنُتُ فِي الصَّلوٰةِ وَيَدْعُوْا عَلَى عَلِيٍّ عَلَى الْحَسَنِ وَعَلَى الْحُسَيْنِ وَعَلَى عَبْدِاللّٰهِ
بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَفِي هٰذِهِ السَّنَةِ سَيَّرَ مُعَاوِيَةُ بُسْرَ بْنَ اَرْطَاةَ فِي
عَسْكَرٍ اِلَى الْحِجَازِ فَاَتَى الْمَدِيْنَةَ وَبِهَا اَبُوْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيُّ عَامِلًا لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
فَهَرَبَ وَلَحِقَ بِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَدَخَلَ بُسْرُ الْمَدِيْنَةَ وَسَفَكَ فِيْهَا الدِّمَاءَ
وَاسْتَكْرَهَا النَّاسُ عَلَى بَيْعَةِ الْمُعَاوِيَةِ ثُمَّ سَارَ اِلَى الْيَمَنِ وَقَتَلَ اُلُوْفًا
مِنَ النَّاسِ فَهَرَبَ مِنْهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ عَامِلُ عَلِيٍّ الْيَمَنِ فَوَجَدَ
لِعُبَيْدِ اللّٰهِ اِبْنَيْنِ صَبِيَّيْنِ فَذَبَحَهُمَا وَاَتٰى بِعَظِيْمَةٍ ۔

ترجمہ: ۔ الحاصل جب عمرو بن العاص مصر سے معاویہ کے پاس آ گیا تو اُنہوں نے حضرت علی سے جنگ پر اتفاق و ارادہ کیا ۔ جریر بن عبداللہ بجلی بھی حضرت علی کے پاس آپہنچے ۔ اور آپ کو ہر امر سے واقف کر دیا ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ سے معاویہ کی طرف رُخ کیا ۔ اِتنے میں حضرت عبداللہ بن عباس بھی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بصرہ سے آپہنچے ۔ اور معاویہ اور عمرو بن العاص دمشق سے شام کی طرف چلے یہاں تک کہ دونوں فریق صفین میں جمع ہو گئے ۔ ۳۶ھ ختم ہو گیا تھا ۔ اور ۳۷ھ شروع ہوا ۔ ماہ محرم ۳۷ھ میں فریقین میں خط و کتابت جاری رہی ۔ جب ماہ صفر داخل ہوا ۔ تو فریقین میں جنگ چلی اس درمیان فریقین میں بہت سے جنگی واقعات پیش آئے ۔ صفین میں ایک سو دس دن قیام رہا ۔ مقتولین کی تعداد اہل شام سے پینتالیس ہزار اور اہل عراق سے ۲۵ ہزار تھی ۔ منجملہ اُنکے چھبیس افراد اہل بدر سے تھے ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو حکم دیا تھا کہ اُن پر حملہ قتال تم پہلے نہ کرنا ۔ جنگ کی ابتدا اُن سے ہونے دینا ۔ اور جو بھاگے اُس کو نہ مارنا ۔ اور نہ اُس کے مال سے کچھ لینا ۔ اور نہ اُن کا

ستر عورت ظاہر کرنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہیوں سے ایک عمارؓ بن یاسر نے خوب جنگ کیا۔ اور جوہر شجاعت دکھائے۔ آپ کی عمر کچھ اوپر نو د ۹۰ سال کی تھی۔ آپ کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین جنگ کر چکا تھا۔ عمارؓ نے ایک پیالہ دودھ کا جسمیں پانی بھی شریک تھا منگا کر پیا اور کہا صدق اللہ ورسولہ الخ اور اشعار رجز پڑھتا ہوا جنگ کیا اور داد شجاعت دیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث شریف ہے کہ عمار کو باغی اور گمراہ جماعت قتل کریگی وہ ثابت ہو گئی کہ (معاویہ وغیرہ) آپ کو ابو عادیہ نے نیزہ سے شہید کیا جب آپ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے تو دوسرے ایک شخص نے آکر آپ کا سر کاٹ لیا۔ دونوں معاویہ اور عمرو بن العاص کے پاس گئے۔ اور ہر شخص اُن میں مدعی تھا کہ میں نے ہی ان کو قتل کیا ہے۔ تو عمرو بن العاص نے سُنکر اُن سے کہا کہ تم دونوں دوزخی ہو۔ پھر یہ کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ عمار کی وہ بڑی شان ہے کہ اگر تو اے معاویہ اُس کو جانتا ہوتا کہ اُسکا کیا درجہ اور مرتبہ ہے خدا کے پاس تو تعجب کرتا۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ کاش میں عمار کے پہلے مر گیا ہوتا۔ اور وہ میرے بعد قتل ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بارہ ہزار فوج کے ساتھ معاویہ کے لشکر پر حملہ کیا جس سے شامیوں کی صفوں کی صفیں صاف ہو گئیں اور سب تتر بتر ہو گئے۔ تمام شب جمعہ اور جمعہ کے روز اشراق کے وقت تک خوب گھمسان جنگ و قتال رہا۔ حارث بن مالک جو اُشتر نخعی کے عرف سے مشہور تھا شامیوں کی فوج میں گھس کر ایسے بہادرانہ حملے کیا اور ایسے شجاعانہ جوہر دکھائے قریب تھا کہ شامیوں کو ہزیمت ہو جاتی اور پسپا ہو کر شکست کھا جاتے مگر عمرو بن العاص نے جب یہ نقشہ دیکھا اور اپنی شکست کا اُس کو پورا یقین ہو گیا۔ تو گھبرا کر معاویہ سے کہا کہ فوراً قرآن مجید نیزوں پر چڑھا دو۔ اور یہ باآواز بلند کہدو۔ کہ یہ قرآن ہمارے اور تمہارے درمیان ہے

جو فیصلہ یہ کتاب اللہ کرے وہ دونوں فریق منظور کرلیں۔ جب اہلِ عراق نے یہ حالت دیکھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ ہم تو کتاب اللہ پر فیصلہ چاہتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اپنی صداقت وحق پرستی پر ثابت قدم رہکر لڑتے رہو۔ کیونکہ عمرو بن العاص اور معاویہ اور ابن معیط اور ابن سرح اور ضحاک بن قیس یہ سب دیندار نہیں ہیں۔ بلکہ گمراہی پر ہیں۔ کہ قرآن کے عامل نہیں ہیں۔ ان سب کو میں ہی خوب جانتا ہُوں۔ تم نہیں جانتے ہو۔ افسوس قسم ہے خدا کی کہ ان کی غایت وغرض ہو کا ہی ہے۔ اور تم کو فریب دینے کے لئے قرآن بلند کیا گیا ہے۔ اہلِ عراق نے کہا کہ آپ ہمکو اس امر سے نہ روکو اور نہ منع کرو۔ کیونکہ ہم کتاب اللہ کی طرف بلائے جاتے ہیں اور آپ اس سے گریز کرتے ہیں۔ پھر حضرت علی نے فرمایا بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ میں اُن سے لڑکر کتاب اللہ کے حکم پر اُن کو قائم کروں۔ کیونکہ اُن کو احکام الٰہی پہنچائے گئے مگر انہوں نے اُس کی نافرمانی کرکے برخلاف عمل کیا مسعود بن فدک تمیمی اور زید بن حصین طائی اور ایک خارجی جماعت نے کہا اے علی جب آپ کتاب اللہ کی طرف بُلائے جاتے ہیں تو اُس کو قبول کیجئے۔ اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو ہم آپ سے وہی سلوک کریں گے جو عثمان کے ساتھ کیا ہے (یعنی قتل کردینگے۔) آپ نے فرمایا اگر تم میری پیروی کرتے ہو تو لڑو اور اگر نافرمانی کرتے ہو تو جو تمہارا دل چاہے کرو۔ پھر انہوں نے کہا کہ اُشتر کے پاس بھیجکر اُسے بلوا لو۔ تو آپ نے بلوایا۔ مگر اُشتر نے یہ جواب دیا کہ اس وقت یہاں سے ہٹنا مناسب نہیں۔ (یعنی معرکۂ جنگ سے کیونکہ فتح بالکل ہونے والی تھی) قریب ہے کہ شامیوں کو شکست ہو جائے۔ قاصد نے واپس آکر یہی جواب دیا۔ اتنے میں اشتر کی طرف سے آوازیں بلند ہوئیں اور گرد وغبار کی زیادتی ہوگئی۔ عراقیوں نے حضرت علی سے کہا کہ ہم تو اس امر کو دیکھ رہے ہیں کہ آپ نے اُشتر کو زیادہ جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ جو قاصد یہاں سے گیا تھا۔ وہ یہی جواب لایا۔ کہ یہ وقت یہاں سے ہٹنے کا نہیں ہے

جس کو تم نے بھی سُن لیا۔ مگر وہ اپنی ضد پر اڑے رہے اور دو بارہ سہ بارہ حضرت کو قاصد بھیجنے پر مجبور کرتے رہے اور اشتر وہی جواب بھیجتا رہا۔ بالآخر اُشتر حضرت علی کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگا کہ تم فریب دیئے گئے ہو۔ جو جماعت کہ جنگ کرنے سے روک دی گئی ہے وہ اس وقت غالب تھی۔ (قریب تھا کہ حضرت علی کی فتح ہو جاتی) مگر اب وہ فریق غالب ہو جائیں۔ الغرض جب جنگ رُک گئی تو معاویہ سے دریافت کیا گیا کہ قرآن کے بلند کرنے سے تمہاری کیا غایت وغرض ہے۔ اُس نے کہا کہ ایک حَکَم تمہاری جانب سے اور ایک حَکَم ہماری جانب سے مقرر کئے جائیں۔ اور کتاب اللہ پر عمل کریں۔ کہ وہ دونوں جس امر پر متفق ہو کر فیصلہ کر دیں اُسکی پابندی اور پیروی ہم کریں۔ ان دونوں فریق نے اس کو تسلیم کر لیا۔ چنانچہ اشعث بن قیس جو خارجیوں کا سردار تھا اُس نے کہا کہ ہم تو ابو موسیٰ اشعری کو اپنا حَکَم تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا ابو موسیٰ اشعری ثقہ نہیں ہے ہاں عبداللہ بن عباس اس امر کے لئے مناسب ہے۔ معاویہ کی پارٹی والوں نے کہا کہ عبداللہ بن عباس تو آپ کا چچا زاد بھائی ہے۔ آخر الامر حضرت علی کی جانب سے ابو موسیٰ اشعری اور معاویہ کی طرف سے عمرو بن عاص دونوں حَکَم مقرر ہوئے اور یہ معاہدہ فریقین لکھا گیا۔ جو فیصلہ علی بن ابیطالب اور معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ فی الحال علی بن ابی طالب سب اہل کوفہ اور اُس کے تابعین پر اور معاویہ سب اہل شام اور اُس کے ساتھ والوں پر حاکم رہینگے۔ اور ہم دونوں حکم الٰہی اور کتاب اللہ پر ثابت رہینگے۔ اور ہم دونوں اپنے اپنے علاقوں پر سیاسی امور میں جو چاہیں کریں۔ اور دونوں حَکَم ابو موسیٰ اور عمرو بن العاص بھی حکم الٰہی پر عمل کریں گے۔ اگر کتاب اللہ وسنت رسول اللہ میں دلیل نہ پائیں تو یہ دونوں اپنے نفوس اور امت محمدیہ پر امین ہیں۔ اور یہ معاہدہ رمضان سنہ حالیہ تک باقی رہیگا۔ اور یہ معاہدہ بروز چہار شنبہ یکم صفر ۳۷ھ کو لکھا گیا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کو تشریف لے گئے۔ مگر خوارج نے آپ سے اعتزال کر لیا اور اُنکے

ہمراہ کوفہ کو نہیں گئے۔

پھر اسی سال میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چارسو کی فوج میعاد پر روانہ فرمائی اور خود نہیں گئے اُدھر سے معاویہ نے بھی عمرو بن العاص کے ساتھ چارسو کی فوج روانہ کی پھر خود بھی آگیا۔ یہ سب بمقام اَذْرُجْ جمع ہوئے اور اُن کے ساتھ عمرو بن العاص و عبداللہ بن الزبیر و مغیرہ بن شعبہ بھی تھے۔ جب دونوں حَکَمْ ایک جگہ جمع ہو گئے تو عمرو بن العاص نے ابو موسیٰ اشعری کو بلا کر کہا کہ ہم امر خلافت کو اگر معاویہ کو سونپ دیں تو بہتر ہو گا۔ ابو موسیٰ نے اس سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ امر خلافت میں تو معاویہ کو نہیں سونپوں گا۔ مہاجرین اول کو بلاؤ۔ پھر ابو موسیٰ نے عمرو بن العاص کو بلا کر کہا۔ یہ امر خلافت عبداللہ بن عمر بن الخطاب کے سپرد کر دیا جائے! اس سے عمرؓ بن العاص نے انکار کر دیا۔ اور ابو موسیٰ سے کہا کہ تمہاری آخری کیا رائے ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ علی و معاویہ ان دونوں کو خلافت سے علیحدہ کر کے سب کاروبار خلافت مجلس شوریٰ کے مسلمانوں کے صوابدید پر چھوڑ دیں کہ جس کو وہ چاہیں پسند کر لیں! اور رکن مجلس مقرر کریں۔ اس پر عمرو بن العاص نے اُن کے ساتھ اتفاق کر لیا۔ پھر یہ رائے سب مسلمانوں پر پیش کی گئی۔ سب نے سنکر اتفاق کیا! ابو موسیٰ نے کہا کہ ہم اس پر باہم متفق ہو کر امید کرتے ہیں کہ اس میں امت کی اصلاح اور بہتری ہوگی۔ عمرو بن العاص نے بھی اسکی تصدیق کی ابو موسیٰ سے گفتگو ہوئی۔ جب آگے بڑھے تو عبداللہ بن عباس نے بڑھ کر کہا افسوس ہے قسم خدا کی تم کو دھوکا دیا گیا ہے گو تم دونوں نے اتفاق کر لیا ہے۔ مگر یہ امر پہلے ہی تم پر پیش ہو چکا ہے۔ اب میری اتنی قوت نہیں ہے کہ میں تمہاری مخالفت کروں! ابو موسیٰ نے کہا کہ ہم تو متفق ہو چکے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کر کے کہا اے لوگو ہم نے تو اس اُمت کے لئے اس کے سوائے دوسرا کوئی امر پسند نہیں کیا۔ کہ ہم دونوں مجتمع ہو کر علی اور معاویہ ان دونوں کو معزول کرتے ہیں اور اُمت پر پیش کرتے ہیں جس کو وہ پسند کرے اپنا خلیفہ مقرر کر لے۔ (یہ کہکر بیٹھ گئے) پھر عمرو بن العاص اُسی جگہ کھڑے ہو کر حمد و ثنا کے بعد کہنے لگا اے حاضرین آپ لوگوں نے سُن لیا۔

جو ابو موسیٰ نے کہا ہے اُس نے تو علی کو معزول کر دیا ہے اور میں بھی علی کو معزول کرتا ہوں۔
جیسا کہ ابو موسیٰ نے معزول کر دیا ہے اور میں معاویہ کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں کیونکہ یہ حضرت عثمان کا
مقرر کردہ ہے۔ اور خون عثمان کا طالب ہے۔ اور سب لوگوں سے زیادہ مستحق ہے۔ اپنی جگہ پر قائم رہے
یہ سُن کر ابو موسیٰ نے کہا تم کو یہ کیا حق تھا خدا تیرا ساتھ نہ دے تو نے ہم کو بڑا دھوکا دیا اور جھوٹ
بولا۔ پھر ابو موسیٰ پوشیدہ طور سے مکّہ چلے گئے۔ اور عمرو بن العاص شام میں جاکر معاویہ سے ملا اور
خلافت اُس کے سپرد کیا۔ اسی تاریخ سے حضرت علی کی خلافت میں کمزوری و معاویہ کی سلطنت میں
قوت پیدا ہوتی شروع ہو گئی۔ اور جب خوارج نے بھی حضرت علیؓ سے اعتزال یعنی کنارہ کشی کر لی
تو حضرت علیؓ نے اُن کو حق کی طرف بُلایا۔ تو اُنہوں نے انکار کر دیا۔ بلکہ جس شخص کو خوارج کے
پاس روانہ کیا تاکہ اُن کو پند و نصیحت کرے تو اُنہوں نے اُس کو بھی قتل کر ڈالا۔ اور چونکہ خوارج
کی تعداد چار ہزار کی تھی اس لئے قتل و غارت کیا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ یعنی
حکومت سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہے۔ پھر یہ لوگ اپنے لشکر کو لیکر مقام حروراء میں جمع ہو گئے۔
تو اُن کی طرف عبداللہ بن عباس کو بھیجے تاکہ اُن سے بحث کریں اور دلائل پیش کر کے اُن کو راہِ
راست پر لائیں۔ چنانچہ اُن میں سے بعض رجوع کر کے راہِ راست پر آ گئے۔ اور زیادہ تر اپنی گمراہی پر
قائم رہے۔ پھر یہ لوگ نہروان پر جاکر جنگ پر امادہ ہوئے۔ تو حضرت علی بھی تشریف لے گئے۔
اور نہروان میں اُن کو خوب قتل کیا۔ منجملہ اُن کے ذوالثدیہ بھی قتل ہُوا۔ اور حضرت علی رضؓ کے
ہمراہیوں میں سے صرف سات آدمی قتل ہوئے۔ یہ واقعہ ۳۸ھ کا ہے۔ حضرت علی رضؓ نے کوفہ میں
تشریف لاکر لوگوں کو معاویہ سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ پھر ۳۹ھ شروع ہُوا۔ حالات
اُسی طرح بدستور تھے۔ جب ۴۰ھ کی ابتدا ہُوئی تو حضرت علی عراق اور معاویہ شام میں تھے۔
حضرت علی نمازیں دعائے قنوت پڑھ کر معاویہ اور عمرو بن العاص اور ضحاک و ابو اعور سلمی پر بد دعا
کرتے تھے۔ اور معاویہ بھی اسی طرح حضرت علیؓ اور حسن و حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم پر بد دعا
کرتا تھا۔ اسی سال معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کو لشکر دیکر مدینہ منورہ کو روانہ کیا۔ اُس وقت مدینہ منورہ

میں ابو ایوب انصاری حضرت علی کی طرف سے عامل تھا۔ یہ حالت دیکھ کر وہاں سے بھاگ کر حضرت علی کے پاس آگیا۔ بشر نے مدینہ میں قتل عام کیا۔ اور لوگوں کو معاویہ کی بیعت پر مجبور کیا۔ پھر وہاں سے یمن کو چلا گیا۔ اور وہاں بھی ہزاروں کو قتل کیا۔ عبیداللہ بن عباس یمن کے عامل تھے۔ وہ بھی یہ حالت دیکھ کر وہاں سے چلے گئے۔ اُن کے دو کمسن لڑکے وہاں رہ گئے تھے۔ جن کو بشر نے ذبح کر ڈالا۔ اور دوزخ کا مستحق ہو گیا۔

ذکر قتل امیر المؤمنین علی رضؓ بن ابی طالب

عَنْ زید بن وَهبٍ قَالَ قَدِمَ عَلٰی عَلِیٍّ وَفْدٌ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ وَفِیْهِمْ رَجُلٌ مِنَ الْخَوَارِجِ يُقَالُ لَهُ الْجَعْدُ بْنُ بَعْجَةَ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ وَصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اتَّقِ اللهَ یَا عَلِیُّ رض فَاِنَّكَ مَیِّتٌ فَقَالَ عَلِیٌّ رض لَا وَلٰكِنِّیْ مَقْتُوْلٌ ضَرْبَةٌ عَلٰی هٰذَا يَخْضِبُ هٰذِهٖ قَالَ وَاَشَارَ عَلِیٌّ رض اِلٰی رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ بِيَدِهٖ قَضَاءٌ مَّقْضِیٌّ وَعَهْدٌ مَعْهُوْدٌ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی ثُمَّ عَابَ عَلِیًّا رض فِیْ لِبَاسِهٖ قَالَ لَوْ لَبِسْتَ لِبَاسًا خَيْرًا مِنْ هٰذَا قَالَ اِنَّ لِبَاسِیْ هٰذَا اَبْعَدُ لِیْ مِنَ الْكِبْرِ وَاَجْدَرُ اَنْ يَّقْتَدِیْ بِیَ الْمُسْلِمُوْنَ۔

وَعَنِ الْحَرِثِ بْنِ مُخَشِّیٍ اَنَّ عَلِيًّا رض قُتِلَ صُبْحَةَ اِحْدٰی وَعِشْرِيْنَ مِنْ رَمَضَانَ۔ قَالَ فَسَمِعْتُ الْحَسَنَ رض بْنَ عَلِیٍّ وَهُوَ يَخْطُبُ وَذَكَرَ مَنَاقِبَ عَلِیٍّ رض فَقَالَ قُتِلَ لَيْلَةَ اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ وَلَيْلَةَ اُسْرِیَ بِعِيْسٰی وَلَيْلَةَ قُبِضَ مُوْسٰی وَصَلّٰی عَلَيْهِ الْحَسَنُ رض بْنُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا وَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعًا مستدرک ج ۳ صہ ۱۴۳

عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ اَبِیْ شَيْبَةَ يَقُوْلُ وَلِیَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ خَمْسَ سِنِيْنَ وَقُتِلَ سَنَةَ اَرْبَعِيْنَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ سَنَةً قُتِلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِلْحَادِیْ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَمَاتَ يَوْمَ الْاَحَدِ وَدُفِنَ

بالکوفۃ۔ مستدرک ج۳ ص۱۱۱

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال اسلم علی بن ابی طالب وھو ابن ثلاث عشرۃ سنۃ وتوفی وھو ابن ثلاث وستین سنۃ وقال ابو عمر رحمہ اللہ ھذا اصح ما قیل فی ذلک استیعاب ج۲ ص۴۵۵۔

وکان سبب قتل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

قتل ابن ملجم لہ انہ خطب امرأۃ من عجل بن الخیم یقال لھا قطام کانت تری رأی الخوارج وکان علی رضی اللہ عنہ قد قتل اباھا واخوتھا بالنھروان فلما تعاقد الخوارج علی قتل علی وعمرو بن العاص ومعاویۃ بن ابی سفیان وخرج منھم ثلاثۃ نفر لذلک کان عبد الرحمن ملجم ھو الذی اشترط قتل علی رضی اللہ عنہ فدخل الکوفۃ عازما علی ذلک واشتری سیفا بالف وسقاہ السم فیما زعموا حتی لفظہ وکان فی خلال ذلک یاتی علیا رضی اللہ عنہ یسئلہ ویستحملہ فیحملہ الی ان وقعت عینہ علی قطام امرأۃ جمیلۃ فاعجبتہ ووقعت نفسہ فخطبھا فقالت الیت ان لا تزوج الا علی مھر لا ارید سواہ فقال وما ھو ثلاثۃ الاف وقتل علی بن ابیطالب فقال واللہ لقد قصدت لقتل علی بن ابیطالب والفتک بہ وما اقدمنی ھذا المصر غیر ذلک ولکنی لما رایتک اثرت تزویجک فقالت لیس الا الذی قلت لک فقال لھا وتغنیک او ما یغنینی منک قتل علی وانا اعلم انی ان قتلتہ لم افت فقالت ان قتلتہ ونجوت فھو الذی اردت تبلغ شفاء نفسی ویھنئک العیش معی وان قتلت فما عند اللہ تعالی خیر من الدنیا وما فیھا فقال لھا لک ما اشترطت فقالت لہ انی سالتمس من یشد ظھرک

فبعثت الی ابن عم لها یقال له وردان بن مجالد فاجابها و
لقی ابن ملجم شبیب بن بجرة الاشجعی فقال هل لك فی شرف
الدنیا و الاخرة قال ماهو قال تساعدنی علی قتل علی بن
ابی طالب قال له ثکلتك امك لقد جئت شیئا اذا کیف تقدر
علی ذلك قال انه رجل لا حرث له یخرج الی المسجد منفردا
لیس له من یحرسه فنکن له فی المسجد فاذا خرج الی الصلوة قتلناه
فان نجونا نجونا وان قتلنا سعدنا بالذکر فی الدنیا و بالجنة
فی الاخرة فقال ویلك ان علیا ذو سابقة فی الاسلام مع
النبی صلی الله علیه وسلم والله ما تنشرح نفسی لقتله فقال
ویحك انه حکم الرجال فی دین الله عزوجل و قتل
اخواننا الصالحین فنقتله ببعض من قتل فلا تشکن فی دینك
فاجابه و اقبل حتی دخلا علی قطام وهی معتکفة فی المسجد الاعظم
فی قبة ضربتها لنفسها فدعت لهم واخذوا سیوفهم و جلسوا
قبالة السدة التی یخرج منها علی رضی الله عنه فخرج لصلوة الصبح
فبدره شبیب فضربه فاخطاه فضربه عبدالرحمن بن ملجم علی
راسه و قال الحکم لله یا علی لا لك و لا لاصحابك فقال علی رضی الله عنه
فزت ورب الکعبة لا یفوتکم الکلب فشد الناس علیه من
کل جانب فاخذوه وهرب شبیب خارجا من باب کندة وقد
اختلف فی صفة اخذ ابن ملجم فلما اخذ قال رضی الله عنه احبسوه
فان مت فاقتلوه و لا تمثلوا به و ان لم امت فالامر الی فی العفو او
القصاص استیعاب ج ۲ ص ۴۶۹ ۔

وَاخْتَلَفُوْا اَيْضًا هَلْ ضَرَبَهُ فِي الصَّلٰوةِ اَوْ قَبْلَ الدُّخُوْلِ فِيْهَا وَ هَلِ اسْتَخْلَفَ مَنْ اَتَمَّ بِهِمُ الصَّلٰوةَ اَوْ هُوَ اَتَمَّهَا وَالْاَكْثَرُ اَنَّهُ اِسْتَخْلَفَ جَعْدَةَ بْنَ هُبَيْرَةَ فَصَلّٰى بِهِمْ تِلْكَ الصَّلٰوةَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

استیعاب ج۲ ص۴۶۴ ۔

جمع الاطباء لعلی رضی اللّٰہ عنہ یوم جرح وکان ابصرھم بالطب کثیر بن عمرو الکوفی وکان صاحب کسریٰ بتطبیب واخذ کثیر رئۃ شاۃ حارۃ فتتبع عرقا منہا فاستخرجہ فادخلہ فی جراحۃ علی ثم نفخ العرق فاستخرجہ فاذا علیہ بیاض الدماغ واذا ضربۃ وصلت الی ام راسہ فقال یا امیر المؤمنین اعہد عہدک فانک میت

وَمِمَّا قِيْلَ فِي ابْنِ مُلْجِمٍ وَقَطَامِ

فَلَمْ اَرَ مَهْرًا سَاقَهُ ذُوْ سَمَاحَةٍ — كَمَهْرِ قَطَامٍ مِنْ فَصِيْحٍ وَاَعْجَمِ

ثَلَاثَةُ اٰلَافٍ وَعَبْدٌ وَقَيْنَةٌ — وَضَرْبُ عَلِيٍّ بِالْحُسَامِ الْمُسَمَّمِ

فَلَا مَهْرَ اَغْلٰى مِنْ عَلِيٍّ وَاِنْ غَلَا — وَلَا فَتْكَ اِلَّا دُوْنَ فَتْكِ ابْنِ مُلْجِمِ

استیعاب ج۲ ص۴۶۴ ومستدرک ج۳ ص۱۴۴ ۔

وَقَالَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ حَمَّادٍ

وَهَزَّ عَلِيٌّ بِالْعِرَاقَيْنِ لِحْيَةً — مُصِيْبَتُنَا جَلَّتْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمِ

وَقَالَ سَيَاْتِيْهَا مِنَ اللّٰهِ حَادِثٌ — وَيَخْضِبُهَا اَشْقَى الْبَرِيَّةِ بِالدَّمِ

فَبَاكَرَهُ بِالسَّيْفِ شُلَّتْ يَمِيْنُهُ — لِشُؤْمِ قَطَامٍ عِنْدَ ذَاكَ ابْنُ مُلْجِمِ

فَيَا ضَرْبَةً مِنْ خَاسِرٍ ضَلَّ سَعْيُهُ ... تَبَوَّأَ مِنْهَا مَقْعَدًا فِي جَهَنَّمِ
فَفَازَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بِحَظِّهِ ... وَإِنْ طَرَقَتْ فِيهَا الْخُطُوبُ بِمُعْظَمِ
أَلَا إِنَّمَا الدُّنْيَا بَلَاءٌ وَفِتْنَةٌ ... حَلَاوَتُهَا شِيبَتْ بِصَابٍ وَعَلْقَمِ

وَفِي ذَلِكَ يَقُولُ عِمْرَانُ بْنُ حِطَّانَ الْخَارِجِيُّ

يَا ضَرْبَةً مِنْ تَقِيٍّ مَا أَرَادَ بِهَا ... إِلَّا لِيَبْلُغَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ رِضْوَانَا
إِنِّي لَأَذْكُرُهُ حِينًا فَأَحْسَبُهُ ... أَوْفَى الْبَرِيَّةِ عِنْدَ اللهِ مِيزَانَا

وَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ حَمَّادٍ الْفَاهِرِيُّ مُعَارِضًا فِي ذَلِكَ

قُلْ لِابْنِ مُلْجِمٍ وَالْأَقْدَارُ غَالِبَةٌ ... هَدَمْتَ وَيْلَكَ لِلْإِسْلَامِ أَرْكَانَا
قَتَلْتَ أَفْضَلَ مَنْ يَمْشِي عَلَى قَدَمٍ ... وَأَوَّلَ النَّاسِ إِسْلَامًا وَإِيمَانَا
وَأَعْلَمَ النَّاسِ بِالْقُرْآنِ ثُمَّ بِمَا ... سَنَّ الرَّسُولُ لَنَا شَرْعًا وَتِبْيَانَا
صِهْرَ النَّبِيِّ وَمَوْلَاهُ وَنَاصِرَهُ ... أَضْحَتْ مَنَاقِبُهُ نُورًا وَبُرْهَانَا
وَكَانَ مِنْهُ عَلَى رَغْمِ الْحَسُودِ لَهُ ... مَا كَانَ هَارُونُ مِنْ مُوسَى بْنِ عِمْرَانَا
وَكَانَ فِي الْحَرْبِ سَيْفًا صَارِمًا ذَكَرًا ... لَيْثًا إِذَا لَقِيَ الْأَقْرَانُ أَقْرَانَا
ذَكَرْتُ قَاتِلَهُ وَالدَّمْعُ مُنْحَدِرٌ ... فَقُلْتُ سُبْحَانَ رَبِّ النَّاسِ سُبْحَانَا
إِنِّي لَأَحْسَبُهُ مَا كَانَ مِنْ بَشَرٍ ... يَخْشَى الْمَعَادَ وَلَكِنْ كَانَ شَيْطَانَا

أَشقى مُرادٍ إِذا عُدَّت قَبائِلُها   وَأَخسَرُ النّاسِ عِندَ اللهِ مِيزانا

كَعاقِرِ النّاقَةِ الأُولى الَّتي جَلَبَت   عَلى ثَمُودَ بِأَرضِ الحِجرِ خُسرانا

قَد كانَ يُخبِرُهُم أَن سَوفَ يَخضِبُها   قَبلَ المَنِيَّةِ أَزماناً فَأَزمانا

فَلا عَفا اللهُ عَنهُ ما يُحَمِّلُهُ   وَلا سَقى قَبرَ عِمرانَ بنِ حِطّانا

لِقَولِهِ في شَقِيٍّ ظَلَّ مُجتَرِحاً   وَنالَ ما نالَهُ ظُلماً وَعُدوانا

يا ضَربَةً مِن تَقِيٍّ ما أَرادَ بِها   إِلّا لِيَبلُغَ مِن ذِي العَرشِ رِضوانا

بَل ضَربَةً مِن غَوِيٍّ أَورَدَتهُ لَظى   فَسَوفَ يَلقى بِها الرَّحمٰنَ غَضبانا

كَأَنَّهُ لَم يُرِد قَصداً بِضَربَتِهِ
إِلّا لِيَصلى عَذابَ الخُلدِ نِيرانا

ترجمہ اشعار عمران بن حطان

اے تلوار کی مار تونے پورا کام کیا جو ارادہ ابن ملجم نے کیا تھا — تاکہ مالک عرش بریں کی رضامندی کو پہنچ جائے

بیشک کہ جب میں اس کو یاد کرتا ہوں تو یہ یقین ہوتا ہے — کہ تمام خلائق سے زیادہ خدا کے پاس میزان قیامت میں ابن ملجم پورا اور اعمال بھاری ہیں

اسکی تردید ابوبکر بن حماد القاہری نے کی ہے

ترجمہ

ابن ملجم کو کہدو کہ مقدرات الٰہی غالب ہوتے ہیں
تونے چال چلن میں بہترین شخص کو قتل کیا
سب سے بڑھکر عالم تھا قرآن و حدیث میں
رسول اللہ کا حامی و مددگار تھا

تیرے لئے جہنم ہے کہ ایک رکن اسلام کو تونے گرا دیا
وہ پہلا شخص تھا اسلام و ایمان لانے میں
اور جو رسول اللہ نے بیان کئے تھے احکام دین میں
اس کے مناقب روشن دن کی طرح روشن ہیں

اور تھا وہ جو تھا بزعم دشمنوں کے
کیا نہیں تھا مثل ہارون و موسیٰ بن عمران کے

اور تھا وہ جنگ میں ننگی تلوار چمکتی
شیر تھا جب کہ قبائل آپسمیں ٹکراتے تھے

جب یاد کرتا ہوں اُسکے قاتل کو آنسو بہتے ہیں
پھر کہتا ہوں اے رب العالمین تو بڑا غنی ہے

بیشک میں گمان کرتا ہوں (ابن ملجم) انسان تو نہیں تھا
ڈرتا آخرت کے عذاب سے لیکن (ابن ملجم) شیطان تھا

شقی تھا مراد قبیلہ کا جب کہتا ہوں اُسکے قبائل کو
خسران میں ہے خدا کے پاس میزان میں

مثل عاقر ناقہ تھا یعنی شخص ثمود کا جبکہ ظلم کیا
ثمود پر ارض حجر میں نقصان و خسران میں

بیشک خبردار کیا علیؑ نے خون آلودہ ہونا داڑھی سے
قبل اسکے یہ واقعہ ہے زمانہ دراز سے

خدا تعالیٰ معاف نکرے جو کچھ کیا اُس شقی نے
اے خداوند ٹھنڈی نہ کر قبر عمران بن حطان کی

بوجہ قول شقی عمران کے کہ پہنچ گیا بیسا اپنی مراد کو
پہنچا عذاب الٰہی کو جو پہنچا ظلم و ستم کو

اے ضرب تلوار اس سے تیر اکیا ارادہ تھا
خبردار ہو پہنچ گیا علی خدا کے پاس رضوان کو

بلکہ ضرب اُس گمراہ کا مرید تھا دوزخ کا
قریب ہے کہ خدا کے پاس مستحق ہو عذاب کا

گو اس کا قصد مارنے کا نہیں تھا
مگر ہمیشہ عذاب الٰہی میں گرفتار رہیگا۔

قالت ام الهيثم بنت العريان النخعيه
المرثيه على ابن ابى طالب

اَلَا يَا عَيْنُ وَيْحَكِ اَسْعِدِيْنَا
اَلَا تَبْكِيْ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَا

اَتَبْكِيْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ عَلَيْهِ
بِعَبْرَتِهَا وَقَدْ رَأَتِ الْيَقِيْنَا

اَلَا قُلْ لِلْخَوَارِجِ حَيْثُ كَانُوْا
فَلَا قَرَّتْ عُيُوْنُ الشَّامِتِيْنَا

اَفِيْ شَهْرِ الصِّيَامِ فَجَعْتُمُوْنَا
بِخَيْرِ النَّاسِ طُرًّا اَجْمَعِيْنَا

قتلتم خیر من رکب المطایا — و ذللها و من رکب السفینا

و من لبس النعال و من حذاها — و من قرأ المثانی و المبینا

فکل مناقب الخیرات فیه — و حب رسول رب العالمینا

لقد علمت قریش حیث کانت — بانک خیرها حسبا و دینا

اذا استقبلت وجه ابی حسین — رایت البدر فوق الناظرینا

و کنا قبل مقتله بخیر — نری مولی رسول الله فینا

یقیم الحق لا یرتاب فیه — و یعدل فی العدی و الاقربینا

و لیس بکاتم علما لدیه — و لم یخلق من المتجبرینا

کان الناس اذ فقدوا علیا — نعام حار فی بلد سنینا

فلا تشمت معاویة بن صخر

فان بقیة الخلفاء فینا۔

ترجمہ

اے بدنصیب آنکھ کیا تو ہم کو خوش کر رہی ہے
ام کلثوم تو امیر المومنین پر رو رہی ہے
ارے کہاں ہیں خوارج جہاں بھی ہوں
کیا ماہِ رمضان میں کیا ہم کو پریشان
قتل کیا تم نے بہتر شہ سوار کو
جس نے چپلی سی اور پہنی تھی
جملہ اوصاف و اخلاق حسنہ ان میں موجود تھے
سب طرح کے مناقب اُس میں موجود تھے

کیا تو امیر المومنین پر نہیں روتی
اور عبرت سے دیکھا اُس کو اور یقین ہوا ہم کو
ٹھنڈی نہ ہوں آنکھیں شامیوں کی
بہتر لوگوں کا سردار ہمارا
ہلا دیتا کشتیوں کو جب کہ سوار ہوتا
اور قرآن کی بڑی بڑی صورتیں اور متوسط پڑھی تھیں
رسول رب العالمین کے محب بھی تھے
بیشک قریش نے جان لیا جہاں میں اپ

جب کہ چہرہ ابوالحسن کا سامنے آجاتا
تو ناظرین کو بدر کا چاند نظر آتا

قبل اس قتل کے ہم خیال کرتے تھے
کہ مولا رسول اللہ کا ہم میں موجود ہے

حق کو قائم کرنے میں کسی سے خوف نہیں کرتا
اور اپنے بیگانے میں برابر عدل و انصاف کرتا

اور نہ کبھی آپ نے کتمان علم کیا
اور نہ وہ متکبرین سے پیدا ہوا

جب کہ لوگ علیؑ کو نہ پائیں گے
تو پرندے بلدہ سینا کے بھی مضطر ہو جائینگے

اب معاویہ ابن صخر کو مُرامت کہو۔
کیونکہ وہی ایک ہم میں پیچھے رہ گیا ہے

وَقَالَ الفضلُ بن عبّاسِ بنِ ابی لہب

مَا كُنْتُ اَحْسِبُ اَنَّ الْاَمْرَ مُنْصَرِفٌ
عَنْ هَاشِمٍ ثُمَّ مِنْهَا عَنْ اَبِی الْحَسَنِ

اَلَيْسَ اَوَّلُ مَنْ صَلّٰى لِقِبْلَتِكُمْ
وَاَعْلَمُ النَّاسِ بِالْقُرْاٰنِ وَالسُّنَنِ

ترجمہ

میں نہیں سمجھتا تھا کہ معاملہ ایک حال سے دوسرے حال پر ہو جائیگا
یعنی ہاشم سے پھر ان سے ابوالحسن تک پہنچ جائے گا

کیا یہ وہ شخص نہیں ہے جسنے تمہارے قبلہ میں سب سے پہلے نماز پڑھی
اور تمام لوگوں سے زیادہ قرآن و حدیث کے جاننے والا ہے

وَقَالَ اِسمٰعِیلُ بنُ مُحمّدٍ الحِمیری

سَائِلْ قُرَيْشًا بِهَا اِنْ كُنْتَ ذَا عَمَهٍ
مَنْ كَانَ اَثْبَتَهَا فِی الدِّيْنِ اَوْتَادًا

مَنْ كَانَ اَقْدَمُ اِسْلَامًا وَاَكْثَرُهَا
عِلْمًا نَطْهُرُهَا اَهْلًا وَاَوْلَادًا

مَنْ وَحَّدَ اللّٰہَ اِذْ کَانَتْ مُکَذِّبَۃً تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَوْثَانًا وَاَنْدَادًا
مَنْ کَانَ یُقْدِمُ فِی الْھَیْجَاءِ اِنْ نَکَلُوْا عَنْھَا وَاِنْ یَّبْخَلُوْا فِیْ اَزْمَۃٍ جَادَا
مَنْ کَانَ اَعْدَلَھَا حُکْمًا وَاَبْسَطَھَا عِلْمًا وَاَصْدَقَھَا وَعْدًا وَاِیْعَادًا
اِنْ یُّصْدِقْ قَوْلَکَ فَلَنْ یَعُدُّوْا اَبَا حَسَنٍ اِنْ اَنْتَ لَمْ تَلْقَ لِلْاَبْرَارِ حُسَّادًا
اِنْ اَنْتَ لَمْ تَلْقَ اَقْوَامًا ذَوِیْ صَلَفٍ
وَذَا عِنَادٍ لِحَقِّ اللّٰہِ جَحَّادًا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے روز بیت المقدس کے ہر ایک پتھر کے نیچے خون تھا

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ شِہَابٍ قَالَ قَدِمْتُ دِمَشْقَ وَاَنَا اُرِیْدُ الْغَزْوَ فَاَتَیْتُ عَبْدَالْمَلِکِ لِاُسَلِّمَ عَلَیْہِ وَجَدْتُہٗ فِیْ قُبَّۃٍ عَلٰی فَرْشٍ یَّفُوْقُ الْقَائِمَ تَحْتَہٗ سِمَاطَانِ سَلَّمْتُ ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ لِیْ یَا ابْنَ شِہَابٍ اَتَعْلَمُ مَا کَانَ فِیْ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ صَبَاحَ قَتْلِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ ھَلُمَّ فَقُمْتُ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ حَتّٰی اَتَیْتُ خَلْفَ الْقُبَّۃِ فَحَوَّلَ اِلَیَّ وَجْھَہٗ وَاَحْنَا عَلَیَّ فَقَالَ وَمَا کَانَ فَقُلْتُ لَمْ یُرْفَعْ حَجَرٌ مِنْ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ اِلَّا وُجِدَ تَحْتَہٗ دَمٌ فَقَالَ لَمْ یَبْقَ اَحَدٌ یَعْلَمُ ھٰذَا غَیْرِیْ وَغَیْرُکَ لَا یَسْمَعَنَّ مِنْکُمْ اَحَدٌ فَمَا حَدَّثْتُ بِہٖ حَتّٰی تُوُفِّیَ" لکن فیہ ضعف ابن عمران لا یعرف فِی الرِّجَالِ وَالْخَبَرُ الْمُرْسَلُ ۔ مستدرک ج۳ ص۱۱۳

ابن شہاب بیان کرتا ہے کہ میں جہاد کے ارادہ سے دمشق کو گیا پھر میں عبدالملک سے ملنے گیا تو وہ قبہ میں ایک زاویہ کے قریب ان کے بچھونے پر بیٹھے ہوئے تھے ۔

میں سلام کرکے اُن کے پاس بیٹھ گیا۔ تو میری طرف مخاطب ہوکر کہا اے ابن شہاب کیا تم کو اس کا علم ہے جو بیت المقدس میں حضرت علی کے قتل کی صبح کو گزرا ہے۔ میں نے کہا ہاں پھر آپ نے کہا میرے ساتھ چلو۔ میں کھڑا ہوگیا۔ اور لوگوں کے پیچھے سے ہم ہوتے ہوئے یہاں تک کہ گنبد کے پیچھے آئے تو میری طرف پلٹ کر دیکھے۔ اور میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا وہ کیا واقعہ تھا۔ میں نے کہا کوئی پتھر بیت المقدس کے پتھروں سے اُٹھایا نہیں جاتا تھا۔ کہ اُس کے نیچے خون نہ ہوتا ہو۔ پھر آپ نے مجھ سے کہا۔ بجز میرے اور تیرے کوئی اس راز کو نہیں جانتا۔ اِس کا ذکر کسی سے ہرگز نہ کرنا میں نے اُن کے مرتے دم تک اِس واقعہ کو کسی پر ظاہر نہیں کیا۔

اور ایک آنحضرت کے ہجرت کا واقعہ ہے۔ زمخشری نے ربیع الابرار میں ہندہ بنت الجون سے نقل کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُم معبد کے خیمہ میں اُترے وہ میری خالہ تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو کے اُٹھے تو پانی منگایا۔ اور ہاتھ دھوکر کلی کی۔ اور وہ کلی کا پانی ایک عوسج کے درخت کی جڑ میں ڈال دیا۔ جو خیمہ کے پاس تھا۔ صبح کو وہ درخت بڑا زبردست جھاڑ ہوگیا۔ اور بہت بڑا میوہ سرخ رنگ عنبر بین خوشبو شہد کی طرح میٹھا مزیدار لگا۔ جو شخص اُس کو کھاتا شکم سیر ہو جاتا۔ اور جو کوئی پیاسا ہوتا تو کھاکر سیراب ہو جاتا۔ اور بیمار صحت یاب ہو جاتا۔ اور جو جانور اُس کا پتا کھاتا تو دودھ خوب دینے لگتا۔ اِن برکات کے لحاظ سے سب نے اُس کا نام شجرۂ مبارکہ رکھا۔ اطراف و اکناف کے لوگ صحت اور شفا کی غرض سے آتے اور ساتھ لے جاتے۔ اتفاق سے ایک دن اُس کے پھل یکایک گر گئے۔ اور پتے چھوٹے ہوگئے۔ ہم سب اُس سے حیرت زدہ ہوگئے۔ پھر ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر آئی۔ پھر تیس برس کے بعد وہ پورا جھاڑ خار دار ہوگیا۔ نہ پہلے کی وہ تازگی اور نہ سرسبزی رہی۔ معلوم ہوا کہ حضرت علی

رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ پھر اُس دن سے اُس درخت میں نہ پھل لگے اور نہ شفا باقی رہی۔ پھر ایک دن اُس کی جڑ سے خون بہنے لگا اُس سے ہم بہت فکر مند تھے۔ اتنے میں خبر آئی کہ حضرت حسینؓ بن علیؓ رضی اللہ عنہما شہید ہوگئے۔ اس کے بعد وہ درخت بالکل خشک ہوگیا۔ (عثمان البیان فی سیرۃ نبی آخر الزمان صفحہ ۶۶)۔

فی حلیۃ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؓ

واحسن ما فی صفتہ رضی اللہ عنہ انہ اربعۃ من الرجال الی القصر ماھو ادعج العینین حسن الوجہ کأنہ القمر فی لیلۃ البدر حسنا ضخم البطن عریض المنکبین شثن الکفین عتدا اغید کأن عنقہ ابریق فضۃ اصلع لیس فی رأسہ شعر الا من خلفہ کبیر اللحیہ لمنکبہ مشاش کمشاش السبع الضاری لایتبین عضدہ من ساعدہ قد ادمجت ادماجا اذا مشی تکفأ واذا امسک بذراع رجل امسک بنفسہ فلم یستطیع ان یتنفس وھو الی السمن ماھو شدید الساعد والید واذا مشی الی الحرب ھرول ثبت الجنان قوی شجاع منصور علی من لاقاہ۔

استیعاب ج ۳ ص ۴۶۹

سنو حلیہ جنابِ مرتضیٰ کا
جمال و حسن و خوشروئی میں یکسر
نظر جو دور سے چہرہ پہ کرتا
جو کرتا کوئی پاس آکر زیارت
نہ تھے پیش سر پر نور کے بال

حبیب مصطفےٰ شیر خدا کا
یہ تھے ماہ دو ہفتہ کے برابر
وہ گندم گون سمجھتا رنگ انکا
تو پاتا گندمی رنگت میں حمرت
سفید انکے تمامی سر کے تھے بال

لکیریں سر پہ تھیں بالوں کے پیدا ہوں جیسے اُنگلیوں میں خط ہویدا
بغایت خوشنما اُنکے تھے گیسو عجب پیوستہ تھے آپسمیں ابرو
وہ آنکھوں کی سفیدی و سیاہی مکمل حسن وخوبی سے کماہی
کہاں ہوتی ہیں آنکھیں ایسی پیاری بڑی تھیں سرمگیں تھیں اور بھاری
کشادہ دانت تھے ڈاڑھی گھنی تھی وہ ڈاڑھی عرض میں اتنی بڑی تھی
کہ وسطِ ہر دو دوش پاک اُنکا بخوبی اُسکے بالوں سے چھپا تھا
سفیدی ریش پر ایسی نمودار کہ گویا نور کی ہے اُس پہ بوچھار
بسانِ سیم تھی گردن مصفا عریض اُنکی تھی کاندھے اور پہنا
سطبری استخوانِ دوش میں تھی شکم سے آپ کے ظاہر بزرگی
دوگانہ استخوانوں کے مفاصل تھے چکلے چوڑے نظارہ کے قابل
تھے اُن کے استخوانِ دوش ایسے کہ جیسے استخوانِ شیرِ ژیان کے
بہم پیوستہ بازو اور ساعد سطبری عضلۂ بازو میں بیحد
مگر موزون ہے باریکی جہاں پر سو باریکی نمایاں تھی وہاں پر
قوی تھے اُنکے بازو سخت تھے ہاتھ ہتیلی موٹی لیکن نرمی کے ساتھ
وہ عضلہ ساق کا اوپر سے موٹا ذرا بائیں کے جانب کو ہلکا
قریبِ فربہی تھا جسمِ اطہر میانہ قد بدن پر بال اکثر

ہمیشہ تر زبان ہوں اس دعاء سے
خدا راضی ہو اُن سے وہ خدا سے

النجم الثاقب

فی اقضیۃ علی ابن ابی طالب

کتب اہل سنت مثل صحاح ستہ و مستدرک و بیہقی و استیعاب و طبقات ابن سعد و تاریخ الخلفاء سیوطی
وکنز العمال و مسند امام احمد وغیرہ سے ضبط قلم کئے گئے ہیں اور جن جن کتب سے اخذ کیا انکا حوالہ صفحہ بھی

اور عربی عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے اور ہر فیصلے کے ضمن آیات و علیحدہ بتا دئے ہیں

اب یہ کتاب اپنی نوعیت شرعیہ نظائر کا ایک عجیب مجموعہ بن گیا ہے

دیدیا ہے جو آجتک ایسی کتاب نہیں پائی گئی۔ جو آپ کی یادگار رہتی

اب یہ حکام وقت و وکلا پیشہ کے لیے فصل خصومات میں
کافی معین و مددگار ہو گئی ہے

بعہد الملک المؤید سلطان العلوم سلطان الہند الدکن نواب میر عثمان علیخان بہادر دام اقبالہ و جلالہ اللھم انصر و انصر عساکرہ

مصنفہ کتاب ہذا حاجی محمد بن عبداللہ ابن نورالدین غفر اللہ لہ و لہم من تصنیفات مفتاح النجاح شرح ابن حجر و عون الودود شرح ابی داؤد

و قار الاسلام و عطیات سلطانی و عثمان البیان فی سیرۃ النبی آخر الزمان و عجائب البیان فی لغات القرآن السیف المسلول فی تعداد

خطاء الرسول و معدن الاتقیاء فی سیرۃ الانبیاء و عثمان اللغات و احکام الزوجین

عظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن

پتہ مصنف کتاب محلہ مرحوک عقب صدر مین کچہری حیدرآباد دکن مکان ۵۴۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اقضی الناس علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

سب صحابہ میں علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کا بڑا قاضی قضات ہونا

عن عبد اللہ بن مسعود قال ان اقضی اھل المدینۃ علی بن ابی طالب استیعاب ج ۲ صفحہ ۴۶۲

۱ صحابہ میں بڑا حاکم قرآن و حدیث سے فیصلہ کرنیوالا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسٌ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالُوا ابْعَثْ فِينَا مَنْ يُفَقِّهُنَا فِي الدِّينِ وَيُعَلِّمُنَا السُّنَنَ وَيَحْكُمُ فِينَا بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقْ يَا عَلِيُّ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ فَفَقِّهْهُمْ فِي الدِّينِ وَعَلِّمْهُمُ السُّنَنَ وَاحْكُمْ فِيهِمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقُلْتُ إِنَّ أَهْلَ الْيَمَنِ قَوْمٌ طَغَامٌ يَأْتُونِي مِنَ الْقَضَايَا بِمَا لَا عِلْمَ لِي بِهِ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَدْرِي ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَإِنَّ اللّٰهَ سَيَهْدِي قَلْبَكَ وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ فَمَا شَكَكْتُ فِي قَضَاءٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ حَتَّى السَّاعَةِ کنز العمال از ابن جریر جلد ۵ صفحہ ۲۱۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

کچھ اہل یمن آئے۔ اور کہنے لگے کہ ہم میں ایک ایسا شخص روانہ فرمائیے جو ہم کو دینی تعلیم دے۔ اور آپکی سنتوں سے آگاہ کرے اور کتاب اللہ کے موافق احکام جاری کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ اے علی تو یمن کو جا کر ان کو دینی تعلیم دے۔

۲ اور سنن سکھا اور قرآن کے موافق احکام جاری کر۔ میں نے عرض کیا کہ اہل یمن بہت بڑے سرکش ہیں ایسے ایسے سخت اور پیچیدہ مقدمات لیکر آئیں گے۔ کہ مجھ کو ان کا تصفیہ دشوار ہوگا۔ اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مارا اور فرمایا کہ تو جا اللہ تیری زبان کو فصیح اور دل کو کشادہ کردیگا۔ پھر میں کبھی مدعی اور مدعا علیہ کے معاملہ میں کبھی پریشان نہیں ہوا۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعَثْتَنِيْ إِلَى قَوْمٍ هُمْ أَسَنُّ مِنِّيْ وَأَنَا حَدَثٌ لَا أُبْصِرُ الْقَضَاءَ فَوَضَعَ يَدَهٗ وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْ لِسَانَهٗ وَاهْدِ قَلْبَهٗ۔ يَا عَلِيُّ إِذَا جَلَسَ إِلَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِ بَيْنَهُمَا حَتّٰى تَسْمَعَ مِنَ الْآخَرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ تَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ ـ فَمَا أُشْكِلَ عَلَيَّ قَضَاءٌ بَعْدُ ـ

۳ کنز العمال از مستدرک وطبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲

اگر کسی غرض ونیت کیلئے گڑھا کھودا جائے اور کوئی اس میں انسان کی مدد کے سبب سے گر جاوے تو کیا حکم؟

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى قَوْمٍ قَدْ بَنَوْا زُبْيَةً لِلْأَسَدِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ يَتَدَافَعُوْنَ إِذْ سَقَطَ رَجُلٌ فَتَعَلَّقَ بِالْآخَرِ ثُمَّ تَعَلَّقَ رَجُلٌ آخَرُ

حتّٰی صَارُوْا اَرْبَعَۃً فَجَرَحَہُمُ الْاَسَدُ فَانْتَدَبَ لَہٗ رَجُلٌ بِحَرْبَۃٍ فَقَتَلَہٗ وَمَاتُوْا مِنْ جِرَاحَتِہِمْ کُلُّہُمْ فَقَالَ اَوْلِیَاءُ الْمَقْتُوْلِ الْاَوَّلِ اِلٰی اَوْلِیَاءِ الثَّانِیْ فَاَخْرَجُوا السِّلَاحَ لِیَقْتَتِلُوْا فَاَتَاہُمْ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ تِئَۃِ ذٰلِکَ فَقَالَ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقْتَتِلُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ اِنِّیْ اَقْضِیْ بَیْنَکُمْ بِقَضَاءٍ اِنْ رَضِیْتُمْ فَہُوَ الْقَضَاءُ وَاِلَّا حَجَزَ بَعْضُکُمْ عَنْ بَعْضٍ تَاْتُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَکُوْنَ ہُوَ الَّذِیْ یَقْضِیْ بَیْنَکُمْ مِمَّنْ عَدَا بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَا حَقَّ لَہٗ اَجْمِعُوْا مِنْ قَبَائِلِ ہٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ حَضَرُوا الْبِئْرَ رُبُعَ الدِّیَۃِ وَثُلُثَ الدِّیَۃِ وَنِصْفَ الدِّیَۃِ وَالدِّیَۃَ الْکَامِلَۃَ فَلِلْاَوَّلِ الرُّبُعُ الدِّیَۃِ لِاَنَّہٗ ھَلَکَ بِمَنْ فَوْقَہٗ وَلِلثَّانِیْ ثُلُثُ الدِّیَۃِ وَلِلثَّالِثِ نِصْفُ الدِّیَۃِ وَلِلرَّابِعِ الدِّیَۃُ الْکَامِلَۃُ فَاَبَوْا اَنْ یَرْضَوْا فَاَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَہُوَ عِنْدَ مَقَامِ اِبْرَاہِیْمَ فَقَصُّوْا عَلَیْہِ الْقِصَّۃَ فَقَالَ اَنَا اَقْضِیْ بَیْنَکُمْ وَاحْتَبٰی فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اِنَّ عَلِیًّا قَضٰی بَیْنَنَا فَقَصُّوْا عَلَیْہِ فَاَجَازَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْقَضَاءَ کَمَا قَضٰی عَلِیٌّ"۔ کنز العمال ج۵ ص۲۷ از ش حم وابن جریر وصححہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کو بھیجا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھ کو یمن تو بھیج رہے ہیں لیکن میں کم سن اور اہل یمن بڑی بڑی عمر والے ہیں ایسی حالت میں قضاءت کیسی کروں گا۔ پھر آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مار کر فرمایا۔ اے خداوندا تو اس کی زبان کو ثابت رکھ اور دل کو ہدایت دے پھر فرمایا اے علیؓ جب تو مدعی اور مدعی علیہ دونوں کے درمیان فیصلہ کے لئے بیٹھے تو جب تک دونوں کا بیان نہ سن لے فیصلہ ہرگز نہ کرنا۔ جب تو ان دونوں کا بیان سن لیگا تو تجھ پر مقدمہ کی حقیقت ظاہر ہو جائیگی۔ پھر اس وقت فصل خصومات میں نہایت

آسانی ہو جائیگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر مجھ کو آج تک کبھی کسی کے مقدمہ میں شک وشبہ نہیں ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت نے مجھ کو قاضی بنا کر یمن کو بھیجا۔ جب میں یمن کی ایک قوم پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اُن لوگوں نے شیر کے پھانسنے کے لئے ایک گڑا کنواں کھود رکھا تھا۔ اور وہ اوپر سے کھُلا تھا۔ چند آدمی اُس کے اوپر چڑھ کر دیکھنے لگے ایک دوسرے کو ہٹا رہے تھے کہ ایک اتفاق سے گرنے لگا۔ وہ دوسرے کو لپٹ گیا دوسرا تیسرے سے اور تیسرا چوتھے سے۔ اِس طرح چاروں گِر گئے اِن سب کو شیر نے زخمی کر دیا پھر اوپر سے ایک شخص نے اپنا برچھا مار کر شیر کو مار ڈالا۔ اور وہ چاروں شیر کے زخموں سے ہلاک ہو گئے۔ پھر مقتول اول کے ورثاء مقتول ثانی کے ورثاء سے امادہ بجنگ ہوئے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اُن کے قبیلے میں جا کر میں نے کہا کہ تم باہم آپس میں جنگ کرتے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تو زندہ ہیں۔ میں تمہارا فیصلہ نہایت اچھا کر دیتا ہوں اگر تم راضی ہو پس وہ فیصلہ قطعی ہو گا۔ مگر یہ کہ آپس میں تم متفق ہو جاؤ۔ پھر اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی جاؤ تو وہی قطعی فیصلہ قائم رہیگا۔ اور کسی کو مرافعہ کا حق باقی نہ رہیگا۔ وہ یہہ کہ اِن تمام قبائل پر جنہوں نے اِس گڑھے پر ازدہام کیا اُن پر ربع دیت اور ثلث دیت اور نصف دیت اور کامل دیت ہے۔ پہلے شخص کے لئے ربع دیت ہے۔ کیونکہ اُس کو اوپر والے نے ہلاک کیا جو اُس کے اوپر گرا۔ دوسرے کے لئے ثلث دیت۔ اور تیسرے کے لئے نصف دیت اور چوتھے کے لئے کامل دیت ہے۔ اِس فیصلہ کے بعد سب نے نارضامندی ظاہر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ تو آپ مقام ابراہیم بیت اللہ میں تشریف رکھتے تھے۔ اُن لوگوں نے پورے حالات مقدمہ ظاہر کئے آپ نے فرمایا میں تمہارا فیصلہ کر دوں گا۔ جب آپ بیٹھ گئے تو اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے درمیان فیصلہ فرما دیا ہے اور

وہ فیصلہ بیان کر دیا۔ تو آنحضرت ﷺ نے سُنکر میرے ہی فیصلے کو برقرار رکھا۔

۴ لواطت یعنی خلاف فطرت انسانی میں فاعل و مفعول دونوں کی سزا آگ میں جھونکنا

اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ کَتَبَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ اَنَّهٗ وَجَدَ فِیْ بَعْضِ نَوَاحِی الْعَرَبِ رَجُلًا یَنْکِحُ رَجُلًا کَمَا تُنْکَحُ الْمَرْاَةُ فَاسْتَشَارَ الصِّدِّیْقُ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَفِیْهِمْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَکَانَ اَشَدَّهُمْ قَوْلًا فَقَالَ اِنَّ هٰذَا الذَّنْبَ لَمْ تَعْصِ بِهٖ اُمَّةٌ مِّنَ الْاُمَمِ اِلَّا وَاحِدَةٌ فَصَنَعَ اللّٰهُ بِهِمْ مَا قَدْ عَلِمْتُمْ اَرٰی اَنْ یُّحْرَقُوْا بِالنَّارِ فَکَتَبَ اَبُوْ بَکْرٍ اِلٰی خَالِدٍ اَنْ یُّحْرِقُوْا فَحَرَّقَهُمْ ثُمَّ حَرَّقَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَیْرِ فِیْ خِلَافَتِهٖ ثُمَّ حَرَّقَهُمْ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِکِ

الطرق الحکمیہ ص۱۵۱

خالدؓ بن ولید نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو لکھا کہ یہاں بعض مقامات پر مرد مرد سے جماع کرتا ہے جس طرح عورت جماع کی جاتی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے صحابہ سے مشورہ لیا اُن میں حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ آپکا قول سب پر غالب اور اُن کی رائے نہایت مصیب تھی۔ آپنے فرمایا کہ ایسا فعل گناہ امتوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔ سوائے ایک اُمّت (لُوط) کے۔ اور اُن کا جو حشر ہُوا وہ سب کو معلوم ہے اُن کو آگ میں جھونک دینا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق خالد رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا۔ کہ اُن کو آگ میں ڈال دو۔ اُنہوں نے ویسا ہی کیا۔ اُسکے بعد عبداللہؓ بن زبیرؓ نے بھی وہی سزا رکھی۔ اس کے بعد ہشام بن عبدالملک نے بھی وہی طریقہ جاری رکھا کہ لوطیوں کو آگ میں جلا دیا کرتے تھے۔

تحریق الزنادقہ والرافضہ

وَمِنْ ذٰلِکَ تَحْرِیْقُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ الزَّنَادِقَةَ الرَّافِضَةَ وَ

هُوَ يَعْلَمُ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قَتْلِ الْكَافِرِ وَلٰكِنْ رَاٰی اَمْرًا عَظِيْمًا جَعَلَ عُقُوْبَتَهٗ مِنْ اَعْظَمِ الْعُقُوْبَاتِ لِيَزْجُرَ النَّاسَ عَنْ مِثْلِهٖ لِذٰلِكَ

قَالَ شِعْرًا

لَمَّا رَاَيْتُ الْاَمْرَ اَمْرًا مُنْكَرًا اَجَّجْتُ نَارِیْ وَدَعَوْتُ قَنْبَرًا

وَقَنْبَرٌ غُلَامٌ لَهٗ الطرق الحکمیہ ص۱۹ اور اسی طرح حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے زنا دقہ روافضہ کو آگ میں ڈلوایا۔ باوجود سنّت نبوی کے جانتے ہوئے۔ کافر کو قتل کرتے اور لوطی کو آگ میں جھونک دیتے۔ کیونکہ اُن کی رائے عالی میں یہ کفر سے بھی بڑھ کر سخت گناہ ہے۔ اِس لئے اس کی سزا بھی ویسی ہی سخت ہونی چاہئے۔ تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔ اور اس گناہ کے کرنے سے باز رہیں۔

(۶) اگر کوئی عورت اپنی ران کپڑوں پر انڈے کی سفیدی لگا کر زنا کی تہمت لگائے تو تحقیق و حکم کیا

قَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اُتِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِامْرَاَةٍ قَدْ تَعَلَّقَتْ بِشَابٍّ مِنَ الْاَنْصَارِ وَكَانَتْ تَهْوَاهُ وَلَمْ يُسَاعِدْهَا احْتَالَتْ عَلَيْهِ فَاَخَذَتْ بَيْضَةً فَاَلْقَتْ صُفْرَتَهَا وَصَبَّتِ الْبَيَاضَ عَلٰی ثَوْبِهَا وَبَيْنَ فَخِذَيْهَا ثُمَّ جَاءَتْ اِلٰی عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ صَارِخَةً فَقَالَتْ هٰذَا الرَّجُلُ غَلَبَنِیْ عَلٰی نَفْسِیْ وَفَضَحَنِیْ فِیْ اَهْلِیْ وَهٰذَا اَثَرُ فِعَالِهٖ فَسَاَلَ عُمَرُ النِّسَاءَ فَقُلْنَ لَهٗ اِنَّ بِبَدَنِهَا وَثَوْبِهَا اَثَرُ الْمَنِیِّ فَهَمَّ بِعُقُوْبَةِ الشَّابِّ فَجَعَلَ يَسْتَغِيْثُ وَيَقُوْلُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ تَثَبَّتْ فِیْ اَمْرِیْ وَاللّٰهِ مَا اَتَيْتُ فَاحِشَةً وَمَا هَمَمْتُ بِهَا فَلَقَدْ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَفْسِیْ فَاعْتَصَمْتُ فَقَالَ عُمَرُ يَا اَبَا الْحَسَنِ مَا تَرٰی فِیْ اَمْرِهِمَا فَنَظَرَ عَلِیٌّ اِلٰی مَا عَلَی الثَّوْبِ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ حَارٍّ شَدِيْدِ الْغَلَيَانِ فَصَبَّ عَلَی الثَّوْبِ فَجَمَدَ ذٰلِكَ الْبَيَاضُ ثُمَّ اَخَذَهٗ وَاشْتَمَّهٗ

وَدَاوَاهُ فَعَرَفَ طَعْمُ الْبَيْضِ وَزَجَرَ الْمَرْأَةَ فَاعْتَرَفَتْ الطرق الحکمیہ ص۴۷

جعفر بن محمد کا بیان ہے کہ ایک عورت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس فریاد لیکر آئی جو ایک انصاری جوان کی خواہشمند تھی اور اُس پر عاشق تھی لیکن اُس جوان نے اُس عورت کی خواہش پوری نہیں کی۔ تو اس عورت نے ایک مکر و حیلہ کیا کہ ایک انڈا لیکر اُس کی زردی پھینک دی اور سفیدی کو اپنی رانوں اور کپڑوں پر مل دی۔ حضرت عمرؓ سے کہنے لگی کہ فلاں انصاری شخص نے مجھ پر غلبہ پاکر میرے ساتھ زنا بالجبر کیا۔ اور مجھ کو اپنے گھر والوں میں رسوا کیا۔ اُسکی بدکاری کا اثر میرے رانوں اور کپڑوں پر موجود ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (تصدیق کے لئے) عورتوں سے دریافت کیا تو اُنہوں نے (دیکھ کر) کہا کہ واقعی منی کا اثر رانوں پر موجود ہے۔ حضرت عمرؓ نے اُس جوان پر حد شرعی جاری کرنے کا حکم دیا۔ تو اُس جوان نے شور و فریاد کی اور کہا اے امیر المومنین آپ تحقیق فرمائیے قسم ہے اللہ کی کہ میں نے کوئی برا کام نہیں کیا۔ اور نہ اُس کے ساتھ زنا کیا ہے۔ اس عورت نے مجھ پر افترا پردازی کی ہے۔ اُس وقت حضرت عمرؓ نے حضرت ابو الحسن علی ؓ بن ابی طالب سے فرمایا کہ آپکی اِن دونوں کے مقدمہ میں کیا رائے ہے۔ آپ نے اُس سفیدی پر جو کپڑے پر لگی ہوئی تھی غور فرما کر دیکھا۔ اور کچھ سوچ کر آپ نے کھولتا ہوا گرم پانی منگا کر اُس کپڑے پر ڈالدیا۔ تو اُس انڈے کی سفیدی جم کر سخت ہوگئی۔ پھر آپ نے اُس کو سونگھا۔ اور مزا چکھا تو انڈا ثابت ہوا۔ تو آپ نے اُس عورت کو خوب ڈانٹ کر اصلی حقیقت دریافت کی تو اُس نے اقرار کر لیا کہ میں نے یہ مکر و حیلہ کی تھی۔ (عدل و انصاف کی یہی شان ہے۔)

۷) چند اشخاص کا مل کر سفر کرنا ایک کا مع مال معدوم ہونا اسکی تحقیق و حکم۔

وَقَالَ الْاَصْبَغُ بْنُ نَبَاتَةَ اَنَّ شَابًّا شَكٰى اِلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَفَرًا فَقَالَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ خَرَجُوْا مَعَ اَبِيْ فِيْ سَفَرٍ فَعَادُوْا وَلَمْ يَعُدْ اَبِيْ فَسَاَلْتُهُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا

مَاتَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ مَالِهِ فَقَالُوْا مَا تَرَكَ شَيْئًا وَ كَانَ مَعَهُ مَالٌ كَثِيْرٌ وَ تَرَافَعْنَا اِلٰى شُرَيْحٍ فَاسْتَحْلَفَهُمْ وَ خَلّٰى سَبِيْلَهُمْ فَدَعَا عَلِيٌّ بِالشُّرَطِ فَوَكَّلَ بِكُلِّ رَجُلٍ رَجُلَيْنِ وَ اَوْصَاهُمْ اَنْ لَا يُمَكِّنُوْا بَعْضَهُمْ اَنْ يَدْنُوْا مِنْ بَعْضٍ وَ لَا يُمَكِّنُوْا اَحَدًا يُكَلِّمُهُمْ وَ دَعَا كَاتِبَهُ وَ دَعَا اَحَدَهُمْ فَقَالَ اَخْبِرْنِيْ اَنَّ اَبِيْهِ هٰذَا الْفَتٰى اَيُّ يَوْمٍ خَرَجَ مَعَكُمْ وَ فِيْ اَيِّ مَنْزِلٍ نَزَلْتُمْ وَ كَيْفَ كَانَ مَسِيْرُكُمْ وَ بِاَيِّ عِلَّةٍ مَاتَ وَ كَيْفَ اُصِيْبَ بِمَالِهِ وَ سَالَهُ عَنْ غُسْلِهِ وَ دَفْنِهِ وَ مَنْ تَوَلَّى الصَّلٰوةَ عَلَيْهِ وَ اَيْنَ دُفِنَ وَ نَحْوَ ذٰلِكَ وَ الْكَاتِبُ يَكْتُبُ وَ كَبَّرَ عَلِيٌّ وَ كَبَّرَ الْحَاضِرُوْنَ وَ الْمُتَّهَمُوْنَ لَا عِلْمَ لَهُمْ اِلَّا اَنَّهُمْ ظَنُّوْا اَنَّ صَاحِبَهُمْ قَدْ اَقَرَّ عَلَيْهِمْ ثُمَّ دَعَا اٰخَرَ بَعْدَ اَنْ غَيَّبَ الْاَوَّلَ عَنْ مَجْلِسِهِ فَسَاَلَهُ كَمَا سَاَلَ صَاحِبَهُ ثُمَّ الْاٰخَرَ كَذٰلِكَ حَتّٰى عَرَفَ مَا عِنْدَ الْجَمِيْعِ فَوَجَدَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يُخْبِرُ بِضِدِّ مَا اَخْبَرَ بِهِ صَاحِبُهُ ثُمَّ اَمَرَ بِرَدِّ الْاَوَّلِ فَقَالَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْتُ عِنَادَكَ وَ كِذْبَكَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ اَصْحَابِكَ وَ مَا يُنْجِيْكَ مِنَ الْعُقُوْبَةِ اِلَّا الصِّدْقُ ثُمَّ اَمَرَ بِهِ اِلَى السِّجْنِ فَكَبَّرَ وَ كَبَّرَ مَعَهُ الْحَاضِرُوْنَ فَلَمَّا اَبْصَرَ الْقَوْمُ الْحَالَ لَمْ يَشُكُّوْا اَنَّ صَاحِبَهُمْ اَقَرَّ عَلَيْهِمْ فَدَعَا اٰخَرَ مِنْهُمْ فَهَدَّدَهُ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اللّٰهِ كُنْتُ كَارِهًا لِمَا صَنَعُوْا ثُمَّ دَعَا الْجَمِيْعَ فَاَقَرُّوْا بِالْقِصَّةِ وَ اسْتَدْعَى الَّذِيْ فِي السِّجْنِ وَ قِيْلَ لَهُ قَدْ اَقَرَّ صَاحِبُكَ وَ لَا يُنْجِيْكَ سِوَى الصِّدْقِ فَاَقَرَّ بِكُلِّ مَا اَقَرَّ بِهِ الْقَوْمُ فَاَغْرَمَهُمُ الْمَالَ وَ اَقَادَ مِنْهُمْ بِالْقَتِيْلِ۔ طرق الحکمیہ

اصبغ بن نباتہ بیان کرتا ہے کہ ایک نوجوان شخص چند آدمیوں کی شکایت لیکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ یہ لوگ میرے باپ کو ہمراہ لیکر سفر کو گئے۔ مگر یہ سب واپس آگئے اور میرا باپ نہیں آیا۔ جب اُن سے دریافت کرتا ہوں تو یہ کہتے ہیں کہ وہ تو مر گیا ہے۔ اور جب اُس کے مال سے دریافت کرتا ہوں تو کہتے ہیں کہ مال تو کچھ

بھی نہیں چھوڑا حالانکہ وہ بہت سا مال لیکر گیا تھا۔ اور جب ہم قاضی شریح کے پاس گئے تو اُس نے اُن کو حلف دیکر رخصت کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن لوگوں کو کوتوال کے حوالے کر دیا۔ اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ رکھنے کا حکم دیا۔ کہ تاکہ آپس میں بات چیت نہ کرنے پائیں۔ اور کاتب کو حکم دیئے کہ تو بیانات لکھتے جا۔ پھر ایک ملزم سے دریافت کئے کہ کون سے دن یہاں سے سفر کو روانہ ہوئے اور پہلی منزل کہاں گئے۔ اور تم کس طرح سفر میں رہے اور وہ کس بیماری سے مرا۔ اور اُس کا مال کہاں ہے۔ اور اُسکو غسل کس نے دیا۔ اور کس طرح اُس کا کفن دفن کئے۔ اور کس نے اُس پر نماز پڑھی اور کہاں اُس کو دفن کیا ہے۔ اور اِس کے مثل کئی سوال اُس سے کئے جن کو کاتب لکھتا جاتا تھا۔ پھر ایک مرتبہ با آواز بلند اللہ اکبر کہا اور حاضرین نے بھی با آواز بلند اللہ اکبر کہا باقی ملزمین کو کچھ خبر نہیں تھی کہ کیا ہو رہا ہے۔ مگر اُن کو گمان یہ ضرور ہوا کہ اُن کے رفیق نے اقرار کر لیا ہے۔ اُس کو رخصت کر کے دوسرے کو طلب کیا اور فرمایا تیری دشمنی معلوم ہو گئی اب تجھ کو بجز سزا کے کوئی چارہ نہیں۔ مگر صحیح اور سچ کہدے پھر حکم دیا اس کو قید خانہ لیجاؤ دوسرے کو طلب فرمایا اور اسی طرح اُس کے بھی بیانات لئے گئے۔ پھر ایک مرتبہ مع حاضرین کے اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی۔ جس سے اُن لوگوں کو یقین ہو گیا کہ ہمارے ساتھیوں نے اقرار کر لیا ہے۔ اور جو سب کے آخر طلب کیا گیا تھا اُس کو سخت ڈانٹا وہ کہنے لگا اے امیرالمومنین میں اس امر کو نہایت ناپسند کرتا تھا جبکہ اُنہوں نے کیا ہے پھر سب سے دریافت کیا۔ تو سب نے اقرار کر لیا۔ اور جو پہلے قید خانہ کو گیا تھا اُس نے بھی آکر اقرار کر لیا۔ اسی طرح سب کا اقرار نامہ ہو گیا۔ تو اُن پر جان و مال کے تاوان کا حکم صادر فرمایا۔

(۸) اگر سر پر چوٹ لگانے سے بصارت جاتی رہے تو کیا۔

اِدَّعٰی رَجُلٌ ضَرَبَ رَجُلًا عَلٰی ھَامَتِہٖ اَنَّہٗ زَالَ بَصَرُہٗ وَشَمُّہٗ وَاَقْضٰی عَلِیٌّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

المضروب ادعی علی انہ اخرس و امر ان یخرج لسانہ و ینخس بابرۃ فان خرج الدم احمر فھو صحیح اللسان و ان خرج اسود فھو اخرس۔

ایک شخص نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اُسنے میرے سر پر مارا ہے جس سے میری قوت بصارت وشامہ جاتی رہی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ فرمایا مضروب علیہ کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ گونگا ہوگیا ہے۔ بات چیت نہیں کرسکتا۔ اُس کی زبان کا سُوئی سے خون نکالا جائے۔ اگر خون سُرخ ہے تو وہ صحیح سلامت ہے۔ اگر خون سیاہ ہے تو وہ گونگا ہے۔

۹ اگر کفار کے ہاتھ سے مسلمان قیدی بھاگ جائے تو کیا

وقال اصبغ بن نباتہ قیل لعلی رضی اللہ عنہ فی فداء اسیر المسلمون من ایدی المشرکین فقال فادوہ ومنھم من کان تجراحاتہ بین یدیہ دون من کان من ورائہ فانہ فار۔

کفار کے ہاتھ سے مسلمان قیدی چھوٹ جاوے تو اگر سامنے زخم ہیں تو اُس کو چھوڑ دو۔ اگر پشت پر زخم ہیں تو وہ مفرور ہے۔

۱۰ اگر حد شرعی میں مر جائے تو تاوان نفس نہیں

عن علی رضی اللہ عنہ قال من مات فی حد فانما قتلہ الحد ولا عقل لہ مات فی حد من حدود اللہ عز وجل۔ کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۴۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جو شخص حد میں مرا اُس کا تاوان نفس نہیں ہے۔ کیونکہ وہ حدود اللہ عز وجل میں مرا ہے۔

۱۱ ایک شخص نے وصیّت کی کہ یہ ایکہزار درہم جسقدر تم کو پسند ہو وہ خیرات کر دے اُسنے نوسو رکھ لیا ایکسو خیرات کیا بصورت نزاع کیا

قَالَ وَاَوْصٰی رَجُلٌ اِلٰی اٰخَرَ اَنْ یَّتَصَدَّقَ عَنْهُ مِنْ هٰذِهِ الْاَلْفِ دِیْنَارٍ بِمَا اَحَبَّ فَتَصَدَّقَ بِعُشْرِهَا وَاَمْسَکَ الْبَاقِیْ فَخَاصَمُوْهُ اِلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَالُوْا تَاْخُذُ النِّصْفَ وَتُعْطِیْنَا النِّصْفَ فَقَالَ لَا اَنْصَفُوْکَ قَالَ اِنَّهٗ قَالَ لِیْ اَخْرِجْ مِنْهَا مَا اَحْبَبْتَ قَالَ فَاَخْرِجْ عَنِ الرَّجُلِ تِسْعَمِائَةٍ وَالْبَاقِیْ لَکَ قَالَ وَکَیْفَ ذَاکَ قَالَ لِاَنَّ الرَّجُلَ اَمَرَکَ اَنْ تُخْرِجَ مَا اَحْبَبْتَ وَقَدْ اَحْبَبْتَ التِّسْعَمِائَةَ فَاَخْرِجْهَا۔

ایک شخص نے دوسرے کو وصیت کی کہ یہ ایک ہزار دینار لیکر جس قدر تجھ کو پسند ہو وہ خیرات کردے باقی خود لیلے۔ اُس نے اُس کا دسواں حصہ ایک سو دینار خیرات کئے اور نوسو دینار خود رکھ لئے۔ خیرات خوروں نے کہا آدھا ہم کو دے اور آدھا تو لے لے اُس نے نہیں مانا۔ آخر فریاد حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے پاس لیکر آئے۔ آپ نے فرمایا کہ اُن لوگوں نے تیرے ساتھ انصاف کا برتاؤ کیا کہ آدھا مانگا۔ اور آدھا تجھ کو چھوڑ دیا۔ اس پر اُس شخص نے کہا کہ موصی نے مجھے یہ وصیت کی کہ اس میں سے جتنا تجھ کو پسند ہو خیرات کرکے باقی کا تو لیلے۔ یہ سُنکر حضرت علیؓ نے فرمایا تمکو نوسو دینار خیرات کردینا چاہیئے اُس نے کہا یہ کیونکر۔ آپ نے فرمایا کہ موصی کی وصیت یہ تھی کہ اس میں سے جتنا تجھ کو پسند ہو خیرات کردے تو تو نے نوسو دینار پسند کئے اس لئے ایک سو رکھ کر نوسو خیرات کردے

دو شخصوں نے ایک غلام بنا کر فروخت کر دیا پھر دونوں فرار ہوگئے تو کیا۔

عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ رَجُلَیْنِ حُرَّیْنِ یَبِیْعُ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ عَلٰی اَنَّهٗ

عَبْدٌ ثُمَّ یَفِرُّ بَانِ مِنْ بَلَدٍ اِلٰی بَلَدٍ یَقْطَعُ اَیْدِیْھِمَا لِاَنَّھُمَا سَارِقَانِ لِاَنْفُسِھِمَا وَ لِاَمْوَالِ النَّاسِ (الطریق الحکمیہ صہ۴۹)

۱۳ ## عاریت کے مال میں تصرف بیجا اور انکار کرنا

فائدہ - و لھذا جاءت السنة بقطع جاحد العاریة -

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو شخصوں کا بہتر فیصلہ فرمایا۔ جو دونوں باوجود محرا ور آزاد تھے غلام نہیں تھے۔ مگر ایک اُن میں سے اپنے دوسرے ساتھی کو اپنا غلام باور کرا کے فروخت کر دیا کرتا تھا۔ پھر وہاں سے دوسرے ملک کو دونوں فرار ہو جایا کرتے تھے۔ آپ نے اُن دونوں کے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا۔ اِس لئے کہ وہ چور کا حکم رکھتے تھے۔ ایک تو دھوکا دیکر اپنے آپ کو بیچ ڈالتے تھے۔ اور دوسرا یہ کہ لوگوں کا مال لیکے فرار ہو جاتے تھے

۱۴ ## شب زفاف میں دولہن نے اپنے یار کو اندر بلا لیا شوہر نے اُسکو قتل کر ڈالا پھر دولہن نے اپنے شوہر کو قتل کر ڈالا

وَ قَضٰی عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ اِمْرَاَۃٍ تَزَوَّجَتْ فَلَمَّا کَانَ لَیْلَۃَ زُفَافِھَا اَدْخَلَتْ صَدِیْقَھَا الْحَجَلَۃَ سِرًّا وَ جَاءَ الزَّوْجُ فَدَخَلَ الْحَجَلَۃَ فَوَثَبَ اِلَیْہِ الصَّدِیْقُ فَاقْتَتَلَا فَقَتَلَ الزَّوْجُ الصَّدِیْقَ فَقَامَتْ اِلَیْہِ الْمَرْاَۃُ فَقَتَلَتْہُ فَقَضٰی بِدِیَۃِ الصَّدِیْقِ عَلَی الْمَرْاَۃِ ثُمَّ قَتَلَھَا بِالزَّوْجِ ۔ وَ اِنَّمَا قَضٰی بِدِیَۃِ الصَّدِیْقِ عَلَیْھَا لِاَنَّھَا ھِیَ الَّتِیْ عَرَضَتْہُ لِقَتْلِ الزَّوْجِ لَہٗ فَکَانَتِ الْمُتَسَبِّبَۃُ اِلٰی قَتْلِہٖ وَ کَانَتْ بِالضَّمَانِ مِنَ الزَّوْجِ الْمُبَاشِرِ لِاَنَّ الْمُبَاشِرَ قَتَلَہٗ قَتْلًا مَاْذُوْنًا فِیْہِ دَفْعًا مِنْ حُرْمَتِہٖ فَھٰذَا مِنْ اَحْسَنِ الْقَضَاءِ الَّذِیْ لَا یَھْتَدِیْ اِلَیْہِ کَثِیْرٌ مِنَ الْفُقَھَاءِ وَ ھُوَ الصَّوَابُ ۔ الطرق الحکمیہ صہ۵

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ۔ ایک عورت نے شادی کی جب شب زفاف آئی تو اُس عورت نے اپنے یار کو اپنے پلنگ پر پوشیدہ بلا لیا۔ اور جب شوہر اُس کے پلنگ پر آیا تو اُس کے یار نے اُس کے شوہر پر حملہ کیا دونوں میں لڑائی ہوئی تو شوہر نے یار کو قتل کر ڈالا پھر یہ عورت اُٹھ کھڑی ہوئی اور شوہر پر حملہ کر کے اُس کو مار ڈالی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ پہلے تو وہ عورت یار کا خونبہا ادا کرے پھر وہ شوہر کے قصاص میں قتل کی جائے۔ کیونکہ اُس نے یار کو پوشیدہ شوہر کے قتل کے لئے بلایا تھا۔ یہی اُس یار کے قتل کی مسبّب ہے۔ اور یہ عورت شوہر کے جانب سے ذمہ دار تھی۔ کہ اُس کو آنے نہ دیتی۔ اور یار کو شوہر نے جو قتل کیا ہے تو وہ ماذون فیہ تھا۔ حق زوجیت میں۔ اور شوہر کا قتل کرنا یار کو بحیثیت ماذون فیہ نہ ہونے کے اور دفعہ حرمت زوجہ کے ہے۔ یہ نہایت بہتر فیصلہ ہے جو ہر ایک حاکم قاضی کو یاد رکھنا چاہئے۔

۱۵ ایک شخص بھاگ رہا تھا دوسرے نے پکڑا تیسرے نے قتل کر ڈالا تو کیا

قضی علی فی رجل فرّ من رجل یرید قتلہ فامسکہ لہ اٰخر حتی ادرکہ فقتلہ و بقربہ رجل ینظر الیہما و ھو یقدر علی تخلیصہ فوقف ینظر الیہ قتلہ قضی ان یقتل القاتل و یحبس الممسک حتی یموت و تفقاء عین الناظر الذی وقف ینظر و لم ینکر۔ فذھب الامام احمد و غیرہ من اھل العلم الی القول بذالک الا فی فقاء عین الناظر الطریق الحکمیۃ۔

اور حضرت امیر علیہ السلام کا فیصلہ وہ یہ کہ ایک شخص بھاگ رہا تھا۔ دوسرا اُس کو قتل کرنا چاہتا تھا تیسرے نے مفرور کو پکڑ کر قاتل کے حوالے کر دیا۔ قاتل نے قابو پا کر اسکو قتل کر ڈالا۔ اُن کے قریب اور ایک تیسرا شخص دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ گو کہ یہ مقتول کو چھڑا سکتا تھا۔ مگر نہیں چھوڑایا اور نہ قاتل کو روکا۔ حضرت نے یہ فیصلہ فرمایا۔ کہ قاتل کو

قصاص میں قتل کر دیا جائے اور پکڑنے والے کو حبس دوام کی سزا دی جائے اور دیکھنے والے کی دونوں آنکھیں پھوڑ دی جائیں کہ باوجود قدرت کے دیکھ کر خاموش رہا۔ اور مقتول کی مدد نہیں کی اور قاتل کو نہیں روکا۔ اس فیصلہ میں امام احمدؒ متفق ہیں مگر ناظر کی آنکھ نکالنے میں نہیں۔

۱۶ ایک مرد نے اپنی عورت کی فرج کاٹ دی جس سے وہ بیکار ہو گئی

وَقَضٰی اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فِیْ رَجُلٍ قَطَعَ فَرْجَ امْرَاَۃٍ اَنْ یُّؤْخَذَ مِنْہُ دِیَۃَ الْفَرْجِ وَیُجْبِرُ عَلٰی اِمْسَاکِہَا حَتّٰی یَمُوْتَ وَاِنْ طَلَّقَہَا اَنْفَقَ عَلَیْہَا فَلِلّٰہِ مَا اَحْسَنَ ہٰذَا الْقَضَاءُ وَاَقْرَبُہٗ مِنَ الصَّوَابِ وَاَمَّا الْفَرْجُ فَفِیْہِ الدِّیَۃُ الْکَامِلَۃُ اِتِّفَاقًا وَاَمَّا اِنْفَاقُہٗ عَلَیْہَا وَاِنْ طَلَّقَہَا فَلِاَنَّہٗ اَفْسَدَہَا عَلَی الْاَزْوَاجِ الَّذِیْنَ یَقُوْمُوْنَ بِنَفَقَتِہَا وَمَصَالِحِہَا فَسَادًا لَا یَعُوْدُ۔ وَاَمَّا اِجْبَارُہٗ عَلٰی اِمْسَاکِہَا فَمُعَاقِبَۃٌ لَہٗ بِنَقِیْضِ قَصْدِہٖ فَاِنَّہٗ قَصَدَ التَّخَلُّصَ مِنْہَا بِاَمْرٍ مُحَرَّمٍ وَقَدْ کَانَ یُمْکِنُہُ التَّخَلُّصُ بِالطَّلَاقِ وَالْخُلْعِ نَعْدِلُ مِنْ ذٰلِکَ اِلٰی ہٰذِہِ الْمَسْئَلَۃِ الْقَبِیْحَۃِ وَقَدْ کَانَ جَزَاؤُہٗ اَنْ یَلْزَمَ بِاِمْسَاکِہَا اِلَی الْمَوْتِ ایضاً ص۵۲

حضرت امیر علیہ السلام کا فیصلہ۔ ایک شخص نے اپنی عورت کی شرمگاہ کو کاٹ ڈالا حکم ہوا کہ شوہر شرمگاہ کو کاٹنے کی وجہ سے دیت ادا کرے اور تاحیات اس عورت کو پاس رکھنے اور نفقہ دینے پر مجبور کیا جائے۔ یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ واللہ کیا بہترین فیصلہ ہے جو قریب از عقل و ثواب ہے۔ کیونکہ سب کے نزدیک شرمگاہ کے قطع میں دیت ہے اور ہمیشہ تادم حیات اُس عورت کو پکڑ رکھنے اور مکان سکونت اور نان نفقہ دینے پر مجبور کیا جائے۔ اگرچہ اُس کو طلاق بھی دے دے اس لئے کہ غیر کے کام کی نہیں رہی۔ اگر ایسا نہ کرتا تو وہ دوسرا شوہر کر سکتی تھی اب وہ دوسرے کے قابل نہیں رہی۔ ایک امر ناجائز و حرام پر عورت کو مجبور کیا۔ ممکن تھا کہ طلاق یا خلع سے خلاصی

حاصل کرلیتی اب اُس کی یہی سزا ہے کہ تادمِ حیات اُس عورت کو نان نفقہ اور مکان سکونتی دے۔

۱۷ ایک لڑکا دو سر دو صدر ایک دھڑ کا پیدا ہوا اسکی میراث کا کیا حکم۔

وَقَضٰی عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ وَلَہٗ رَاْسَانِ وَصَدْرَانِ فِیْ حَقْوٍ وَّاحِدٍ فَقَالُوْا لَہٗ اَیُوْرِثُ مِیْرَاثَ اِثْنَیْنِ اَمْ مِیْرَاثَ وَاحِدٍ فَقَالَ یُتْرَکُ حَتّٰی یَنَامُ ثُمَّ یُصَاحُ بِہٖ فَاِنِ انْتَبِہَا جَمِیْعًا کَانَ لَہٗ مِیْرَاثٌ وَاحِدٌ وَاِنْ اِنْتَبَہَ وَاحِدٌ وَبَقِیَ الْاٰخَرُ کَانَ لَہٗ مِیْرَاثُ اِثْنَیْنِ۔ الطرق الحکمیہ

حضرت علیؓ بن ابی طالب کا تصفیہ میراث ایک ایسے مولود میں جس کے دو سر اور دو سینے ہوں مگر نیچے کا دھڑ ایک ہو۔ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آیا دونوں دو کا ترکہ پائیں گے یا ایک کا۔ آپ نے فرمایا اُن کو چھوڑ دو۔ یہاں تک کہ سو جائیں پھر دیکھو کہ اگر سانس دونوں سروں سے برابر آتی ہے تو دو کا حصہ پائیں گے اور اگر ایک ہی سر سے سانس آتی ہے اور دوسرے سے نہیں تو ایک کا حصہ پائیگا۔

۱۸ ایک شخص کے دو سر دو منہ چار آنکھیں چار ہاتھ چار پاؤں دو ذکر دو دبر ہیں میراث کا کیا حکم

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ اُتِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِاِنْسَانٍ لَہٗ رَاْسَانِ وَفَمَانِ وَاَرْبَعُ اَعْیُنٍ وَّاَرْبَعُ اَیْدٍ وَّاَرْبَعُ اَرْجُلٍ وَّاِحْلِیْلَانِ وَدُبُرَانِ فَقَالُوْا کَیْفَ یَرِثُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَدَعٰی بِعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَالَ فِیْہِمَا قَضِیَّتَانِ اِحْدٰھُمَا یُنْظَرُ اِذَا نَامَ فَاِنْ غَطَّ غَطِیْطَ وَاحِدٍ فَنَفْسٌ وَّاحِدٌ وَّاِنْ غَطَّ مِنْ کُلٍّ مِّنْہُمَا فَنَفْسَانِ وَاَمَّا الْقَضِیَّۃُ الْاُخْرٰی فَیُطْعَمَانِ وَیُسْقِیَانِ فَاِنْ بَالَ مِنْہُمَا جَمِیْعًا فَنَفْسٌ وَّاحِدَۃٌ وَاِنْ

بَالَ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَةٍ وَتَغَوَّطَ مِنْ وَاحِدٍ عَلَى حِدَةٍ فَنَفْسَانِ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ طَلَبَا النِّكَاحَ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَكُوْنُ فَرْجٌ فِيْ فَرْجٍ وَعَيْنٌ تَنْظُرُ ثُمَّ قَالَ اَمَّا اِذَا قَدْ حَدَثَ فِيْهِمَا الشَّهْوَةُ فَاِنَّهُمَا سَيَمُوْتَانِ جَمِيْعًا سَرِيْعًا فَمَا لَبِثَا اَنْ مَاتَا وَبَيْنَهُمَا سَاعَةٌ اَوْ نَحْوُهَا۔ الطرق الحکمیہ صـ۵۲۔

ابی سلمہ بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسا آدمی لایا گیا کہ اُس کے دو سر اور دو منہ اور چار آنکھیں اور چار ہاتھ اور چار پاؤں اور دو ذکر اور دو شرمگاہ تھے۔ سب نے آپ سے دریافت کیا کہ اُن کے لئے میراث کا کیا حکم ہے دو کا یا ایک کا ترکہ۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کے دو فیصلے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب کہ یہ سو جائیں تو دیکھیں کہ دونوں سروں کے منہ سے سانس لیتے ہیں یا ایک سے اور نیند میں خراٹے ایک منہ سے لیتے ہیں یا دو سے پس اگر ایک سر کے منہ سے سانس آتی جاتی ہے اور ایک ہی منہ سے خراٹے لیتا ہے تو ایک ہے۔ اور اگر دونوں سے سانس بھی لیتا ہے اور خراٹے بھی تو دو ہیں۔ دوسرا فیصلہ یہ ہے کہ کھانے پینے کے بعد اگر پیشاب دونوں میں سے یکساں مل کر نکلے تو ایک ہے اور اگر ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ مختلف طور سے نکلے تو دو ہیں۔ پھر ان میں جماع کی شہوت پیدا ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ایک تو عورت سے ہمبستر ہوا اور دوسرا آنکھوں سے دیکھتا رہے یہ نا جائز ہے۔ پھر فرمایا کہ جب شہوت اِن پر غالب ہوگی تو یہ دونوں فوراً مر جائینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا کہ تھوڑی دیر کے بعد دونوں مر گئے۔ فائدہ یہ آپ کی کمال فراست ہے۔

۱۹ اگر عورت اپنے نفس کی ہلاکت کی وجہ سے زنا کرائے تو کیا۔

وَمِنْ ذٰلِكَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اُتِيَ بِامْرَأَةٍ زَنَتْ فَاَقَرَّتْ

فَاَمَرَ بِرَجْمِهَا فَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَعَلَّ بِهَا عُذْرًا ثُمَّ قَالَ لَهَا مَا حَمَلَكِ
عَلَى الزِّنَا قَالَتْ كَانَ لِی خَلِيْطٌ وَ فِی اِبِلِهٖ مَاءٌ وَ لَبَنٌ وَلَمْ يَكُنْ فِی اِبِلِی مَاءٌ وَ
لَا لَبَنٌ فَظَمِئْتُ فَاسْتَسْقَيْتُهٗ فَاَبٰى اَنْ يَسْقِيَنِیْ حَتّٰى اُعْطِيَهٗ نَفْسِیْ فَاَبَيْتُ
عَلَيْهِ ثَلَاثًا فَلَمَّا ظَمِئْتُ وَظَنَنْتُ اَنَّ نَفْسِیْ سَتَخْرُجُ اَعْطَيْتُهُ الَّذِیْ اَرَادَ
فَسَقَانِیْ فَقَالَ عَلِیٌّ اَللّٰہُ اَكْبَرُ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ
عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ - طرق -

اور انہی میں سے ایک اور فیصلہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسی عورت لائی گئی جس نے زنا کرایا تھا۔ اور اُس نے حضرت عمر کے سامنے اقرارِ زنا بھی کرلیا۔ اور حضرت عمر نے اُس کو سنگسار کرنے کا حکم بھی دیدیا۔ مگر حضرت علی رض نے فرمایا شاید اس کو کسی عذر کی وجہ سے مجبوری لاحق ہُوئی ہو۔ آپ نے اُس عورت سے پوچھا کہ تجھ کو کس امر نے اس زنا پر مجبور کیا۔ اُس نے کہا میرے ساتھ ایک خلیط یعنی مل کر اونٹوں کو چرایا کرتے تھے۔ اُسکے اونٹوں میں دُودھ اور پانی تھا۔ اور میرے اونٹوں میں نہ دودھ تھا نہ پانی تھا۔ جب میں بہت پیاسی ہُوئی تو اُس سے پانی طلب کی تو اُس نے انکار کردیا۔ اور کہا۔ کہ اگر تو اپنے نفس پر مجھے قابو دے تو میں دونگا ورنہ نہیں تو میں نے انکار کردیا۔ اِسی طرح تین مرتبہ میں نے اُس سے پانی مانگا۔ اور وہ اِس شرط پر انکار کرتا رہا۔ جب مجھ پر پیاس بہت غالب ہُوئی اور مجھے یقین ہوگیا کہ میری جان اب پیاس سے نکل جائیگی۔ تو میں (جان بچانے کے لئے) مجبوراً راضی ہوگئی۔ جب اُس نے اپنا ارادہ پورا کرلیا تو مجھ کو پانی دیا۔ حضرت علی رض نے (اُس شخص کی سنگ دلی پر تعجب کرکے) اللہ اکبر فرما کر یہ آیت تلاوت کی۔ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی جو شخص سخت مضطر ہو مگر باغی اور حد سے گذرنے والا نہ ہو۔ تو اُس پر کوئی گناہ نہیں (اگر اُس سے کوئی گناہ ہوجائے) بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

۲۰ اگر عورت بھوک اور پیاس سے مضطر ہو کے زنا کرائے تو گناہ نہیں

وَفِي السُّنَنِ الْبَيْهَقِي عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ أُتِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِامْرَأَةٍ جَهَدَهَا الْعَطَشُ فَمَرَّتْ عَلٰى رَاعٍ فَاسْتَسْقَتْ فَأَبٰى أَنْ يَسْقِيَهَا إِلَّا أَنْ تُمَكِّنَهُ مِنْ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ فَشَاوَرَ النَّاسَ فِي رَجْمِهَا فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰذِهٖ مُضْطَرَّةٌ أَرٰى أَنْ يُخَلِّيَ سَبِيْلَهَا۔

فائدہ والعمل على هذا لو اضطرت المرأة الى طعام او شراب عند رجل فمنعها الا بنفسها وخافت الهلاك فمكنته من نفسها فلاحد عليها حكمها حكم المكرهة على الزناء والمكرهة لاحد عليها۔ الطرق الحكميه صہ۵۳

سُنن بیہقی میں ابی عبدالرحمان سلمی سے ایک روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مقدمہ زنا کا آیا۔ ایک عورت پر پیاس نے غلبہ کیا وہ مضطر ہو کے ایک چرواہے کے پاس جا کر پانی طلب کی۔ چرواہے نے انکار کر کے کہا جبتک تو اپنا نفس مجھ کو نہ دے میں پانی نہیں دونگا۔ آخر مجبور ہو کر اپنا نفس چرواہے کو دیکر پانی اُس سے لیکر پی حضرت عمرؓ نے صحابہ سے سنگسار کرنے کے بارے میں مشورہ لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اس کے لیئے سنگسار نہیں۔ اس لیئے کہ یہ مضطرہ تھی۔ جو پیاس سے بیچین و بیقرار ہو کر اپنا نفس اُس کے حوالہ کی۔ اُس عورت کو چھوڑ دیا۔

فائدہ ۔ علماء کا یہی عمل ہے کہ مضطرہ زانیہ پر رجم نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مکرہ ہے اور مکرہ پر حد نہیں ہے۔

۲۱ اگر مقتول پر غیر قاتل مع خون آلودہ آلہ قتل پایا جاوے تو کیا

وَمِنْ قَضَايَا عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ أُتِيَ بِرَجُلٍ وُجِدَ فِي خَرِبَةٍ بِيَدِهٖ

سِكِّيْنٌ مُتَلَطِّخٌ بِدَمٍ وَّبَيْنَ يَدَيْهِ قَتِيْلٌ يَتَشَحَّطُ فِيْ دَمِهٖ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ أَنَا
قَتَلْتُهٗ قَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ فَاقْتُلُوْهُ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ أَقْبَلَ رَجُلٌ مُسْرِعًا
فَقَالَ يَا قَوْمِ لَا تَعْجَلُوْا وَرُدُّوْهُ إِلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَدُّوْهُ فَقَالَ
الرَّجُلُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا هٰذَا صَاحِبُهٗ أَنَا قَتَلْتُهٗ فَقَالَ عَلِيٌّ لِلْأَوَّلِ
مَا حَمَلَكَ عَلٰى أَنْ قُلْتَ أَنَا قَتَلْتُهٗ قَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَا أَسْتَطِيْعُ
أَنْ أَصْنَعَ وَقَدْ وَقَفَ الْعَسَسُ عَلَى الرَّجُلِ يَتَشَحَّطُ فِيْ دَمِهٖ وَأَنَا وَاقِفٌ
وَفِيْ يَدِيْ سِكِّيْنٌ وَفِيْهَا أَثَرُ الدَّمِ وَقَدْ أُخِذْتُ فِيْ خَرِبَةٍ فَخِفْتُ
أَنْ لَا يُقْبَلَ مِنِّيْ وَأَنْ يَكُوْنَ قَسَامَةٌ فَاعْتَرَفْتُ بِمَا لَمْ أَصْنَعْ وَاحْتَسَبْتُ
نَفْسِيْ عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ عَلِيٌّ بِئْسَمَا صَنَعْتَ فَكَيْفَ كَانَ حَدِيْثُكَ قَالَ إِنِّيْ
رَجُلٌ قَصَّابٌ خَرَجْتُ إِلٰى حَانُوْتِيْ فِي الْغَلَسِ فَذَبَحْتُ بَقَرَةً وَسَلَخْتُهَا
فَبَيْنَمَا أَنَا فِيْ ذٰلِكَ وَالسِّكِّيْنُ فِيْ يَدِيْ أَخَذَنِي الْبَوْلُ
فَأَتَيْتُ خَرِبَةً كَانَتْ بِقُرْبِيْ فَدَخَلْتُهَا فَقَضَيْتُ حَاجَتِيْ وَعُدْتُ أُرِيْدُ
حَانُوْتِيْ فَإِذَا بِهٰذَا الْمَقْتُوْلِ يَتَشَحَّطُ فِيْ دَمِهٖ فَرَاعَنِيْ أَمْرُهٗ فَوَقَفْتُ أَنْظُرُ
إِلَيْهِ وَالسِّكِّيْنُ فِيْ يَدِيْ فَلَمْ أَشْعُرْ إِلَّا بِأَصْحَابِكَ قَدْ وَقَفُوْا عَلَيَّ فَأَخَذُوْنِيْ
فَقَالَ النَّاسُ هٰذَا قَتَلَ هٰذَا مَا لَهٗ قَاتِلٌ سِوَاهُ فَأَيْقَنْتُ أَنَّكَ لَا تَتْرُكُ قَوْلَهُمْ
لِقَوْلِيْ فَاعْتَرَفْتُ بِمَا لَمْ أَجْنِهٖ فَقَالَ عَلِيٌّ لِلْمُقِرِّ الثَّانِيْ فَأَنْتَ كَيْفَ كَانَتْ قِصَّتُكَ
فَقَالَ أَغْوَانِيْ إِبْلِيْسُ فَقَتَلْتُ الرَّجُلَ طَمَعًا فِيْ مَالِهٖ ثُمَّ سَمِعْتُ حِسَّ الْعَسَسِ فَخَرَجْتُ
مِنَ الْخَرِبَةِ وَاسْتَقْبَلْتُ هٰذَا الْقَصَّابَ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ وَصَفَ فَاسْتَتَرْتُ مِنْهُ
بِبَعْضِ الْخَرِبَةِ حَتّٰى أَتَى الْعَسَسُ فَأَخَذُوْهُ وَأَتَوْكَ بِهٖ فَلَمَّا أَمَرْتَ بِقَتْلِهٖ عَلِمْتُ
أَنِّيْ أَبُوْءُ بِدَمِهٖ أَيْضًا فَاعْتَرَفْتُ بِالْحَقِّ فَقَالَ عَلِيٌّ لِلْحَسَنِ مَا الْحُكْمُ فِيْ هٰذَا
قَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنْ كَانَ قَدْ قَتَلَ نَفْسًا فَلَقَدْ أَحْيَا نَفْسًا وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ

تعالیٰ وَمَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا فخلّی علیؓ رضی اللہ عنہ عنہما
وَاَخْرَجَ دِیَۃَ الْقَتِیْلِ مِنْ بَیْتِ الْمَالِ۔ فی الطرق الحکمیہ فی ہذا بحث طویل فانوال الفقہاء ۵۵تا۵۶
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک فیصلۂ قتل۔ وہ یہ کہ ایک شخص کو گرفتار کر کے لائے جس کو گلی میں
پایا۔ اور اُس کے ہاتھ میں خون آلودہ چھری بھی تھی اور اُس کے سامنے ایک مقتول خون میں
غلطاں لوٹ رہا تھا۔ جب اُس کے قاتل کے متعلق دریافت کیا تو کہا میں اُس کا قاتل ہوں
آپ نے حکم دیا۔ لیجاؤ اس کو قتل کر دو۔ جب اس کو لوگ لیچلے مقتل میں تو سامنے سے ایک اور شخص
دوڑتا ہُوا آیا۔ اور کہنے لگا اے لوگو اس کے قتل میں جلدی نہ کرو۔ اسکو امیرالمومنین کے پاس لیچلو۔
جب حضرت علی کے پاس آئے تو اُس شخص نے کہا اے امیرالمومنین یہ اُس کا قاتل نہیں ہے
بلکہ میں اسکا قاتل ہوں۔ حضرت نے پہلے شخص سے فرمایا تو نے کس وجہ سے اس کے
قتل کا اعتراف کیا ہے۔ کہا اے امیرالمومنین اب میں بات کی بناوٹ نہیں کرتا۔ بلکہ جو
صحیح واقعہ ہے وہ بیان کرتا ہوں۔ کہ مقتول شب کے اندھیرے وقت میں ایک گلی میں
خون آلودہ پڑا ہُوا تھا اور میں اِس کے نزدیک کھڑا تھا۔ اور میرے ہاتھ میں خون بھری ہُوئی
چھری موجود تھی۔ اس گروہ کا گذر جب اس حالت میں مجھ پر ہُوا تو مجھ کو دیکھ کر گرفتار کر لیا کہ
بجز اس کے دوسرا کوئی قاتل نہیں ہے مجھ پر خوف طاری ہوا تو میں نے اقبال کر لیا۔ آگے
خون تقسیم ہو جائیگا۔ اس کا حساب خدا کے پاس ہو گا۔ حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا
تو نے بہت بُرا کیا مگر نفس الامر کیا ہے بتا۔ کہا میں قصاب ہُوں آخر شب کی اندھیری کے
وقت اپنی دُکان سے باہر نکل کر گائے کو ذبح کر کے اُس کا چمڑا نکال کر ٹکڑے ٹکڑے کیا
اور ہاتھ میں چھری تھی۔ پیشاب زور سے آیا۔ اُسی حالت میں پیشاب کو گیا۔ اپنی حاجت
پوری کر کے واپس ہُوا تو یہ مقتول سامنے پڑا تھا جب لوگوں نے مجھ کو دیکھا تو گرفتار کر لیا
اور سب نے یہی کہا کہ یہی قاتل ہے مجھ کو یقین ہو گیا کہ اب میری رہائی ناممکن ہے بجز
اعتراف کے کوئی چارہ نہیں ہے اس لئے اعتراف کر لیا۔ جو درحقیقت میں نے نہیں کیا تھا وہ کیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرے سے دریافت فرمایا تیرا کیا واقعہ ہے۔ بیان کر۔ اُس نے کہا حقیقت الامر یہ ہے کہ میں بہت مفلس اور محتاج تھا۔ بوجہ طمع مال اس کو قتل کیا تھا۔ جب یہ گروہ سامنا آیا تو میں فرار ہو گیا۔ اور قصاب گرفتار ہو گیا۔ جب میں نے دیکھا کہ آپنے اُس کے لئے قصاص کا حکم صادر فرمایا تو مجھ کو خوف ہؤا کہ میری گردن پر دو خون عائد ہوتے ہیں۔ خدا کو کیا جواب دوں گا۔ اِس کے لئے میں نے حق بات کا اعتراف کر لیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا اُس واقعہ کا کیا حکم دینا چاہیئے آپ نے فرمایا اے امیرالمومنین اس شخص نے اگرچہ ایک کو قتل کیا مگر دوسرے کو زندہ رکھا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے جس نے ایک نفس کو موت سے بچایا گویا اُس نے تمام لوگوں کو موت سے بچایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا دونوں کو چھوڑ دو۔ اور قتیل کی دیت بیت المال سے ادا کر دو۔

فائدہ۔ یہ صداقت و سچائی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔

اگر جبراً ازالہ بکارت کرکے اُس پر زنا کی تہمت لگائے تو کیا ۲۲

اَقْضِیَۃُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ اِمْرَاَۃً رَفَعَتْ اِلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ شَہِدَ عَلَیْہَا اَنَّہَا قَدْ بَغَتْ وَ کَانَ مِنْ قَضِیَّتِہَا اَنَّہَا کَانَتْ یَتِیْمَۃً عِنْدَ رَجُلٍ وَ کَانَ لِلرَّجُلِ اِمْرَاَۃٌ وَ کَانَ کَثِیْرَ الْغَیْبَۃِ مِنْ اَھْلِہٖ فَشَبَّتْ الْیَتِیْمَۃُ فَخَافَتِ الْمَرْاَۃُ اَنْ یَتَزَوَّجَہَا زَوْجُہَا فَدَعَتْ نِسْوَۃً حَتّٰی اَمْسَکْنَہَا فَاَخَذَتْ عُذْرَتَہَا بِاُصْبُعِہَا فَلَمَّا قَدِمَ زَوْجُہَا مِنْ غَیْبَتِہٖ رَمَتْہَا الْمَرْاَۃُ بِالْفَاحِشَۃِ وَ اَقَامَتِ الْبَیِّنَۃَ مِنْ جَارَاتِہَا اللَّوَاتِیْ سَاعَدْنَہَا عَلٰی ذٰلِکَ فَسَاَلَ الْمَرْاَۃَ اَلَکِ شُہُوْدٌ قَالَتْ نَعَمْ ھٰؤُلَاءِ جَارَاتِیْ یَشْہَدْنَ بِمَا اَقُوْلُ فَاَحْضَرَھُنَّ عَلِیٌّ وَ اَحْضَرَ السَّیْفَ وَ طَرَحَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْہِ وَ فَرَّقَ بَیْنَہُنَّ فَاَدْخَلَ کُلَّ اِمْرَاَۃٍ بَیْتًا فَدَعَا امْرَاَۃً

الرجلِ فأدارها بكلِّ وجهٍ فلم تنزل على قولها فردّها الى البيت الذى كانت فيه ودعا باحدى الشهود وجثى على ركبتيهِ وقال قالتِ المرأة ما قالت ورجعت الى الحق واعطيتها الامان وان تصدقينى لافعلن ولافعلن فقالت لا والله ما فعلت الا انها رأت جمالاً وهيبةً فخافت فساد زوجها فدعتنا وامسكناها لها حتى افتضها باصبعها فقال علىٌّ رضى الله عنه الله اكبر انا اول من فرّق بين الشاهدين فالزم المرأة حد القذف والزم النسوة جميعاً العقر وامر الرجل ان يطلق المرأة وزوجه اليتيمة وساق اليها المهر من عنده۔ الطرق الحکمیہ ص۶۰ -

اور ایک قضیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ ایک عورت نے ایک جوان لڑکی پر مرافعہ کیا اُس نے حرام سے اپنی بکارت زائل کرائی اور اُس کے بالغہ ہونے پر شہادت بھی دی گئی۔ دراصل اُس کا قضیہ یہ ہے کہ یہ لڑکی یتیمہ تھی جو ایک شخص کے زیرپرورش تھی جسکی ایک بیوی بھی موجود تھی۔ اور یہ شخص اکثر سفر میں رہا کرتا تھا۔ اور چونکہ یتیمہ لڑکی جوان ہوگئی تھی۔ اِس لئے اُس عورت کو یہ ڈر ہوگیا کہ کہیں اُس کا شوہر اس لڑکی سے نکاح نہ کرلے۔ چند پڑوسی عورتوں کو دعوت دیکر اُس لڑکی کو پکڑوا کر اسکی بکارت کو اُنگلی سے زائل کردی۔ جب اُس کا شوہر سفر سے واپس آیا تو عورت نے اُس سے کہا کہ اس لڑکی نے زنا کرایا ہے اور ثبوت میں پڑوسی عورتوں کو پیش کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس یہ مقدمہ آیا۔ آپ نے فرمایا زنا کے کون گواہ ہیں۔ عورت نے انہی پڑوسنوں کو پیش کردیا۔ حضرت علیؓ نے ہر ایک عورت کو ایک ایک حجرہ میں علیحدہ علیحدہ بند کرادیا۔ پھر اُس عورت کو طلب فرماکے ایک تلوار درمیان میں رکھ کر حالات دریافت فرمائے۔ مگر اُس نے اصلی واقعہ بیان نہیں کیا۔ حضرت نے اُس کو بھی علیحدہ مقید کرکے اُن گواہی دینے والی عورتوں میں سے ایک کو طلب فرماکے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اُس سے فرمایا کہ پہلی عورت نے جو کچھ کہا سب سچ کہدیا۔ اِس لئے میں نے اُس کو جان کی امان دیدی۔

اب اگر تو نے صحیح واقعہ بیان نہ کیا تو جو تیرا حشر ہونا ہے وہ ہوگا۔ عورت نے قسم کھا کر کہا کہ حقیقت الامر یہ ہے کہ یتیمہ لڑکی خوبصورت اور جوان ہے۔ اس عورت کو یہ خوف ہوا کہ اس کا شوہر اس سے نکاح کر لیگا تو اس نے ہم کو بلا کر کہا تو ہم سب نے اس لڑکی کو پکڑ لیا۔ تو اس نے انگلی سے اس کا ازالہ بکارت کر دیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سن کر اللہ اکبر فرما کے کہا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے گواہوں کو علیحدہ علیحدہ کیا ہے۔ پھر اس عورت کو حد قذف کا حکم دیا۔ اور اس کے شوہر کو حکم دیا کہ وہ اس لڑکی سے نکاح کرلے۔ اور عورت کو طلاق دیدے اور اس کا مہر اپنے پاس سے ادا کر دیا۔

(۲۳) اگر مدعیٰ علیہ مدعی کا مال لیکر غائب کر دے تو مدعی پر شہادت یا مدعیٰ علیہ کو حلف

اَنَّ عَلِیًّا اِذَا کَانَ جَاءَہُ الرَّجُلُ بِغَرِیْمِہٖ قَالَ لِیْ عَلَیْہِ کَذَا یَقُوْلُ اَقْضِہٖ فَیَقُوْلُ مَا عِنْدِیْ مَا اَقْضِیْہِ فَیَقُوْلُ غَرِیْمُہٗ اِنَّہٗ کَاذِبٌ وَ اِنَّہٗ غَیَّبَ مَالَہٗ قَالَ ھَلُمَّ بَیِّنَۃً عَلٰی مَالِہٖ یُقْضٰی لَکَ عَلَیْہِ قَالَ اِنَّہٗ غَیَّبَہٗ فَیَقُوْلُ اَسْتَحْلِفُہٗ بِاللّٰہِ مَا غَیَّبَ مِنْہُ شَیْئًا قَالَ لَا اَرْضٰی بِیَمِیْنِہٖ قَالَ فَمَا تُرِیْدُ قَالَ اُرِیْدُ اَنْ تَحْبِسَہٗ لِیْ قَالَ لَا اُعِیْنُکَ عَلٰی ظُلْمِہٖ وَلَا اَحْبِسُہٗ قَالَ اِذًا اَلْزَمُہٗ قَالَ اِنْ لَزِمْتَہٗ کُنْتَ ظَالِمًا لَہٗ وَاَنَا حَائِلٌ بَیْنَکَ وَ بَیْنَہٗ قُلْتُ ھٰذَا الْحُکْمُ عَلَیْہِ جُمْہُوْرُ الْاُمَّۃِ فِیْمَا اِذَا کَانَ عَلَیْہِ دَیْنٌ عَنْ غَیْرِ عِوَضٍ مَالٍ کَالْاِتْلَافِ وَالضَّمَانِ وَنَحْوِہٖ۔ الطرق الحکمیہ صہ ۶۲۔

بیشک جب امیر علیہ السلام کے پاس کوئی قرضدار لایا جاتا کہ اس پر میرا اسقدر قرض ہے تو آپ فرماتے اس کا قرض ادا کرے۔ دیندار کہتا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے کہ میں قرض ادا کروں۔ قرض خواہ کہتا ہے کہ مدیون جھوٹا ہے اس نے مال غائب کر دیا ہے۔ تو آپ اس کو فرماتے کہ اس پر گواہ پیش کر کہ اس نے مال غائب کر دیا ہے۔ تاکہ اس پر حکم جاری کروں۔ پھر اگر وہی کہتا ہے کہ اس نے مال غائب کر دیا ہے۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ اس کو خدا کی قسم کھلاؤ کہ اس نے مال غائب نہیں کیا۔ پھر قرض خواہ کہتا ہے کہ میں اس پر راضی نہیں ہوں۔ تو آپ اسکو فرماتے ہیں کہ تو کیا

چاہتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اس کو قید کیجئے تو آپ فرماتے ہیں کہ میں تو یہ حکم پسند نہیں کرتا۔ پھر وہ کہتا ہے کہ آپ اس پر قرض واجب الادا اقرار دیجئے تو آپ فرماتے ہیں اس وقت میں ظالم ہو کے دونوں کے درمیان حائل ہو جاؤں گا۔

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ اگر کسی پر قرض بغیر عوض مال ہے مثل تاوان یا اتلاف مال یا ضمان یا مہر یا مثل ان کے توان میں قید نہیں ہے۔

۲۴ دو شخص مع ملزم سرقہ حاضر ہوئے کہتا چور ہے تفتیش سے شبہ ہوا مجمع عام میں لیگئے حکم ہوا ایک ہاتھ دو کاٹ دو سارے تو کیا

قَالَ اصبغ بن نباتہ بَیْنَنَا عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جَالِسًا فِیْ مَجْلِسِہٖ اِذْ سَمِعَ ضَجَّۃً فَقَالَ مَا ھٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ سَرَقَ وَمَعَہٗ مَنْ یَّشْھَدُ عَلَیْہِ فَاَمَرَ اِحْضَارَھُمْ فَدَخَلُوْا فَشَھِدَ شَاھِدَانِ عَلَیْہِ اَنَّہٗ سَرَقَ دِرْعًا فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَبْکِیْ وَیُنَاشِدُ عَلِیًّا اَنْ یَّتَثَبَّتَ فِیْ اَمْرِہٖ فَخَرَجَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِلٰی مَجْمَعِ النَّاسِ بِالسُّوْقِ فَدَعَا بِالشَّاھِدَیْنِ فَنَاشَدَھُمَا اللّٰہَ وَخَوَّفَھُمَا فَاَقَامَا عَلٰی شَھَادَتِھِمَا فَلَمَّا رَاٰھُمَا لَا یَرْجِعَانِ اَمَرَ بِالسِّکِّیْنِ وَقَالَ لِیُمْسِکْ اَحَدُکُمَا یَدَہٗ وَیَقْطَعِ الْاٰخَرُ فَتَقَدَّمَا لِیَقْطَعَاہُ وَھَاجَ النَّاسُ وَاخْتَلَطَ بَعْضُھُمْ بِبَعْضٍ وَقَامَ عَلِیٌّ مِنَ الْمَوْضِعِ فَاَرْسَلَ الشَّاھِدَانِ الرَّجُلَ وَھَرَبَا فَقَالَ عَلِیٌّ مَنْ یَّدُلُّنِیْ عَلَی الشَّاھِدَیْنِ الْکَاذِبَیْنِ فَلَمْ یُوْقَفْ لَھُمَا عَلٰی خَبَرٍ فَخَلّٰی سَبِیْلَ الرَّجُلِ وَھٰذَا مِنْ اَحْسَنِ الْفِرَاسَۃِ وَاَصْدَقِھَا۔ الطرق الحکمیہ ص۶۵۔

اصبغ بن نباتہ بیان کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے اجلاس پر تشریف فرما تھے۔ اتفاق سے ایک آواز سنائی دی۔ فرمایا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا ایک شخص نے چوری کی ہے اسکو گواہوں کے ہمراہ لا رہے ہیں حکم ہوا اس کو حاضر کرو۔ دو شخص ایک کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے کہ اس نے ایک (زرہ) چوری کیا ہے اور ملزم رو رہا ہے اور آپ کو قسمیں دیکر کہتا ہے کہ میرے معاملہ

تحقیق فرمائیے آپ اسکو لیکر بازار کے مجمع میں تشریف لیگئے دونوں گواہوں کو طلب فرما کر ڈانٹا۔ اور خوف دلایا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہو۔ جب آپ نے دیکھا کہ یہ اپنی بات سے باز نہیں آتے تو چھری منگا کر اُن کے ہاتھ میں دیکر فرمایا کہ ایک چور کا ہاتھ پکڑے اور دوسرا کاٹے وہ آمادہ ہو کر جب کاٹنے لگے تو اُن کو دیکھ کر لوگ بھاگے۔ تو اُن کے ساتھ گواہ بھی ملزم کو چھوڑ کر بھاگ گئے ملزم چھوٹ گیا۔ یہ آپ کے کمال علم و فراست کی دلیل ہے۔

۲۵ ایک عورت نے استغاثہ پیش کیا کہ میرے مرد نے میری لونڈی سے بلا میری اجازت جماع کیا۔ تو کیا

وَجَاءَتْ اِلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ اِنَّ زَوْجِيْ وَقَعَ عَلٰى جَارِيَتِيْ بِغَيْرِ اَمْرِيْ فَقَالَ لِلرَّجُلِ مَا تَقُوْلُ قَالَ مَا وَقَعْتُ عَلَيْهَا اِلَّا بِاَمْرِهَا فَقَالَ اِنْ كُنْتِ صَادِقَةً رَجَمْتُهُ وَ اِنْ كُنْتِ كَاذِبَةً جَلَدْتُكِ الْحَدَّ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَقَامَ لِيُصَلِّيَ فَفَكَّرَتْ فِيْ نَفْسِهَا فَلَمْ تَرَلَهَا فَرَجًا فِيْ اَنْ تَرْجُمَ زَوْجَهَا وَلَا فِيْ اَنْ تُجْلَدَ فَوَلَّتْ ذَاهِبَةً وَلَمْ يَسْأَلْ عَنْهَا عَلِيٌّ ايضاً طرق ص ۶۶ و کنز العمال ص

ایک عورت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس فریاد لائی کہ میرے خاوند نے بغیر میری اجازت کے میری لونڈی سے جماع کیا ہے۔ آپ نے اُس عورت سے فرمایا اگر تو سچی ہے تو تیرے خاوند کو سنگسار کریں گے۔ اور اگر تو جھوٹی ہے تو تجھ پر حد قذف جاری کی جائیگی۔ اتفاق سے نماز کے لئے اقامت ہوئی تو آپ نماز کو تشریف لے گئے۔ جب عورت نے غور کیا کہ اب کوئی نجات کی صورت نہیں تو فرار ہو گئی۔

۲۶ ہلاکت نفس میں دس عورتوں کی گواہی پر فیصلہ

عَنْ اَبِيْ طَلْقٍ اَنَّ اُخْتَ هِنْدَةَ بِنْتِ طَلْقٍ قَالَتْ كُنْتُ فِيْ نِسْوَةٍ وَصَبِيٌّ مُسَجًّى فَقَامَتْ امْرَأَةٌ فَمَرَّتْ فَوَطِئَتِ الصَّبِيَّ فَقَتَلَتْهُ وَاللّٰهِ فَشَهِدَ عِنْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

عَشَرَ نِسْوَۃٍ اَنَا عَاشِرَ تُهُنَّ فَقَضٰی عَلَیْهَا بِالدِّیَۃِ وَاَعَانَهَا بِاَلْفَیْنِ۔ طرق حکمیہ ص۱۳۵

ہندہ بن طلق کہتی ہے کہ ایک عورت نے چل کر روند کر ایک شیر خوار بچہ کو مار ڈالا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دربار میں مقدمہ پیش ہوا۔ دس عورتوں نے گواہی دی قسم خدا کی سویں عورت میں تھی۔ اُن عورتوں کی گواہی میں حکم ادائے دیت کا ہُوا۔ اور دو ہزار دیت اپنے پاس سے عطا فرمائے۔

(۲۷) تنہا عورتوں کی گواہی جائز نہیں ہے مگر مردوں کے ساتھ

قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا تَجُوْزُ شَهَادَۃُ النِّسَاءِ بَحْتًا حَتّٰی یَکُوْنَ مَعَهُنَّ رَجُلٌ۔ طرق ص۱۳۴

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تنہا عورتوں کی گواہی جائز نہیں جبتک کہ کوئی مرد اُن کے ساتھ نہ ہو۔

(۲۸) تنہا عورتوں کی گواہی جائز نہیں طلاق و نکاح و قصاص و حدود میں

وَ قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا تَجُوْزُ شَهَادَۃُ النِّسَاءِ فِی الطَّلَاقِ وَالنِّکَاحِ وَلَا الدِّمَاءِ وَلَا الْحُدُوْدِ اَیْضًا۔

اور یہ بھی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ عورتوں کی گواہی طلاق اور نکاح اور قتل نفس۔ اور دوسرے حدود میں جائز نہیں ہے۔

(۲۹) تنہا ایک قابلہ کی گواہی جائز ہے

وَ اَجَازَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ شَهَادَۃَ الْقَابِلَۃِ وَحْدَهَا۔

اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تنہا دائی کی شہادت کو جائز رکھا ہے۔

(۳۰) ہلاکتِ نفس میں چار عورتوں کی گواہی۔

وَذَكَرَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّ امْرَأَةً أَوْطَأَتْ صَبِيًّا فَشَهِدَ عَلَيْهَا أَرْبَعُ نِسْوَةٍ فَأَجَازَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ شَهَادَتَهُنَّ (الطرق ص ۱۳۵)

سفیان بن عیینہ کا بیان ہے کہ ایک عورت نے ایک بچہ کو روند کر مار ڈالا اس پر چار عورتوں نے گواہی دی آپ نے اس کو جائز رکھا۔

(۳۱) تین مردوں نے ایک عورت سے ایک طہر میں جماع کیا تو بچہ کس کا

وَقَدْ رُوِيَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ قَالَ أُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ بِالْيَمَنِ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ وَقَعُوا عَلَى امْرَأَةٍ فِي طُهْرٍ وَاحِدٍ فَسَأَلَ اثْنَيْنِ أَتُقِرَّانِ لِهَذَا الْوَلَدِ قَالَا لَا حَتَّى سَأَلَهُمَا جَمِيعًا فَجَعَلَ كُلَّمَا سَأَلَ اثْنَيْنِ قَالَا لَا فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالَّذِي صَارَتْ إِلَيْهِ الْقُرْعَةُ وَجَعَلَ عَلَيْهِ ثُلُثَيِ الدِّيَةِ قَالَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ (بیہقی ج ۱۰ ص ۲۶۶) وَفِي لَفْظٍ فَمَنْ قَرَعَ فَلَهُ الْوَلَدُ وَعَلَيْهِ لِصَاحِبِهِ ثُلُثَا الدِّيَةِ۔ وَفِي لَفْظٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا أَعْلَمُ إِلَّا مَا قَالَ عَلِيٌّ (اخرجه الامام احمد فی مسنده وابوداود والنسائی وابن ماجة والحاكم فی صحيحه ص ۱۳۵ ج ۳۔ و فی الطرق الحكمية ص ۲۰۳) رواه قابوس بن ابی ظبيان عن ابيه عن علی رضی الله عنه ان رجلين وقعا علی امراة فی طهر واحد فجاءت بولد فدعی له علی القافة وجعله ابنهما جميعا يرثهما ويرثانه۔

وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ مَذْهَبَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْأَخْذُ بِالْقَافَةِ دُونَ الْقُرْعَةِ عن كاتب الحروف ان حديث زيد بن ارقم فلكون مضطرب جدا فان ثبتت انه صحيح والاشكال والامر الثانی الزم عليه خرجت له القرعة بثلثی الدية لصاحبه يحتمل ان يكون بولده فی نفس الامر فلما خرجت القرعة لاحدهم بطلت ما كان

من الواطئين من حصول الولد له فقد بذل كل منهم بذرا يرجوان يكون الزرع له فقد اشتركوا في البذر فاذا اخذهم بالزرع كان من العدل ان يضمن لصاحبيه ثلثي القيمة والدية قيمة الولد شرعا فلزمه ثلثيها لصاحبيه اذا الثلثان عوض ثلثي الولد الذي استبد به دونهما مع اشتراكهما في سبب حصوله وهذا اصح من كثير من الاحكام والمعنى فيه اظهر (طرق ص۲۱۳ تا ۲۱۵)

وقال المقرعون قد جعل الله سبحانه القرعة طريقا الى الحكم الشرعي في كتابه وفعلها رسول الله صلى الله عليه وسلم وامر بها علي بن ابي طالب في هذه المسالة بعينها (ايضا ص۲۱۵)

زید بن ارقم بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تین شخص اہل یمن سے لائے گئے کہ ایک طہر میں ان تینوں نے ایک عورت سے جماع کیا تھا۔ جب اُس سے بار بار دریافت کیا کہ تمہارا لڑکا ہے سب نے انکار کیا۔ پھر اُن سب کے درمیان قرعہ ڈالا گیا۔ کہ جس کے نام قرعہ نکلیگا لڑکا اُس کے حوالہ کیا جائیگا۔ اور دو تہائی (دو ثلث) دیت قیمت لڑکے کی بھی وہی ادا کرے کیونکہ احتمال تھا ان تینوں کا نطفہ مشترکہ ہو۔ اس فیصلہ کا تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہؤا تو آپ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانتوں کی سفیدی ظاہر ہو گئی اور ابو قابوس کی روایت ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے۔ کہ دو شخص ایک عورت سے ایک ہی طہر میں صحبت کئے اُن سے لڑکا پیدا ہؤا پھر آپ نے قیافہ والے کو بلا کر دونوں کے حوالے کر دیا۔ اور حکم دیا کہ یہ لڑکا ان دونوں کا باہم آپس میں وارث ہوں گے اِس سے معلوم ہؤا کہ حضرت علیؓ کا مذہب قیافہ کا تھا۔ بدوں قرعہ کے۔

از کاتب الحروف۔ اول تو حدیث سابق الذکر زید بن ارقم مضطرب ہے۔ اگر صحیح بھی ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ کیونکہ جن کے حق میں قرعہ نکلا اُن کے حق میں لڑکا قرار دیکر دوسروں کے لئے دو ثلث دیت قرار دی۔ اُسکی وجہ یہ تھی کہ احتمال تھا کہ وہ اُس لڑکے کے بیج میں مشترک ہوں

جبکہ ایک کے حق میں قرعہ نکلا تو اُن کا حق باطل ہو گیا۔ تو ممکن تھا کہ نفس الامر میں زیج مشترکہ ہو پس اُن دونوں کو ثلث دیت دلوائی۔ جو بچے کی قیمت تھی۔ اور ایسے مسئلہ میں اکثر ایسا ہُوا کرتا ہے۔

(۳۲) اگر چوٹ سے بعض نظر جاتی رہے تو کس طرح فیصلہ

عن سعید بن المسیّب اِنَّ رَجُلًا اَصَابَ عَیْنَ رَجُلٍ فَذَهَبَ بَعْضُ بَصَرِهٖ وَبَقِیَ بَعْضُهٗ فَرَفَعَ ذٰلِكَ اِلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَمَرَ بِعَیْنِهِ الصَّحِیْحَةِ فَعُصِبَتْ فَاَمَرَ رَجُلًا بِبَیْضَةٍ فَانْطَلَقَ بِهَا وَهُوَ یَنْظُرُ حَتّٰی انْتَهٰی بَصَرُهٗ ثُمَّ خَطَّ عِنْدَ ذٰلِكَ عَلَمًا ثُمَّ نَظَرَ فِیْ ذٰلِكَ فَوَجَدُوْهُ سَوَاءً فَاَعْطَاهُ بِقَدَرِ مَا نَقَصَ (کنز العمال ج۷ ص۳۰۲)

سعید بن المسیب کا بیان ہے۔ کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کی آنکھ پر کچھ صدمہ پہنچایا جس سے آنکھ میں ضعف بصارت ہو گئی۔ یہ مقدمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دربار میں آیا۔ آپنے مدعی کو حکم دیا کہ تو اپنی ضرر رسیدہ آنکھ پر پٹی باندھکر اچھی آنکھ سے دیکھتا رہ۔ پھر آپنے ایک شخص کو حکم دیا کہ انڈا لیکر دور جا کے ایک خط علم کھینچ کر نشان لگا دے۔ پھر یہ اُس ضرر رسیدہ آنکھ سے دیکھ لے جس قدر اُس میں نقص پیدا ہو گیا ہو اُس قدر تاوان دیا جائے۔

(۲ ہر ایک تصویر کا مٹانا اور ہر ایک قبر کا برابر کرنا

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ دَعٰی صَاحِبَ شُرْطَةٍ فَقَالَ لَهٗ اَتَدْرِیْ عَلٰی مَا بَعَثْتُكَ عَلٰی مَا بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَحُتَّ لَهٗ کُلَّ زُخْرُفٍ یعنی کُلَّ صُوَرَةٍ وَاَنْ اُسَوِّیَ کُلَّ قَبْرٍ کنز العمال ج۸ ص۲۱۰۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوتوال کو بلا کر فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ میں تجھ کو کس کام پر بھیجنا چاہتا ہوں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بھیجا تھا۔ وہ یہ کہ جو تصویر پاؤں اُسکو

مٹا دوں اور جو قبر اونچی پاؤں اُس کو برابر کر دوں۔

۳۴ ## مُلزم کے قصور پر حکم سزا اور انکار پر رہائی

عَنْ عَلِیِّ بْنِ مَطَرٍ قَالَ رَاَیْتُ عَلِیًّا اُتِیَ بِرَجُلٍ فَقَالُوْا اِنَّہٗ سَرَقَ جَمَلًا فَقَالَ مَا اَرَاکَ سَرَقْتَ قَالَ بَلٰی قَالَ فَلَعَلَّہٗ شُبِّہَ لَکَ قَالَ بَلْ سَرَقْتُ قَالَ اِذْھَبْ بِہٖ یَا قَنْبَرُ فَشُدَّ اُصْبُعَہٗ وَاَوْقِدِ النَّارَ وَادْعُ الْجَزَّارَ لِیَقْطَعَ ثُمَّ انْتَظِرْ حَتّٰی اَجِیْءَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ لَہٗ اَسَرَقْتَ قَالَ لَا فَتَرَکَہٗ قَالُوْا یَا اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ لِمَ تَرَکْتَہٗ وَ قَدْ اَقَرَّ لَکَ فَقَالَ اَخَذْتُہٗ بِقَوْلِہٖ اَتْرُکُہٗ بِقَوْلِہٖ۔ کنز العمال جلد ۲ ص ۳۴

ابو مطر بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ اُن کے پاس ایک شخص کو لائے۔ اور کہا کہ اِس نے ایک اونٹ چوری کیا ہے آپ نے اُس سے فرمایا میرے خیال میں تو نے چوری نہیں کی ہو گی اُس نے کہا بلکہ میں نے چوری کی ہے۔ پھر فرمایا شاید تجھ کو شبہ ہو گیا ہو گا۔ کہا نہیں بلکہ چوری کیا ہوں۔ آپ نے قنبر کو حکم دیا اس کا ہاتھ پکڑ کر لے جاؤ آگ سلگا کے جا کر قصاب کو بلا لا۔ کہ اس کا ہاتھ کاٹ دے۔ قصاب کے آنے میں کچھ دیر ہوئی تو آپ نے پھر اُس سے دریافت فرمایا کہ کیا تو نے چوری کی ہے کہا نہیں۔ آپ نے اُس کو چھوڑ دیا۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپ نے اُس کو چھوڑ دیا۔ باوجود اُس کے اقرار کے آپ نے فرمایا اُس کے اقرار پر ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا اور اب اُسی کے انکار پر چھوڑ دیا ہوں۔

۳۵ ## متعدد ایک جانور کے دو مدعی ہیں ایک کے پانچ گواہ و دوسرے کے تین تو کیا

عَنْ حَنَشِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ جَاءَ اِلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ رَجُلَانِ یَخْتَصِمَانِ فِیْ بَغْلٍ فَجَاءَ اَحَدُھُمَا بِخَمْسَۃٍ یَشْھَدُوْنَ اَنَّہٗ نَتَجَہٗ وَجَاءَ الْاٰخَرُ بِشَھِیْدَیْنِ یَشْھَدَانِ اَنَّہٗ نَتَجَہٗ۔ فَقَالَ لِلْقَوْمِ وَھُمْ عِنْدَہٗ مَاذَا تَرَوْنَ اَقْضِیْ بِاَکْثَرِھِمَا

شُهُوْدًا فَلَعَلَّ لشَّاهِدَيْنِ خَيْرٌ مِنَ الْخَمْسَةِ ثُمَّ قَالَ فِيْهَا قَضَاءٌ وَصُلْحٌ وَ سَأُنَبِّئُكُمْ بِالْقَضَاءِ وَالصُّلْحِ فَيَقْسِمُ بَيْنَهُمَا لِهٰذَا خَمْسَةُ اَسْهُمٍ وَ لِهٰذَا سَهْمَانِ وَاَمَّا الْقَضَاءُ بِالْحَقِّ فَيَحْلِفُ اَحَدُهُمَا مَعَ شُهُوْدِهٖ اَنَّهُ بَغْلَهُ مَا بَاعَهُ وَلَا وَهَبَهُ فَيَأْخُذُ الْبَغْلَ وَاِنْ شَاءَ اَنْ يَغْلُظَ فِي الْيَمِيْنِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْبَغْلَ فَاِنْ تَشَاءَ حُمْتُمَا اَيُّكُمَا يَحْلِفُ اَقْرَعْتُ بَيْنَكُمَا عَلَى الْحَلْفِ اَيُّكُمَا قَرَعَ حَلَفَ قَضَى بِهٰذِهٖ وَاَنَا شَاهِدٌ كنز العمال ج ۳ ص ۲۰۳

حنش بن معتمر کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دو متخاصم آئے ہر ایک کا یہ بیان تھا کہ یہ خچر میرے پاس جنی ہے۔ ایک شخص کے پانچ گواہ تھے۔ اور دوسرے کے دو تھے آپ نے حاضرین مجلس سے دریافت فرمایا تم لوگوں کی کیا رائے ہے۔ اگر میں پانچ گواہوں کی طرف فیصلہ کرتا ہوں تو شاید دو گواہ اُن سے بہتر ہوں۔ اس مقدمہ میں دو صورتیں ہیں ایک قضاءت اور دوسری صلح۔ وہ یہ کہ تم دونوں آپس میں تقسیم کرلو۔ ایک کے پانچ حصے دوسرے کے دو حصے اور قضاءت یہ ہے کہ ایک تم دونوں میں سے اپنے گواہوں کے ساتھ حلف کرے کہ اس خچر کو نہ میں نے بیچا ہے اور نہ ہبہ کیا ہے۔ اگر دوسرے کو اس میں اعتراض ہو تو حلفِ مغلظ دے سکتا ہے۔ پھر اس میں بھی اگر دونوں کو اعتراض ہو تو قرعہ ڈالا جائے بس جس کے نام پر قرعہ نکلے وہی اپنے گواہوں سمیت حلف اُٹھائے۔ اب جس کے نام پر قرعہ برآمد ہو اُسی کے طرف فیصلہ ہے اور میں بھی اُس فیصلہ کے ساتھ ہوں۔

۳۶ ایک جانور کے دو مدعی ایک کا قبضہ قبضہ والے کے حق میں فیصلہ

عَنْ يَحْيَى الْجَزَّارِ قَالَ اخْتَصَمَ اِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَجُلَانِ فِي دَابَّةٍ وَهِيَ فِي يَدِ اَحَدِهِمَا فَقَامَ هٰذَا بَيِّنَةً اَنَّهَا دَابَّتُهُ قَضَى بِهَا لِلَّذِيْ فِيْ يَدِهٖ قَالَ وَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنْ لَّمْ تَكُنْ فِيْ يَدِ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ اَنَّهَا دَابَّتُهُ فَهِيَ

بَيْنَهُمَا۔ کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲

یحییٰ الجزار کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس دو متنازع آئے ایک جانور کے تنازع میں ایک کے ہاتھ میں جانور تھا اُس نے گواہی پیش کی کہ جانور اُس کا ہے۔ تو آپ نے فیصلہ فرمایا جس کے قبضہ میں جانور ہے وہ اُس کا مالک ہے اگر اُس کے قبضہ میں نہ ہوتا اور دونوں کے گواہ گذرتے تو دونوں میں تقسیم کیا جاتا۔

۳۷ الزام سرقہ میں دو گواہ سے ایک غائب مقدمہ خارج

عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا يَقْطَعُ سَارِقًا حَتّٰى يَأْتِيَ بِالشُّهَدَاءِ فَيُوْقِفُهُمْ عَلَيْهِ وَ يَسْجُنُهُ فَإِنْ شَهِدُوْا عَلَيْهِ قَطَعَهُ وَإِنْ نَكَلُوْا تَرَكَهُ مَرَّةً بِسَارِقٍ فَسَجَنَهُ حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ دَعَا بِهِ وَ بِالشَّاهِدَيْنِ فَقِيْلَ تَغَيَّبَ أَحَدُ الشَّاهِدَيْنِ فَخَلّٰى سَبِيْلَ السَّارِقِ وَ لَمْ يَقْطَعْهُ۔ کنز العمال صفحہ

عکرمہ بن خالد کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ چور کا ہاتھ نہیں کاٹتے تھے جب تک دو گواہ نہ پیش ہوں۔ اگر گواہوں نے انکار کر دیا۔ تو سارق کو چھوڑ دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک چور لایا گیا آپ نے اُس کو قید کر دیا صبح کو مع گواہوں کے اُس کو طلب فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ایک گواہ غائب ہے آپ نے چور کو چھوڑ دیا۔ اور ہاتھ نہیں کاٹا۔

۳۸ سارق کے نقب لگانے میں تعزیر ہے نہ حد

عَنِ الْحَارِثِ قَالَ أُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِرَجُلٍ نَقَبَ بَيْتًا فَلَمْ يَقْطَعْهُ وَعَزَّرَهُ أَسْوَاطًا (〃)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص لایا گیا اُس نے صرف نقب لگایا تھا آپ نے اُس کا ہاتھ نہیں کاٹا۔ بلکہ چند کوڑے لگا دیئے۔

(۳۹) سارق کا ہاتھ کاٹ کر تل دیا جائے تو کیا

عَنْ اَبِی الزَّعْرَاءِ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا اَخَذَ اللِّصَّ فَقَطَعَہٗ ثُمَّ حَسَمَ ثُمَّ اَلْقَاہُ فِی الْحَبْسِ فَاِذَا بَرِءُوْا اَخْرَجَھُمْ قَالَ رَفَعُوْا اَیْدِیَکُمْ اِلَی اللّٰہِ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْھَا کَاَنَّھَا اَیُوْرُ الْحُمُرِ فَیَقُوْلُ مَنْ قَطَعَکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ عَلِیٌّ اَللّٰھُمَّ صَدَقُوْا فِیْكَ قَطَعْتُھُمْ وَ فِیْكَ اَرْسَلْتُھُمْ۔ کنز العمال ج ۳ صـ ۴۳

ابوزعرا کا بیان ہے کہ حقیقۃ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کوئی چور آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ اُس کا ہاتھ کاٹ کے تل دیتے اور فرماتے تمہارے ہاتھ خدا کے پاس چلے گئے۔ اور میں اُس کو دیکھ رہا تھا۔ کہ وہ گدھوں کی طرح دوڑتے تھے۔ جب کوئی اُن سے سوال کرے گا تجھ کو کس نے کاٹا۔ تو وہ کہیں گے علیؓ نے پھر میں اُس وقت کہوں گا اے خداوندا سچ کہتے ہیں۔ تیرے ہی حکم سے کاٹا اور تیرے ہی حکم سے اُڑا دیا۔

(۴۰) ملزم کو دو گواہ لیکر حاضر ہوئے اسے سزا دی گیا بعد اجرائے حد انکار کیا کہ یہ ملزم نہیں دوسرا ہے تو کیا۔

عَنِ الشَّعْبِیِّ اَنَّ رَجُلَیْنِ اَتَیَا عَلِیًّا فَشَھِدَا عَلٰی رَجُلٍ اَنَّہٗ سَرَقَ فَقَطَعَ عَلِیٌّ یَدَہٗ ثُمَّ اَتَیَا بِرَجُلٍ اٰخَرَ فَقَالَا ھٰذَا الَّذِیْ سَرَقَ وَ اَخْطَأْنَا عَلَی الْاَوَّلِ فَلَمْ یُجِزْ شَھَادَتَھُمَا عَلَی الْاٰخَرِ وَ غَرَّمَھُمَا دِیَۃَ یَدِ الْاَوَّلِ وَ قَالَ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّکُمَا تَعَمَّدْتُّمَا لَقَطَعْتُکُمَا۔ کنز العمال ج ۳ صـ ۴۳

شعبی بیان کرتا ہے کہ دو شخص ایک چور کو لیکر آئے اور گواہی دی کہ اس نے چوری کی ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اُن کی شہادت کی بنا پر اُس کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ پھر وہی دونوں گواہ ایک اور شخص کو لیکر آئے اور کہنے لگے کہ ہم نے جو پہلے شخص کو چور کہا تھا وہ ہماری غلطی تھی۔ دراصل چور یہ شخص ہے آپ نے پہلے شخص کو ان دونوں سے ہاتھ کٹوانے کی دیت

دلوائی۔ اور فرمایا کہ اگر مجھ کو یہ ثابت ہو جاتا کہ یہ کام تم نے قصداً کیا ہے تو میں تم دونوں کے ہاتھ کٹوا دیتا۔

۴۱ قرض کے حوالہ میں اگر محول علیہ دیر کرے تو اصل پر تقاضا نہیں

عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ عَلِیًّا قَالَ فِیْ حَوَالَۃٍ اِذَا مَطَلَہٗ لَا یَرْجِعُ عَلٰی صَاحِبِہٖ اِلَّا اَنْ یَفْلِسَ اَوْ یَمُوْتَ (ج ، ص)

قتادہ کا بیان ہے کہ تحقیق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ حوالہ علیہ کو ادائی میں اگر دیر ہوئی تو صاحب حوالہ کو محول علیہ پر ادائی کی اجازت نہیں دیتے۔ جب تک حوالہ علیہ نادار یا مر نجائے۔

۴۲ تفصیل اہلسنت اہل جماعت اہل بدعت اہل فرقہ

عَنْ یَحْیٰی بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ کَانَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَخْطُبُ فَقَامَ اِلَیْہِ رَجُلٌ وَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَھْلِ الْجَمَاعَۃِ وَمِنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَمِنْ اَھْلِ الْبِدْعَۃِ فَقَالَ وَیْحَکَ اَمَّا اِذَا سَأَلْتَنِیْ فَافْھَمْ عَنِّیْ وَلَا عَلَیْکَ اَنْ لَّا تَسْاَلُ عَنْھَا اَحَدًا بَعْدِیْ فَاَمَّا اَھْلُ الْجَمَاعَۃِ فَاَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَاِنْ قَلُّوْا وَذٰلِکَ الْحَقُّ عَنْ اَمْرِ اللّٰہِ وَاَمْرِ رَسُوْلِہٖ وَاَمَّا اَھْلُ الْفُرْقَۃِ فَالْمُخَالِفُوْنَ لِیْ وَاِنِ اتَّبَعَنِیْ وَاِنْ کَثُرُوْا وَاَمَّا اَھْلُ السُّنَّۃِ الْمُتَمَسِّکُوْنَ بِمَا سَنَّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَاِنْ قَلُّوْا وَاَمَّا اَھْلُ الْبِدْعَۃِ الْمُخَالِفُوْنَ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَرَسُوْلِہٖ الْعَامِلُوْنَ بِرَاْیِھِمْ وَاَھْوَائِھِمْ وَاِنْ کَثُرُوْا وَقَدْ مَضٰی مِنْھُمُ الْفَوْجُ الْاَوَّلُ وَبَقِیَتْ اَفْوَاجٌ وَعَلَی اللّٰہِ قَصْمُھَا وَاِسْتِیْصَالُھَا عَنْ جَدَبَۃِ الْاَرْضِ کنز العمال ج ۸ ص ۲۱۵

عبداللہ بن حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر اور آپ سے مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ اے امیرالمومنین آپ فرمائیے کہ اہل جماعت کون ہیں اور اہل فرقہ اور اہل سنت اور اہل بدعت کون ہیں آپ نے فرمایا تیرا بُرا ہو۔ تو نے جو مجھ سے دریافت کیا ہے خوب سنکر سمجھ لے میرے بعد تجھ کوئی نہیں بتا سکیگا۔ اہل جماعت میں اور میرے پیرو ہیں اور وہ قرآن پڑھتے ہیں۔ اور یہ فرقہ منجانب اللہ و رسول کے حق پر ہے۔ اور اہل فرقہ وہ ہیں جو میری اور میرے پیروں کی مخالفت کرتے ہیں گو وہ زیادہ ترکیوں نہ ہوں۔ اور اہل سُنّت وہ ہیں جو کتاب اللہ و سنّت رسول اللہ کو مستحکم پکڑے ہوئے ہیں گو وہ کم کیوں نہ ہوں اور اہل بدعت وہ ہیں جو کتاب اللہ و سنّت رسول اللہ کے مخالف ہیں ور اپنی رائے اور خواہش نفسانی کے پابند ہیں گو وہ زیادہ ترکیوں نہ ہوں پہلے لوگ چل بسے اور باقی یہ بھی جانے والے ہیں۔ خدا ہی پر ہے اِن کا فنا و استیصال کرنا سطح زمین سے

ایک لڑکے کی ابنیت کے تین مدعی ہوں تو فیصلہ قرعہ پر (۴۱)

عن ابی حجیۃ السوائی قال لما کان علیؓ رضی اللہ عنہ بالیمن اتاہ ثلاثۃ نفرٍ یختصمون فی غلام او قال یختصمون فی غلام فقال کل واحد منھم ھو ابنی فاقرع علی رضی اللہ عنہ بینھم فجعل الولد للقارع وجعل علیہ للرجلین ثلثی الدیۃ۔ فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضحک حتی بدت نواجذہ من قضاء علی رضی اللہ عنہ ۔ بیہقی ج۱۰ ص۲۶۷ و امام احمد و ابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ والحاکم فی صحیحہ۔

ابی حجیہ سوائی کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ جب یمن میں تھے اُن کے پاس تین شخص ایک لڑکے کے بارے میں آئے کہ یہ لڑکا میرا ہے۔ ہر ایک اُس لڑکے کا مدعی تھا۔

آپ نے اُن تینوں میں قرعہ ڈالا جس کے نام قرعہ برآمد ہوا لڑکا اُس کے حوالہ کیا۔ اور اُس سے دو ثلث دیت دلوائی۔ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپ ہنسے یہاں تک کہ آخر کی داڑھ آپکے نظر آئے۔

۴۴ اگر قیافہ میں تعذر و اشکال ہو تو قرعہ

وَاسْتِعْمَالُ الْقُرْعَةِ اِنَّمَا هُوَ اِذَا لَمْ يَكُنْ هُنَاكَ مَرْجِعٌ سِوَاهَا وَ تَعَذَّرَتِ الْقَافَةُ وَاَشْكَلَ الْاَمْرُ عَلَيْهَا كَانَ الْمَصِيْرُ اِلَى الْقُرْعَةِ اَوْلٰى مِنْ ضِيَاعِ نَسَبِ الْوَلَدِ وَتَرْكِهٖ هَمَلًا لَا نَسَبَ لَهٗ وَهُوَ يَنْظُرُ اِلَى النَّاكِحِ اُمِّهٖ وَوَاطِيْهَا بِالْقُرْعَةِ هٰهُنَا اَقْرَبُ الطَّرِيْقِ اِلٰى ثَبَاتِ النَّسَبِ فَاِنَّهَا طَرِيْقٌ شَرْعِيٌّ فَالْقُرْعَةُ تُخْرِجُ الْمُسْتَحِقَّ شَرْعًا كَمَا تُخْرِجُهٗ قَدْرًا۔

اور قرعہ کا استعمال اُس وقت ہوتا ہے۔ جب کہ بجز قرعہ کے دوسرا کوئی چارہ نہ ہو۔ اور تعذر و اشکال ہو اور اس امر کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ کہ خواہ لڑکا ہو یا لڑکی ہو اُس کا نسب ضائع نہ ہونے پائے۔ اور عورت مرد دونوں میں بھی غور کیا جاتا ہے۔ اور ثبات نسب میں تحقیق شرعی ہوتی ہے۔ اور قرعہ استحقاق نسب کو ثابت کرتا ہے۔ اور ایک قسم کا یہ استخراج شرعی ہے۔ جیسے ہنڈی کھانے کو پاک صاف و پختہ کر دیتی ہے۔

امرأة المفقود

۴۵ اگر مفقود الخبر کی عورت نکاح ثانی کرنے کے بعد شوہر اول آوے تو حق خیر نہیں

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ اِمْرَأَةِ الْمَفْقُوْدِ اِذَا قَدِمَ وَقَدْ تَزَوَّجَتْ اِمْرَاَتُهٗ اِنْ شَاءَ طَلَّقَ وَاِنْ شَاءَ اَمْسَكَ وَلَا يُخَيَّرُ۔

مفقود الخبر جب آئے عورت اسی کی ہے گو وہ نکاح ثانی بھی کر لی ہو۔ (۴۶)

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هِيَ اِمْرَأَةُ الْاَوَّلِ دَخَلَ بِالْاٰخِرِ اَوْلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَهُوَ قَوْلُ النَّخْعِيِّ وَالْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ وَغَيْرِهِمَا ۔ بیہقی ج ۷، ص ۴۴۴

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مفقود الخبر کی عورت کے بارے میں جب کہ اس کا مرد اول آجائے۔ تو اس کو حق اختیاری ہے کہ وہ عورت کو لے لے۔ یا اس کو طلاق دیدے۔ اور دوسری روایت میں آپکا فرمودہ ہے کہ مفقود الخبر کی عورت پہلے مرد کی عورت ہے۔ گو اس نے دوسرے مرد سے خلوت صحیحہ بھی کر لی ہو۔

فائدہ۔ ہماری کتاب قُرَّةُ الْعَيْنَيْنِ فِي اَحْكَامِ الزَّوْجَيْنِ اس مسئلہ کو ہم نے نہایت شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ الحاصل حضرت عمرؓ وعثمانؓ وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بنؓ عباس وعبداللہ بن مسعود وعلیؓ بن ابی طالب وعطاؓ بن ابی رباح رضی اللہ عنہم یہ سات صحابہ کا اتفاق ہے کہ مفقود الخبر کی عورت چار سال تک اس کا انتظار کر کے پھر چار ماہ دس دن عدت پوری کر کے دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور اہل مدینہ وامام مالک واحمد واسحاق کا بھی یہی مذہب ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ اور شافعی قیاساً اس کے خلاف ہیں۔

اور ایک روایت عن المغیرۃ بن شعبۃ قال رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امرأة المفقود امرأة حتّٰی یاتیها البیان۔ بیہقی جلد ۷ صفحہ ۴۴۵۔

اس میں سوار بن مصعب راوی ہے وہ ضعیف اور منکر الحدیث ہے اور محمد بن شرحبیل منکر الحدیث ہے اکثر اس کے روایات ابن شعبہ سے منکر ہیں۔ دارقطنی ص ۴۲۱ معہ حاشیہ دیکھو۔

(۴۷)

باب حد الزنا فی المجوس

مجوس پر حدّ زنا۔

نوخذا لجزیۃ من المجوس ولیسوا اھل الکتاب

قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَا اَعْلَمُ النَّاسِ بِالْمَجُوْسِ کَانَ لَھُمْ عِلْمٌ یُعَلِّمُوْنَہٗ وَ کِتَابٌ یَدْرُسُوْنَہٗ اَنَّ مَلِکَھُمْ سَکِرَ فَوَقَعَ عَلٰی اِبْنَتِہٖ اَوْ اُخْتِہٖ فَاطَّلَعَ عَلَیْہِ بَعْضُ اَھْلِ مَمْلَکَتِہٖ فَلَمَّا صَحَا جَاءُوْا یُقِیْمُوْنَ عَلَیْہِ الْحَدَّ فَامْتَنَعَ مِنْھُمْ فَدَعَا اَھْلَ مَمْلَکَتِہٖ فَلَمَّا اَتَوْہُ قَالَ تَعْلَمُوْنَ دِیْنًا خَیْرًا مِنْ دِیْنِ اٰدَمَ وَ قَدْ کَانَ یُنْکِحُ بَنِیْہِ مِنْ بَنَاتِہٖ وَ اَنَا عَلٰی دِیْنِ اٰدَمَ مَا یَرْغَبُ بِکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ قَالَ بَایَعُوْہُ وَ قَاتَلَ الَّذِیْنَ خَالَفُوْھُمْ حَتّٰی قَتَلُوْھُمْ فَاَصْبَحُوْا وَ قَدْ اُسْرِیَ عَلٰی کِتَابِھِمْ فَرُفِعَ مِنْ بَیْنِ اَظْھُرِھِمْ وَ ذَھَبَ الْعِلْمُ الَّذِیْ فِیْ صُدُوْرِھِمْ فَھُمْ اَھْلُ الْکِتَابِ قَدْ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ مِنْھُمُ الْجِزْیَۃَ ۔ بیہقی ج ۹ صفحہ ۱۸۹۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجوس کی اصلی حالت سے میں بخوبی واقف ہوں اُن کے پاس علم تھا۔ اُسکی تعلیم پاتے تھے۔ اور اُن کی کتاب تھی۔ اُس کا درس و تدریس کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اُن کے بادشاہ نے شراب کے نشہ میں اپنی بیٹی یا بہن سے صحبت کی۔ اُس کی اطلاع اہل سلطنت کو ہوئی۔ جب اُس کا نشہ اُتر گیا تو یہ لوگ اس کے پاس آئے۔ کہ اُس پر حدِ زنا قایم کریں۔ اُس نے اُس سے انکار کیا۔ اور اپنے جملہ اہل سلطنت کو طلب کیا۔ جب یہ لوگ اُس کے پاس سب آگئے تو اُس نے کہا کیا تم لوگ آدم کے دین سے کوئی دوسرا دین بہتر جانتے ہو۔ ہمیشہ اُس دین میں بیٹی اور بہن سے

نکاح درست رہا ہے۔ اور میں بھی دینِ آدم پر ہوں۔ تم کو بھی اس دین پر قایم رہنا چاہیئے پس یہ لوگ اُس کے پیرو ہو گئے۔ اور جو اُن کی مخالفت کرتا تھا۔ اُس کو قتل کر ڈالتے تھے۔ آخرالامر اُن کے مظالم کا یہ نتیجہ ہوا کہ کتاب اُن کے درمیان سے اُٹھالی گئی۔ اور علم اُن کے سینوں سے نکالدیا گیا۔ اور یہ لوگ سخت گمراہ ہو گئے۔ ورنہ دراصل یہ اہل کتاب تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ وسلم نے اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے اُن سے جزیہ لیا ہے۔

فائدہ جلیلہ

مجوس (آتش پرست) کی ملت قدیم ہے۔ یہ قوم دو خدا کو مانتی ہے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خیر اور شر کے فاعل الگ الگ ہیں۔ چنانچہ خیر اور نیکی کے فاعل کو یزدان۔ اور شر اور برائی کے فاعل کو اَہرَمَن کہتے ہیں۔ اور دراصل اُن کا دین ظلمت سے بچنے کے لئے نور کی تعظیم کرنی ہے اسی لیئے یہ قوم آگ کو پوجتی ہے۔ اور بعض اُن میں سے اسی روشنی کے لیئے آفتاب کی پرستش کرتے ہیں۔ آذربیجان سے ایک شخص زردشت نامی نکلا۔ اور اُس نے ایک نیا خدا نکالا۔ جس کا نام اَرمزد رکھا اور اُس کو خالق نور و ظلمت ٹھہرایا۔ اہلِ فارس اُس کے دین میں آگئے۔ حدیث الغاشیہ ۴۹ ۔

زردُشت اور زرُدھشت اور زرتُشت۔ یہ تینوں نام اُسی ایک شخص کے ہیں۔ یہ منوچہر بادشاہ کی نسل سے اور شاگرد فیثاغورث حکیم کا تھا۔ اُس نے گشتاسپ بادشاہ کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور آتش پرستی کا دین ایجاد کیا مجوس لوگ اُس کو پیغمبر جانتے ہیں۔ اور اُس نے جو ایک کتاب ژند بنا کر اپنی امت کو دی تھی اُسکو کتاب آسمانی کہتے ہیں لغات کشوری ۲۲۷

قاضی کا جاہل ہونا ۴۷

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیْ اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَتٰی عَلٰی قَاضٍ فَقَالَ لَهٗ هَلْ

تعلم الناسخ من المنسوخ قال لا قال هلكت واهلكت بیہقی ج ۱۰ ص ۱۱۷

ابو عبد الرحمن سلمی کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک قاضی پر گذر ہوا آپ نے اس سے فرمایا کیا تو ناسخ و منسوخ سے واقف ہے اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو خود بھی ہلاک ہوا۔ اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا بسبب جہالت کے۔

(۴۹) کیا مدعی قاضی یا حاکم کے پاس مہمان رہ سکتا ہے

عن الحسن قال حدثنا رجل نزل علی علی رضی اللہ عنہ بالکوفۃ فاقام عندہ ایاما ثم ذکر خصومۃ لہ فقال لہ علی رضی اللہ عنہ تحول عن منزلی فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی ان ینزل الخصم الا وخصمہ معہ بیہقی ج ۱۰ ص ۱۳۷

امام حسن کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ میں کئی روز تک ٹھہرا رہا پھر اس نے ایک روز اپنے مقدمہ کا ذکر آپ سے کیا۔ آپ نے فرمایا تو میرے یہاں سے دوسری جگہ چلے جا تحقیق کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ مدعی اکیلا قاضی کے پاس آوے۔ مگر یہ کہ مدعی علیہ بھی اس کے ساتھ ہو۔

(۵۰) اگر انسان کے کسی عضو میں صدمہ پہنچا تو کیا ہوگا

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فی السن اذا کسر بعضہا اعطی صاحبہا بحساب ما نقص منہا ویتربص بہا حولا فان اسود تم عقلہا والا لم یزد علی ذلک بیہقی ج ۸ ص ۹۱

حضرت علی بن ابی طالب نے دانت کا بعض حصہ ٹوٹ جانے سے بقدر نقصان تاوان دلایا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ ایک سال تک دانت والا انتظار کرے اگر دانت سیاہ ہو جائے تو پوری دیت ہو گی اور اگر سیاہ نہ ہوا تو وہی کافی ہے۔

۵۱ اگر بعد نکاح کے عورت بہن ثابت ہو تو کیا۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا اَنْکَحَ اِمْرَأَۃً فَاَعْطَاصِدَاقَھَا وَکَانَتْ اُخْتُہٗ مِنَ الرَّضَاعَۃِ لَمْ یَکُنْ دَخَلَ بِھَا قَالَ تَرُدُّ اِلَیْہِ مَا لَہُ الَّذِیْ اَعْطَاھَا وَیَفْتَرِقَانِ۔ کنز العمال ج ۷ ص ۲۰۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ اتفاق سے وہ اسکی رضاعی بہن نکلی اور ابھی تک صحبت بھی نہیں ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ جو مہر کہ عورت کو دیا گیا ہے وہ واپس کردے اور دونوں میں تفریق کردی جائے۔

۵۲ چند اشخاص باہم آپس میں لڑے مقتول یا مجروح ہوں تو کیا

عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ اَشْھَدُ عَلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَضٰی فِیْ قَوْمٍ اقْتَتَلُوْا فَقَتَلَ بَعْضُھُمْ بَعْضًا فَقَضٰی بِعَقْلِ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا عَلَی الَّذِیْنَ جَرَحُوْا وَطَرَحَ عَنْھُمْ بِالْعَقْلِ بِقَدْرِ جِرَاحِھِمْ۔ کنز العمال ج ۷ ص ۱۴۹

شعبی کا بیان ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ آپ نے ایک قوم میں یہ فیصلہ فرمایا کہ جو باہم آپسمیں ایک دوسرے سے لڑے تھے مقتولوں کی دیت یعنی خون بہا قاتلوں پر ہے۔ مگر اس دیت میں اس قدر کمی کی گئی جسقدر ان کو زخم پہنچے تھے۔

۵۳ غصہ دلانے سے کوئی کسیکو ہلاک کرے تو کیا

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِلٰی اِمْرَأَۃٍ مُغِیْبَۃٍ کَانَ یَدْخُلُ عَلَیْھَا فَاَنْکَرَ ذٰلِکَ فَاَرْسَلَ اِلَیْھَا فَقِیْلَ لَھَا اَجِیْبِیْ عُمَرَ فَقَالَتْ یَاوَیْلَھَا مَالَھَا

وَلِعُمَرَ فَبَيْنَاهِيَ فِي الطَّرِيقِ فَزِعَتْ فَضَرَبَهَا الطَّلْقُ فَدَخَلَتْ دَارًا فَأَلْقَتْ وَلَدَهَا فَصَاحَ الصَّبِيُّ صَيْحَتَيْنِ ثُمَّ مَاتَ فَاسْتَشَارَ عُمَرُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ اِلَيْهِ بَعْضُهُمْ اَنْ لَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ اِنَّمَا اَنْتَ وَالٍ وَمُؤَدِّبٌ وَصَمَتَ عَلِيٌّ فَاَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ مَا تَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانُوْا قَالُوْا بِرَاْيِهِمْ فَقَدْ اَخْطَأَ رَاْيُهُمْ وَاِنْ كَانُوْا قَالُوْا فِي هَوَاكَ فَلَمْ يَنْصَحُوْا لَكَ اَرٰى اَنَّ دِيَتَهُ عَلَيْكَ فَاِنَّكَ اَنْتَ اَفْزَعْتَهَا وَاَلْقَتْ وَلَدَهَا فِي سَبِيْلِكَ فَاَمَرَ عَلِيًّا اَنْ يَقْسِمَ عَقْلَهُ عَلٰى قُرَيْشٍ يَعْنِي يَاْخُذُ عَقْلَهُ مِنْ قُرَيْشٍ لِاَنَّهُ اَخْطَأَ كنز العمال ج ۷ ص ۳۰۰

امام حسنؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو ایک عورت کے پاس بھیجا جو اکثر وہ آیا جایا کرتا تھا۔ کہ وہ عورت غائب تھی۔ اُس شخص نے جانے سے انکار کیا لیکن پھر اُسی کو بھیجا اُس نے جا کر اُس عورت سے کہا کہ چل کے حضرت عمرؓ کے سوال کا جواب دے۔ کہ تو کہاں تھی۔ اُس نے کہا ہائے مصیبت بھلا مجھ کو حضرت عمرؓ سے کیا واسطہ۔ اُسکے دل میں ایک دہشت ہو گئی۔ جب گھر سے چلی تو راستہ ہی میں تھی۔ کہ اُس کو یکایک درد زہ شروع ہوئی۔ وہ گھر میں گھس گئی۔ اور بچہ جنی اور اُسکو بٹک دی۔ اُس بچہ نے دو چیخیں ماریں اور مر گیا حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرامؓ سے اس امر میں مشورہ لیا تو بعض صحابہ نے یہ مشورہ دیا کہ آپ تو ناصح اور والی ہیں اور بعض نے کہا کہ آپ تو مؤدب ہیں۔ اِس بارے میں آپ پر کوئی الزام اور مواخذہ نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش سُن رہے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہو کر دریافت کیا کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جنہوں نے آپ کو رائے دی ہے اگر اُنہوں نے اپنی رائے سے کہا ہے تو خطا کی۔ اور اگر خوشامدانہ رو سے آپکی خوشی کے لئے کہا تو اُنہوں نے آپکے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی نہیں کی۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ اُس بچہ کا خون بہا آپ پر ہے۔ کیونکہ آپ اُس بچہ کی ہلاکت کے باعث ہوئے۔ کہ آپ نے اُس عورت

کو بدنام کیا۔ اور اُس کو بُلا کر دہشت دلائی جس سے آپ کے پاس آنے کے لیئے راستہ میں اُس کا وضع حمل ہوگیا پس حضرت علیؓ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اُسکی دیت یعنے خون بہا قریش پر تقسیم کیا جائے۔ کیونکہ یہ خطا ہے۔

فائدہ

کیا وہ عورت اُس بچہ کی وارث ہوسکتی۔ نہیں۔ کیونکہ قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوسکتا۔

اگر اپنی عورت کے ساتھ غیر کو پائے اور وہ اسکو یا دونوں کو قتل کردے تو کیا ۵۲

اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهٗ اِبْنُ خَيْبَرِيٍّ وَجَدَ مَعَ اِمْرَأَتِهٖ رَجُلًا فَقَتَلَهٗ اَوْ قَتَلَهُمَا فَاَشْكَلَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ الْقَضَاءُ فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلٰى اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ يَسْاَلُ لَهٗ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ عَلِيٌّ اَنَّ هٰذَا شَيْئٌ لَمْ يَكُنْ بِاَرْضِيْ عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتُخْبِرَنِّيْ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى كَتَبَ اِلَيَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلِيٌّ رض اَنَا اَبُو الْحَسَنِ اِنْ لَمْ يَاْتِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَلْيُعْطِ بِرُمَّتِهٖ بیہقی ج ۸ ص ۲۳۱

بہ تحقیق ایک شخص نے جو اہل شام سے تھا۔ اور اُس کو ابن خیبری کہتے تھے۔ اپنی بیوی کو کسی غیر شخص کے ساتھ ملوث پایا تو اُسکو قتل کردیا۔ یا دونوں کو مار ڈالا۔ اِس مقدمہ کا فیصلہ جب امیر معاویہؓ پر سخت دشوار ہوگیا تو اُس نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھ بھیجا کہ حضرت علیؓ سے اس کی نسبت دریافت کر کے لکھ بھیجے ابوموسیٰؓ نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا یہ واقعہ ہماری سرزمین کا نہیں ہے۔ تم کو قسم ہے یہ کہاں کا واقعہ ہے۔ ابوموسیٰؓ نے کہا کہ معاویہؓ بن سفیان نے مجھ کو لکھا ہے۔ آپ نے فرمایا میں ابوالحسنؓ ہوں۔ جب تک چار گواہ نہ ہوں اور اُس کو چاہیئے کہ وہ ہانڈی کو پھینکدے۔ یعنی عورت کو چھوڑ دے۔

پہلے زنادقہ پر اسلام پیش کیا جاوے و عدم قبولیت اسلام میں قتل ۵

اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِیْ بَکْرٍ کَتَبَ اِلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَسْئَلُہٗ عَنْ زَنَادِقَۃٍ مُسْلِمِیْنَ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَمَّا الزَّنَادِقَۃُ فَیُعْرَضُ عَلَیْہِمُ الْاِسْلَامُ فَاِنْ اَسْلَمُوْا وَاِلَّا قُتِلُوْا بیہقی ج۸ ص۲۰۱

محمد بن ابو بکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ مسلمان زنادقہ کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا۔ اُن پر اسلام پیش کیا جائے اگر مسلمان ہو جائیں تو بہتر ہے ورنہ قتل کر دیئے جائیں

۵۶ اگر کسی کا ذکر یا فوطہ یا حشفہ کاٹ دے تو کیا

عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَۃَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ وَفِی الذَّکَرِ الدِّیَۃُ وَفِیْ اِحْدَی الْبَیْضَتَیْنِ النِّصْفُ۔ وَمِنْ وَجْہٍ اٰخَرَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ فِی الْحَشْفَۃِ الدِّیَۃُ۔ بیہقی ج۸ ص۹۷

عاصم بن ضمرہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ذکر کے کاٹنے میں دیت ہے، اور ایک خصیہ کے کاٹنے میں نصف دیت ہے۔ اور حشفہ (سر ذکر) کے کاٹنے میں پوری دیت ہے۔

۵۷ تین لڑکیاں آپس میں ایک دوسری پر سوار ہو کر کھیل رہی تھیں نیچے والی نے اوپر والی کو گرا دیا۔ گردن ٹوٹ گئی تو کیا

عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَضٰی فِی الْقَارِصَۃِ وَالْقَامِصَۃِ وَالْوَاقِصَۃِ بِالدِّیَۃِ اَثْلَاثًا ہُنَّ ثَلَاثُ جَوَارٍ کُنَّ یَلْعَبْنَ فَرَکِبْنَ فَقَرَصَتِ السُّفْلٰی الْوُسْطٰی فَقَمَصَتْ فَسَقَطَتِ الْعُلْیَا فَوُقِصَتْ عُنُقُہَا فَجَعَلَ ثُلُثَیْ الدِّیَۃِ عَلَی الثِّنْتَیْنِ وَاَسْقَطَ ثُلُثَ الْعُلْیَا لِاَنَّہَا اَعَانَتْ عَلٰی نَفْسِہَا۔ بیہقی ج۸ ص۱۱۲ و نہایہ ابن اثیر ج۳ ص۲۲۲

شعبی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے تین لڑکیوں باہم آپس میں یہ فیصلہ فرمایا یعنی قارصہ وقامصہ وواقصہ میں کہ یہ تینوں مل کر آپس میں ایک دوسرے پر سوار ہو کر کھیل رہی تھیں نیچے والی نے اپنے اوپر والی کو گرا دیا۔ تو تیسری بھی گر گئی اور اُس کی گردن ٹوٹ گئی۔ آپ نے پہلی اور دوسری پر دو ثلث دیت مقرر فرمائی۔ اور تیسری کی نسبت فرمایا اُس نے اپنے نفس پر اعانت کی ہے یعنے ان دونوں کی وجہ سے تیسری گری ہے۔ اس لئے تیسری کو دو ثلث دیت گردن ٹوٹنے کی دی جائے۔

۵۸) اگر کسی نے کعبہ میں کسی کو قتل کیا۔ تو کیا

عَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ رَجُلًا قَتَلَ فِی الْکَعْبَۃِ فَسَأَلَ عُمَرُ عَلِیًّا فَقَالَ مِنْ بَیْتِ الْمَالِ

کنز العمال ج ۷ ص ۱۴۷

اسود بیان کرتا ہے کہ ایک شخص نے بیت اللہ میں ایک کو قتل کر دیا۔ تو حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا تو آپ نے بیت المال سے دیت دینے کیلئے فرمایا۔

۵۹) قتل شبہ عمد میں دیت کا نصاب

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ فِیْ شِبْہِ الْعَمَدِ اَلتَّجْرِبَۃُ بِالْعَصَاءِ وَالْحَجَرِ الثَّقِیْلِ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثُ جِذْعَۃٍ وَ ثَلَاثُ صَفَقٌ وَ ثَلَاثُ ثَنِیَّۃٌ اِلٰی بَازِلِ عَامُہَا۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۴۷۔

حضرت علیؓ نے فرمایا قتل شبہ عمد میں یعنی بڑی لکڑی یا بڑے پتھر سے ماریں تین دو سالہ اونٹ اور تین خوب جوان اونٹ اور تین دو سال سے دس سال کے اونٹ۔

۶۰) شبہ عمد میں لکڑی یا پتھر سے ہلاکت میں کیا

۶۱

بڑی لکڑی یا بڑا پتھر شبہ عمد ہے

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍؓ قَالَ شِبْہُ الْعَمَدِ الضَّرْبُ بِالْخَشْبَۃِ وَالْحَجَرِ الْعَظِیْمِ (" ")

حضرت علیؓ فرماتے ہیں شبہ عمد بڑی لکڑی یا بڑے پتھر سے مارنے کو کہتے ہیں جس سے قتل واقع ہو۔

۶۲

خطا یا شبہ عمد میں دیت کے جانوران کا نصاب

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ فِیْ شِبْہِ الْعَمَدِ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ حِقَّۃً وَّثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ جَذَعَۃً وَّاَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ مَابَیْنَ ثَنِیَّۃٍ اِلٰی بَازِلِ عَامِھَا کُلُّھَا خَلِفَۃٌ وَفِی الْخَطَاءِ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ حِقَّۃً وَّخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ جَذَعَۃً وَّخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ وَّخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ۔ کنز العمال ج ۶ ص ۱۴۵

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ قتل شبہ عمد میں تینتیس ۳۳ جوان اونٹ جو سواری کے قابل ہوں اور تینتیس ۳۳ دو تین سالہ اونٹ اور چونتیس دو سال سے دس سال تک کے یہ سب حاملہ ہوں پیچھے چلنے والے ہیں اور خطا میں پچیس جوان اور پچیس ۲۵ دو سال اور پچیس جو دوسرے سال میں لگے ہوں۔ اور پچیس ۲۵ دودھ پیتے ہوئے۔

۶۳

نقدی دیت کی مقدار

عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ عَلِیًّا قَضٰی بِالدِّیَۃِ اِثْنٰی عَشَرَ اَلْفًا (کنز ایضًا)۔

امام حسنؒ کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ نے بارہ ہزار درہم دیت تاوان نفس مقرر فرمایا۔

۶۴

اگر کوئی اپنی ماں کو قتل کر دے تو کیا

عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ رَجُلًا رَمٰی اُمَّہٗ بِحَجَرٍ فَقَتَلَھَا فَرُفِعَ ذٰلِکَ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ

فَقَضٰی عَلَیْہِ بِالدِّیَۃِ وَ لَمْ یُوْرِثْ مِنْہَا شَیْئًا۔ (" ")

ایک شخص نے اپنی ماں کو پتھر پھینک کر قتل کر دیا۔ یہ مقدمہ حضرت علی کے پاس آیا۔ آپنے یہ فیصلہ فرمایا کہ قاتل پر دیت تاوانِ قتل ہے اور ماں سے محروم الارث ہے۔

۶۵ قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں ہو سکتا

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَلْاِخْوَۃُ مِنَ الْاُمِّ لَا یُوْرَثُ دِیَۃَ اَخِیْہِمْ لِاُمِّہِمْ اِذَا قَتَلَ (" ")

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اخیافی بھائی اپنے اخیافی بھائی کا وارث نہیں ہو سکتا ہے جب کہ اُس نے اسکو قتل کیا ہو۔

۶۶ اگر ازدحام میں مقتول ہو تو کیا

عَنْ یَزِیْدَ بْنِ مَذْکُوْرِ الْہَمْدَانِیِّ اَنَّ رَجُلًا قُتِلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فِی الْمَسْجِدِ فِی الزِّحَامِ فَوَادَاہُ عَلِیٌّ مِنْ بَیْتِ الْمَالِ (")

ایک شخص جمعہ کے روز مسجد میں ازدحام سے ہلاک ہو گیا۔ تو حضرت علی رضؓ نے اوس کی دیت بیت المال سے ادا کی۔

۶۷ اگر چوٹ کی وجہ سے سر کی ہڈی ٹوٹ جائے یا سفیدی نظر آئے تو کیا

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ فِی الْمُنَقِّلَۃِ خَمْسَ عَشَرَۃَ۔ کنز العمال ج۷ صفحہ ۱۰۱۔

اگر چوٹ کی وجہ سے سر کی ہڈی ٹوٹ جائے۔ یا سفیدی نظر آئے تو پندرہ اونٹ دیت

۶۸ سفر میں زید بکر عمر نے ملکر کھانا کھایا زید کی تین روٹی بکر کی دو۔

عمر خالی جاتے وقت عمر نے آٹھ روپے دیئے جو میں نے کھایا اُسکا بدلہ ہے تقسیم میں نزاع ہو تو کیا؟

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ جَلَسَ رَجُلَانِ يَتَغَدَّيَانِ اَحَدُهُمَا مَعَهُ خَمْسَةُ اَرْغِفَةٍ وَمَعَ الْاٰخَرِ ثَلَاثَةُ اَرْغِفَةٍ فَلَمَّا وَضَعَا الْغَدَاءَ بَيْنَهُمَا مَرَّ بِهِمَا رَجُلٌ فَسَلَّمَ فَقَالَا اِجْلِسْ لِلْغَدَاءِ فَجَلَسَ وَاَكَلَ مَعَهُمَا وَاسْتَوَوْا فِيْ اَكْلِهِمُ الْاَرْغِفَةَ الثَّمَانِيَةَ فَقَامَ الرَّجُلُ فَطَرَحَ اِلَيْهِمَا ثَمَانِيَةَ دَرَاهِمَ فَقَالَ خُذُوْهَا عِوَضًا مِمَّا اَكَلْتُ لَكُمَا وَنِلْتُهُ مِنْ طَعَامِكُمَا فَتَنَازَعَا فَقَالَ صَاحِبُ الْخَمْسَةِ الْاَرْغِفَةِ لِيْ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَلَكَ ثَلَاثَةٌ وَقَالَ صَاحِبُ الْاَرْغِفَةِ الثَّلَاثَةِ لَا اَرْضٰى اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الدَّرَاهِمُ بَيْنَنَا نِصْفَيْنِ فَارْتَفَعَا اِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَصَّا عَلَيْهِ قِصَّتَهُمَا فَقَالَ لِصَاحِبِ الثَّلَاثَةِ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكَ صَاحِبُكَ وَخُبْزُهُ اَكْثَرُ مِنْ خُبْزِكَ فَارْضَ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا رَضِيْتُ اِلَّا بِمُرِّ الْحَقِّ فَقَالَ عَلِيٌّ لَيْسَ فِي الْحَقِّ اِلَّا دِرْهَمٌ وَاحِدٌ وَلَهٗ سَبْعَةُ دَرَاهِمَ فَقَالَ الرَّجُلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ قَالَ هُوَ ذَاكَ قَالَ عَرِّفْنِي الْوَجْهَ فِيْ مُرِّ الْحَقِّ حَتّٰى اَقْبَلَهٗ فَقَالَ عَلِيٌّ اَلَيْسَ لِلثَّمَانِيَةِ الْاَرْغِفَةِ اَرْبَعَةٌ وَعِشْرُوْنَ ثُلُثًا اَكَلْتُمُوْهَا وَاَنْتُمْ ثَلَاثَةُ اَنْفُسٍ وَلَا يُعْلَمُ الْاَكْثَرُ اَكْلًا مِنْكُمْ وَلَا الْاَقَلُّ فَتُحْمَلُوْنَ فِيْ اَكْلِكُمْ عَلَى السَّوَاءِ قَالَ فَاَكَلْتَ اَنْتَ ثَمَانِيَةَ اَثْلَاثٍ وَاِنَّمَا لَكَ تِسْعَةُ اَثْلَاثٍ وَاَكَلَ صَاحِبُكَ ثَمَانِيَةَ اَثْلَاثٍ وَلَهٗ خَمْسَةَ عَشَرَ ثُلُثًا اَكَلَ مِنْهَا ثَمَانِيَةً وَبَقِيَ لَهٗ سَبْعَةٌ اَكَلَ صَاحِبُ الدَّرَاهِمِ وَاَكَلَ لَكَ وَاحِدٌ مِنْ تِسْعَةٍ فَلَكَ وَاحِدٌ بِوَاحِدِكَ وَلَهٗ سَبْعَةٌ فَقَالَ الرَّجُلُ رَضِيْتُ الْاٰنَ۔

کنز العمال ج ۲ صـ ۲۰۵ و تاریخ الخلفاء للسیوطی ـ صـ ۶۹

زر بن حبیش کا بیان ہے کہ دو شخص روٹی کھانے بیٹھے تھے۔ ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین تھیں کہ اتنے میں ایک تیسرا شخص آگیا اُن دونوں نے اُس کو بھی اپنے ساتھ بٹھالیا۔ اِن تینوں نے وہ آٹھ روٹیاں کھالیں۔ جب وہ تیسرا شخص جانے لگا تو اُس نے آٹھ درہم اُن کو دے کر کہا کہ جو کچھ میں نے کھایا ہے یہ اُس کا معاوضہ ہے۔ اُن دونوں میں اِن درہموں کی تقسیم میں جھگڑا پیدا ہُوا۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میں پانچ درہم لوں گا۔ اور تجھ کو رسدی حصّہ تین دونگا۔ تین روٹیاں والے نے کہا کہ میں برابر آدھا حصّہ لونگا۔ یہ قضیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ نے تین روٹیوں والے کو فرمایا کہ تو وہی لیلے جو تیرا ساتھی تجھ کو خوشی سے دے رہا ہے۔ کیونکہ اُس کی روٹیاں زیادہ تھیں۔ اور تیری کم تھیں۔ اُس نے کہا کہ واللہ میں کبھی راضی نہیں ہونگا جب تک میرا حق مجھ کو پورا نہیں ملیگا۔ آپ نے فرمایا اگر تو حق چاہتا ہے تو تیرا حصّہ ایک ہی درہم ہے۔ اور دوسرے کے سات ہیں اُس نے کہا سبحان اللہ یہ کس طرح۔ ذرا مجھ کو سمجھا دیجئے۔ تاکہ میں اُس کو منظور کرلوں آپ نے فرمایا۔ دیکھو کُل آٹھ روٹیاں تھیں اور تم تین آدمی تھے۔ مساوی طور پر اُن کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ اِس لئے آٹھ کو تین پر ضرب دینے سے چوبیس ٹکڑے ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ کس نے کم کھایا یا کس نے زیادہ۔ اِس لئے لامحالہ ہم اِس کو تسلیم کریں گے۔ کہ سب نے ٹکڑے برابر کھائے۔ اِس لحاظ سے تمہاری تین روٹیوں کے نو ٹکڑے ہُوئے۔ جن میں سے تم نے آٹھ کھالئے۔ اور ایک بچ گیا۔ اور پانچ روٹیاں والے کے پندرہ ٹکڑے ہُوئے جن میں سے آٹھ اُس نے کھائے۔ تو سات باقی رہے۔ اب درہم دینے والے نے تیرا ایک ٹکڑا کھایا۔ اور اُس کے سات ٹکڑے کھائے۔ اِس لیئے تجھ کو ایک درہم ملنا چاہئے۔ اور تیرے

سائل کو سات درہم۔ یہ سُن کر اُس شخص نے کہا کہ اب میں راضی ہو گیا۔

۶۹ اگر راستہ میں کنواں یا گڑھا یا کچھ ڈالنے سے صدمہ پہنچے تو کیا

عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ مَنْ حَفَرَ بِئْراً اَوْ عَرَضَ عُوْداً فَاَصَابَ اِنْسَاناً ضَمِنَ۔ کنز العمال ج۶ ص۱۴۷

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے راستہ وغیرہ میں گڑھا کھدوایا یا چوڑی لمبی لکڑی ڈالدی اور اُس سے کسی دوسرے کو نقصان پہنچا۔ تو وہ بقدر نقصان اُس کا ضامن ہے۔

۷۰ اگر آزاد غلام کو قتل کر ڈالے تو مقدار دیت کیا۔

عَنِ الْاَحْنَفِ بن قَیْسٍ عَنْ عَلِیٍّ وَ عُمَرَ فِی الْحُرِّ یَقْتُلُ الْعَبْدَ قَالَا فِیْہِ ثَمَنُہٗ مَا بَلَغَ۔ کنز العمال ج۶ ص۱۵۱

حنف بن قیس راوی ہیں حضرت علیؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے کہ دونوں فرماتے ہیں اگر آزاد حُر شخص نے غلام کو قتل کر ڈالا۔ تو اُس کی قیمت کا تاوان دینا ہو گا۔

۷۱ غلام کی دیت اُس کی قیمت

عَنْ عَلِیٍّ وَ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَا دِیَۃُ الْمَمْلُوْکِ ثَمَنُہٗ وَاِنْ ظَنَّ دِیَۃَ الْحُرِّ۔

حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما دونوں نے فرمایا کہ تاوان دیت غلام کی اُس کی قیمت کے برابر ہے۔ اور یہ بھی گمان گزرتا ہے کہ دیت حُر فرمایا۔

۷۲ مقدار دیت مُسلم و یہودی و نصرانی و ذمی

عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ عَنِ الْحُکْمِ بْنِ عُتَیْبَةَ اَنَّ عَلِیًّا قَالَ دِیَةُ الْیَهُوْدِیِّ وَالنَّصْرَانِیِّ وَ کُلِّ ذِمِّیٍّ مِثْلُ دِیَةِ الْمُسْلِمِ قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ وَ هُوَ قَوْلِیْ۔ کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۱۔

ابو حنیفہ امام اعظم۔ حکم بن عتیبہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا دیت تاوان یہودی اور نصرانی اور ہر کافر ذمّی کا مثل دیت و تاوان مسلم کے ہے۔ اور ابو حنیفہ نے کہا کہ یہی میرا قول ہے۔ اس کی تحقیق فقہ میں ہے۔

حضرت عمرؓ کی جانب سے حضرت علیؑ کا قضا پر تقرر

عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ مَا اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَاضِیًا حَتّٰی مَاتَ وَ لَا اَبُوْ بَکْرٍ وَ لَا عُمَرُ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ لِرَجُلٍ فِیْ اٰخِرِ خِلَافَتِهٖ اِکْفِنِیْ بَعْضَ اُمُوْرِ النَّاسِ یعنی عَلِیًّا۔ کنز العمال ج ۲ ص ۱۹۷۔

حضرت امام زہری نے کہا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حین حیات تک کوئی قاضی مقرر نہیں فرمایا حتیٰ کہ آپ کا وصال ہوگیا۔ اسی طرح حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی۔ مگر حضرت عمرؓ نے فرمایا اپنے آخر خلافت میں۔ کہ مجھ کو بعض امور میں لوگوں کے تصفیہ کے لئے علیؓ کافی ہیں۔

بازار میں اپنے اپنے حدود سے تجاوز کرنا۔

عن الاصبغ بن نباتہ قال خرجت مع علی بن ابی طالب الی السوق فرأی اھل السوق قد جاوزوا امکنھم فقال لیس ذلک الیھم سوق المسلمین کمصلی المسلمین من سبق الی شئ فھو لہ یومہ حتی یدعہ کنز العمال ج ص ۱۹۷

اصبغ بن نباتہ کا بیان ہے کہ میں حضرت علیؓ کی ہمراہی میں بازار کی طرف گیا۔
جب آپ نے اہلِ بازار کو دیکھا کہ وہ اپنے مقررہ حدود سے متجاوز ہو کے آگے بڑھ کر
بیٹھے ہیں تو آپ نے فرمایا اُن کو یہ حق نہیں کہ اپنے حدود سے آگے بڑھ کر بیوپار کریں
بازار مسلمانوں کی مسجد کی طرح نہیں ہے کہ جہاں چاہیں بیٹھ جائیں۔ جس نے پہلے
جگہ حاصل کر لی وہ اُس کے چھوڑنے تک اُسی کی ہے۔

۷۵ مع حلف ایک گواہ کے بیان پر فیصلہ

عن عروۃ بن الحرانی فی مسند قاضی ابی یوسف عن جعفر بن محمد
عن ابیہ عن علیؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی بشہادۃ رجل واحد
مع یمین صاحب الحق وقضی بہ علیؓ بالعراق۔ کنز العمال ج ۷ ص ۲۰۲۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مدعی کے حق
میں مدعی کی گواہی پر حلف کے ساتھ فیصلہ فرما دیا۔ اور حضرت علیؓ نے بھی عراق میں
اسی طرح حلفِ مدعی پر فیصلہ فرمایا۔

۷٦ اگر کسی کو حمار یا فاسق یا خبیث یا کافر کہے تو کیا

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عنہ فِی الرَّجُلِ یَقُوْلُ لِلرَّجُلِ یَا کَافِرُ یَا خَبِیْثُ یَا
فَاسِقُ یَا حِمَارُ قَالَ لَیْسَ عَلَیْہِ حَدٌّ مَعْلُوْمٌ یُعَزِّرُہُ الْوَالِیْ بِمَا رَأٰی۔
کنز العمال ج ۳ ص ۱۰۴۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے کسی کو کافر کہا
یا خبیث یا فاسق یا گدھا کہا تو اُس پر کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ لیکن حاکم وقت
کی رائے پر تعزیر ہے۔

(۷۷) زنادقہ کا آگ میں جھونکنا۔

عن عکرمۃ قال اُتی امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ بزنادقۃ فاحرقھم

نیل الاوطار جلد ۷ صـ۹۷

حضرت علیؓ کے دربار میں زنادقہ لائے گئے تو آپ نے ان کو آگ میں جلا دیا۔

(۷۸) اسلام لا کر پھر کافر ہو تو کیا

عَنْ ابی موسیٰ اشعری انّ النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلم قال لعلیٍّ اذھب الی الیمن فلمّا قدم علیہ القی لہ وسادۃً وقال انزل واذا رجلٌ عندہ موثقٌ فقال ما ھذا قال کان یھودیًا فاسلم ثمّ تھوّد قال لا اجلس حتّٰی یقتل قضاءُ اللہ ورسولہ ۔ بخاری و مسلم ۔ نیل ایضاً ج ۸ صـ۹۵ ۔

ابو موسیٰ اشعری بیان کرتا ہے بتحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو یمن کو روانہ فرمایا۔ جب آپ یمن پہنچے تو آپ کے لئے فرش بچھایا گیا۔ کہ آپ اس پر تشریف رکھیں۔ اتفاق سے آپ کے فرش کے نزدیک ایک شخص مشکیاں باندھا ہوا ہے آپنے دریافت فرمایا یہ کیا واقعہ ہے۔ صاحب خانہ نے کہا یہ شخص پہلے یہودی تھا۔ پھر اسلام لا کر پھر یہودی ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نہیں بیٹھوں گا جب تک اس کو قتل نہیں کروں گا۔

(۷۹) جو شخص حضرت علیؓ کو خالق رازق خدا کہے تو کیا

عَنْ شریک العامری قیل لعلیٍّ انّ ھٰنا قومًا علی باب المسجد یزعمون انّک ربّھم فدعاھم فقال لھم ویلکم ما تقولون قالوا انت ربّنا وخالقنا

وَرَزِقْنَا قَالَ وَيْلَكُمْ اِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ مِثْلُكُمْ اٰكُلُ الطَّعَامَ كَمَا تَأْكُلُوْنَ وَاَشْرَبُ كَمَا تَشْرَبُوْنَ اِنْ اَطَعْتُ اللّٰهَ اَثَابَنِيْ اِنْ شَاءَ وَاِنْ عَصَيْتُهٗ خَشِيْتُ اَنْ يُعَذِّبَنِيْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَارْجِعُوْا فَاَبَوْا فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ غَدَوْا عَلَيْهِ فَجَاءَ قَنْبَرٌ فَقَالَ قَدْ وَاللّٰهِ رَجِعُوْا يَقُوْلُوْنَ ذٰلِكَ الْكَلَامَ فَقَالَ اَدْخِلْهُمْ فَقَالُوْا كَذٰلِكَ فَلَمَّا كَانَ الثَّالِثُ قَالَ لَئِنْ قُلْتُمْ ذٰلِكَ لَاَقْتُلَنَّكُمْ بِاَخْبَثِ قِتْلَةٍ فَاَبَوْا اِلَّا ذٰلِكَ فَاَمَرَ عَلِيٌّ اَنْ يُخَدَّ لَهُمْ اُخْدُوْدٌ بَيْنَ بَابِ الْمَسْجِدِ وَالْقَصْرِ وَاَمَرَ بِالْحَطَبِ اَنْ يُطْرَحَ فِي الْاُخْدُوْدِ وَيُضْرَمَ بِالنَّارِ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ اِنِّيْ طَارِحُكُمْ فِيْهَا اَوْ تَرْجِعُوْا فَاَبَوْا اَنْ يَرْجِعُوْا فَقَذَفَ بِهِمْ حَتّٰى اِذَا احْتَرَقُوْا قَالَ اِنِّيْ اِذَا رَاَيْتُ اَمْرًا مُنْكَرًا ۔ اَوْقَدْتُ نَارِيْ وَدَعَوْتُ قَنْبَرًا۔

وَفِي الْمِلَلِ وَالنِّحَلِ اِنَّ الَّذِيْنَ اَحْرَقَهُمْ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ طَائِفَةٌ مِنَ الرَّوَافِضِ اِدَّعَوْا فِيْهِ الْاِلٰهِيَّةَ وَهُمُ السَّبَائِيَّةُ وَكَانَ كَبِيْرُهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَبَا يَهُوْدِيًّا ثُمَّ اَظْهَرَ الْاِسْلَامَ - نیل الاوطار ج ۷ ص

شریک عامری کا بیان ہے کہ کسی اہل یمن نے علیؓ سے کہا کہ یہاں مسجد کے دروازے پر ایسے لوگ ہیں کہ وہ آپ کو رب تصور کرتے ہیں۔ آپ نے اُن کو بُلا کر فرمایا بُرا ہو تمہارا یہ تم کیا کہتے ہو اُن لوگوں نے کہا آپ تو ہمارے پروردیگار ہیں اور آپ ہمارے پیدا کرنے والے اور رزق دینے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا بُرا ہو اسمیں شک نہیں۔ میں تو خدا کا بندہ مثل تمہاری ہوں۔ میں کھانا کھاتا ہوں مثل تمہاری اور پانی پیتا ہوں مثل تمہاری۔ اگر میں خدا کی فرمانبرداری کروں گا ثواب پاؤں گا۔ اگر نافرمانی کروں گا تو خوف ہے کہ مجھ کو بھی عذاب دے۔ تم خدا سے ڈرو۔ اور بُرے کاموں سے بچو اور اپنے قول سے باز آجاؤ۔ اُن لوگوں نے اُس سے انکار کیا۔ جب صبح ہوئی تو اُن کو آپ کے دربار میں حاضر کیا۔ تو اتفاقاً آپ کا غلام قنبر بھی آگیا اور کہا کہ قسم ہے

خدا کی کیا یہ لوگ اپنی ہٹ سے باز آئے ہیں یا نہیں۔ حکم ہوا کہ ان کو لے جاؤ اور وہ لوگ اسی طرح اپنی ہٹ پر قائم رہے۔ جب تیسرا دن ہوا تو حاضر کیئے گئے تو آپ نے فرمایا اگر تم وہی اپنا کہو گے تو میں تم کو قتل کروں گا۔ اور سخت تر عذاب دونگا پھر وہ لوگ اپنے ہٹ سے باز نہیں آئے۔ اور وہی کہتے رہے کہ آپ ہمارے خدا پیدا کرنے والے رزاق ہیں۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ ان کے لیئے خندقیں کھودی جاویں درمیانِ مسجد و قصر شاہی کے جب خندقیں کھودی گئیں آگ تیار ہوگئی تو آپ نے اُن کو فرمایا یہ آگ تمہارے لیئے تیار ہے۔ اگر اب بھی تم ارتداد سے باز آجاؤ تو بہتر ہے ورنہ ان میں تم کو ڈال دیا جائیگا۔ بالآخر وہ لوگ جب اپنے ارتداد سے باز نہیں آئے آپ نے اُن کو آگ میں جھونک دیا۔ اور ملل و نحل میں جن جن لوگوں کا آگ میں جلانے کا ذکر آیا ہے وہ ایک جماعت روافض سے تھی اُن کا دعویٰ حضرت علیؓ کی الوہیت کا تھا۔ وسبیہ لوگ تھے۔ اُن کا بڑا عبداللہ سبا یہودی تھا۔ پھر اُس نے اپنا اسلام بھی ظاہر کیا تھا۔

٨٠ مزنیہ کو سو کوڑے و رجم

كَانَ لِشُرَاحَةَ زَوْجٌ بِالشَّامِ وَ اَنَّهَا حَمَلَتْ فَجَاءَ مَوْلَاهَا اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ زَنَتْ وَ اِعْتَرَفَتْ فَجَلَدَهَا يَوْمَ الْخَمِيْسِ مِائَةً وَّ رَجَمَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ نیل الاوطار ج صـ۲۲

شراحہ کا زوج شام کے ملک میں روپوش تھا اور شراحہ کو حمل رہ گیا تو اُس کا مولا لیکر حضرت علیؓ کے پاس آیا کہ اس نے زنا کروایا ہے۔ پھر اُس نے اعتراف بھی کیا۔ تو آپ نے اُسکو سو کوڑا مارا اور جمعہ کے دن سنگسار کروا دیا۔

٨١ شطرنج کا کیا حکم؟

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّرْدُ وَالشِّطْرَنْجُ مِنَ الْمَيْسِرِ۔ کنز العمال ج ۶ ص ۱۷۵

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نرد و شطرنج تو جوا ہے۔

دوسری روایت عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ يَلْعَبُوْنَ بِالشِّطْرَنْجِ فَقَالَ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْ اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُوْنَ لَاَنْ يَمَسَّ اَحَدُكُمْ جَمْرَةً يُطْفَاءُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ اَنْ يَمَسَّهَا۔ کنز العمال ج ۶ ص ۱۷۵

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گذر ایک قوم پر ہوا کہ وہ شطرنج سے کھیل رہے تھے آپ نے فرمایا یہ تماثیل (تصاویر) کہ جس پر تم جمے ہوئے بیٹھے ہو اگر ایک تم سے آگ کی چنگاروں سے کھیلتا تو بہتر ہوتا۔ اِس سے فائدہ تماثیل صورتیں جو تصویر حقیقی شی کا ظاہر کریں ذی روح سے خواہ فوٹو ہو یا قلمی وغیرہ سے ہوں۔

۸۲ کھلاڑی شطرنج پر سلام نہیں

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَا تُسَلِّمْ عَلٰى اَصْحَابِ النَّرْدِ شَيْرٍ وَالشِّطْرَنْجِ ؞

کھلاڑی شطرنج پر سلام نہیں۔

۸۳ گانے کی محبت میں کیا؟

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حُبُّ الْغِنَاءِ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الْعُشْبَ ؞ کنز العمال ج ؍؍ ص ؍؍ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی یہی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی۔ آپ نے فرمایا غنا گانے کی محبت دل میں نفاق کو پیدا کرتی ہے۔ جیسے پانی ترکاریوں اور گھاس کو اُگاتا ہے۔

۸۴ قول کو دیکھنا نہ قائل کو

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ قَالَ وَانْظُرُوْا مَا قَالَ ۔

کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۲۳ ۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں من قال کو نہ دیکھو۔ بلکہ ما قال کو دیکھو ۔

(۸۵) حضرت علیؓ کا وعظ حضرت عمرؓ کو

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِعَلِیٍّ عِظْنِیْ یَا اَبَا الْحَسَنِ قَالَ لَا تَجْعَلْ یَقِیْنَکَ شَکًّا وَ لَا عِلْمَکَ جَہْلًا وَ لَا ظَنَّکَ حَقًّا وَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَیْسَ لَکَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا مَا اَعْطَیْتَ فَاَمْضَیْتَ وَقَسَمْتَ فَسَوَّیْتَ وَ لَبِسْتَ فَاَبْلَیْتَ قَالَ صَدَقْتَ یَا اَبَا الْحَسَنِ ۔ کنز العمال ج ۶ ص ۳۶۶

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ نصیحت کیجئے یا ابوالحسن آپ نے فرمایا اپنے یقین پر بھروسہ مت کر اور نہ نامعلوم عمل پر اور نہ حق پر گمان کر۔ خوب جان تو وہی ہے تیرے لیئے جو تم نے خیرات کیا اور گذر گیا۔ اور تقسیم کیا وہ پہنچ گیا۔ اور پہنا بودا کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ابوالحسن تو نے سچ کہا۔

(۸۶) حضرت علیؓ کے احکام دنیا و آخرت کے لیئے

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَیْسَ الْخَیْرُ اَنْ یَکْثُرَ مَالُکَ وَ وَلَدُکَ وَلٰکِنَّ الْخَیْرَ اَنْ یَکْثُرَ عَمَلُکَ وَ یَعْظُمَ حِلْمُکَ وَ تَنَاہٰی فِیْ عِبَادَۃِ رَبِّکَ اِنْ اَحْسَنْتَ حَمِدْتَ اللّٰہَ وَاِنْ اَسَأْتَ اِسْتَغْفَرْتَ اللّٰہَ لَا خَیْرَ فِی الدُّنْیَا اِلَّا لِرَجُلَیْنِ رَجُلٌ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَھُوَ یَتَدَارَکُ ذٰلِکَ بِتَوْبَۃٍ اَوْ رَجُلٌ سَارَعَ فِیْ دَارِ الْاٰخِرَۃِ

کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۲۶ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کثرت مال و اولاد ہونا کوئی نیکی نہیں۔ بلکہ نیکی یہ ہے

کثرت سے عمل نیک کرنا۔ اور حلم کو ترقی دینا اور عبادت الٰہی میں انتہائی درجہ کی کوشش کرنا۔ اگر تو نے نیکی کی تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کر۔ اگر تجھ سے کوئی برائی صادر ہوا اللہ تعالیٰ سے اسکی معافی چاہئے دنیا میں دو شخص بہتر ہیں۔ ایک یہ کہ کوئی گناہ کیا تو فوری توبہ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ دوسرا وہ ہے کہ آخرت کے کام میں مصروف ہے۔

۸۷ کیا غیر مسلم کے قتل میں مسلم قتل کیا جائیگا

عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِیٍّ ھَلْ عِنْدَکُمْ شَیْءٌ مِنَ الْوَحْیِ مَا لَیْسَ فِی الْقُرْاٰنِ فَقَالَ لَا وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَبَرَاَ النَّسَمَۃَ اِلَّا فَھْمًا یُعْطِیْہِ اللّٰہُ رَجُلًا فِی الْقُرْاٰنِ وَمَا فِیْ ھٰذِہِ الصَّحِیْفَۃِ وَقُلْتُ مَا فِیْ ھٰذِہِ الصَّحِیْفَۃِ قَالَ الْعَقْلُ وَفَکَاکُ الْاَسِیْرِ وَلَا یُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِکَافِرٍ۔ رواہ احمد والبخاری والنسائی وابوداؤد والترمذی نیل ج ۶ ص ۲۸

ابو جحیفہ کا بیان کہ میں نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا آپ کے پاس سوائے قرآن کے اور کچھ وحی سے آسمانی احکام ہیں۔ آپنے فرمایا قسم ہے اُس ذات باری کی جس نے دانہ سے درخت پیدا کیا اور پانی سے انسان کو مگر فہم وعقل ہے جسکو خدا چاہے عطا فرماوے اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ اس صحیفہ میں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا دیت تاوان نفس اور قیدیوں کے احکام ہیں اور مُسلم کافر کے بدلہ میں قتل نہ کیا جاوے۔

فائدہ

سوال کی وجہ یہ تھی ایک جماعت شیعہ سے اِس طرف گئی ہے کہ اہل بیت کے پاس سوائے اس قرآن کے اور بھی وحی آسمانی احکام ہیں۔

فی الطلاق وغیرھا

۸۸) اگر مرد نے طلاق عورت کے قبضہ میں دی تو کیا؟

عَنْ علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ اِذَا جَعَلَ امرھا بیدھا فالقضاء ما قضت ھی وغیرھا سواء وھو بیدھا حتّٰی تتکلم۔ کنز ج ۳ صـ ۱۸۴

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب مرد نے اپنی عورت کے ہاتھ میں طلاق کا اختیار دیدیا تو عورت کو اختیار ہے جبتک وہ اپنے نفس کو طلاق نہ دے یعنے دینا نہ دینا اُس کے ہاتھ میں ہے۔

۸۵) طلاق بالشرط میں رجوع کا مالک ہے

عَنْ علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فی رجل وھب امرأتہ لاھلھا فقال اِنْ قَبِلُوْھَا فھی تطلیقۃ و اِن ردّوھا فھی واحدۃ وھو أملك برجعتھا

کنز جلد ۳ صفحہ ۱۸۴۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے اپنی عورت کو کچھ ہبہ کیا کہ یہ اپنے اہل کو دے دے۔ پھر کہا اگر اُنہوں نے قبول کرلیا تو طلاق ہے۔ اور اگر اُنہوں نے واپس کردیا تو ایک طلاق ہے۔ اب یہ رجعت کا مالک ہے کہ رجوع کرلے۔

۹) اگر مرد نے طلاق کا مالک عورت کو کیا تو کیا

عَنْ علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قال اذا املك الرجل امرأتہ مَرَّۃً واحدۃً فَاِنْ

قضت فلیس له من اَمْرِها شیء و ان لم تقض فھی واحدۃ و امرھا الیہ ۔ کنز جلد ۳ ۔ صفحہ ۲۸۲ ۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں ۔ اگر کسی نے اپنی عورت کو طلاق کا مالک کردیا اگر عدت گزر گئی ہے تو اب مرد کو حق زوجیت باقی نہیں ہے ۔ اور اگر عدت باقی ہے تو ایک طلاق ہے ۔ پھر اُس کو اختیار ہے ۔

(۹۱) اگر مرد نے عورت کو ایک ہزار طلاق دی تو کیا

حبیب بن ثابت عن بعض اصحابہٖ قال جاء رجل الی علیؓ فقال طلقت امرأتی الفاً قال ثلاث تحرمھا علیک و اقسم سائرھا بین نسائک ''

حبیب بن ثابت کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ کے پاس آکر کہا میں نے اپنی جورو کو ایک ہزار طلاق دیں ہیں آپ نے فرمایا تین طلاقوں نے تو تیری عورت کو تجھ پر حرام کردیا ۔ باقی ماندہ طلاقوں کو دوسری عورتوں پر تقسیم کردے ۔

(۹۲) اگر مرد نے عورت کو اپنے پر حرام کیا تو کیا ؟

اِنَّ عَدِی بن قیس احد بنی کلاب جعل امرأتہ عَلَیْہِ حرامًا فقال لہ علی من ابی طالب وَالَّذِی نفسی بیدہٖ لئن مسیتھا قبل اَن تتزوج غیرک لَأُرجمنّک ۔ کنز ج ۳ ص ۲۸۳ ۔

عدی بن قیس نے اپنی عورت کو اپنے پر حرام کرلیا یہ واقعہ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہٗ کو معلوم ہُؤا تو آپ نے فرمایا قسم ہے خدا کی اگر اب تو نے اُس سے جماع کیا تو تجھ کو سنگسار کروں گا ۔ جب تک وہ دوسرا شوھر نہ کرلے ۔

۹۳ طلاق مُکرِہ (جبریہ) میں

عن علی رضی اللہ عنہ انّہ کان لایری طلاق المکرہ شیئا (")

حضرت علی رضی اللہ عنہ طلاق مُکرِہ کو باطل قرار فرماتے تھے۔

۹۴ طلاق کم سن کی۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قال لا تجوز علی الغلام طلاق حتّٰی یحتلم (")

حضرت علی رضی اللہ عنہ طلاق نابالغ کو صحیح قرار نہیں دیتے تھے جب تک کہ حد بلوغ کو نہ پہنچے۔

۹۵ اگر مرد عورت سے مال لیکر نکاح کرلے پھر طلاق دیدے تو مال و مہر میں کیا؟

عَنْ عَبْدِالْاَعْلَی الثَّعْلَبِیِّ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ شُرَیْحٍ فَجَاءَتْ اِمْرَأَۃٌ فَقَالَتْ یَا اَبَا اُمَیَّۃَ اَنَّ ھٰذَا الرَّجُلَ اَتَانِیْ وَلَا یَرْجُوْا اَنْ یَتَزَوَّجَنِیْ فَقُلْتُ لَہٗ ھَلْ لَکَ اَنْ تَتَزَوَّجَنِیْ فَقَالَ اَتَسْتَجِرْ مِنْ لِیْ فَزَوَّجْتُہٗ نَفْسِیْ وَاَعْطَیْتُہٗ مِنَ الَّذِیْ لِیْ اَرْبَعَۃَ اٰلَافِ دِرْھَمٍ وَاَتْجَرْتُہٗ فِیْ مَالِیْ حَتّٰی عَمَّرَ مَالَہٗ فِیْ مَالِیْ کَالرَّقْمَۃِ فِیْ جَنْبِ لِبَعِیْرٍ فَزَعَمَ اَنَّہٗ مُطَلِّقِیْ وَمُتَزَوِّجٌ عَلَیَّ فَقَالَ شُرَیْحٌ لِلرَّجُلِ مَا تَقُوْلُ قَالَ صَدَقَتْ فَقَالَ شُرَیْحٌ لِلْمَلَأِ حَوْلَہٗ قَدْ زَعَمُوْا اَنَّ عَلِیًّا اَتَاہُ بِمِثْلِ الَّذِیْ اَتَاکَ فَقَالَ اَنْتَ اَحَقُّ بِالطَّلَاقِ وَالنِّکَاحِ مَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ اَرْبَعِ نِسْوَۃٍ فَاِنْ طَلَّقْتَ فَالطَّلَاقُ بِیَدِکَ وَاَرْدُدْ عَلَیْھَا مَا لَھَا وَمِثْلَہٗ مِنْ مَالِکَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِھَا فَقَالَ شُرَیْحٌ ھٰذَا الَّذِیْ بَلَغَنَا عَنْہُ وَھُوَ قَضَائِیْ بَیْنَکُمَا قَوْمًا۔ کنز العمال ج ۳ ص ۱۷۱۔

عبدالاعلیٰ تعلبی کا بیان ہے کہ میں قاضی شریح کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت نے آکر کہا اے اباامیہ یہ شخص میرے پاس آیا بغیر کسی ارادہ نکاح کے۔ میں نے اُس کو کہا کیا مجھ سے نکاح کرسکتا ہے۔ اُس نے کہا کیا تو تجارت میں امداد کرسکتی ہے۔ میں نے اُس سے نکاح کرلیا۔ اور چار ہزار درہم جو میرا مال تھا اُسکو دیدی۔ اُس نے اُس کو اپنے مال میں شریک کرکے تجارت کی۔ بیوپار میں خوب ترقی اور فائدہ ہُوا۔ اونٹوں کے کجاؤں پر ہوگئے۔ اب یہ مجھ کو طلاق دے کر دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ قاضی نے اُس سے دریافت کیا۔ کیا اس کا بیان صحیح ہے۔ اُس نے کہا کہ سب سچ ہے قاضی شریح نے حاضرین مجلس سے کہا کہ مجھ کو یاد پڑتا ہے کہ ایسا مقدمہ حضرت علیؓ کے پاس بھی آیا تھا۔ تو آپ نے اُس میں یوں فیصلہ کیا ہے۔ کہ مرد کو کہا کہ طلاق تیرے ہاتھ میں ہے اور تو دوسرا نکاح کرسکتا ہے۔ چار عورتوں تک۔ اگر تو نے اس عورت کو طلاق دیدی تو اُس کا مال جو تو نے لیا ہے وہ واپس کردے۔ پھر اُسی قدر اور مال اُسکو دے۔ کہ تو نے اُس کے نفس سے فائدہ اُٹھایا ہے ❊ پس یہی فیصلہ تمہارے لئے بھی کافی ہے۔

۹۶ اگر مرضعہ مطلقہ کو زمانہ دراز تک حیض نہ آوے بصورت موت زوج عدت و ترکہ کیا؟

عَنْ ابن جریج عن عبد اللہ بن ابی بکر ان رجلا من الانصار یقال لہ حبان بن منقذ طَلَّقَ اِمْرَأَتَہٗ وَهُوَ صَحِيْحٌ وَهِيَ تَرْضِعُ اِبْنَتَہٗ فَمَكَثَتْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا لَا تَحِيْضُ يَمْنَعُهَا الرِّضَاعُ ثُمَّ مَرِضَ بَعْدَ اَنْ طَلَّقَهَا سَبْعَةَ اَشْهُرٍ اَوْ ثَمَانِيَةَ اَشْهُرٍ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ اِمْرَاَتَكَ تُرِيْدُ اَنْ تَرِثَ فَقَالَ لِاَهْلِهٖ اِحْمِلُوْنِيْ اِلٰى عُثْمَانَ فَحَمَلُوْهُ اِلَيْهِ فَذَكَرَ لَهٗ شَاْنَ اِمْرَاَتِهٖ

وَعِنْدَہٗ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْطَالِبٍ وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ لَهُمَا عُثْمَانُ مَا تَرَیَانِ فَقَالَا نَرٰی اَنَّهَا تَرِثُهٗ اِنْ مَاتَ وَیَرِثُهَا اِنْ مَاتَتْ فَاِنَّهَا لَیْسَتْ مِنَ الْقَوَاعِدِ اللَّاتِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ وَلَیْسَتْ مِنَ الْاَبْکَارِ اللَّاتِیْ لَمْ یَبْلُغْ الْمَحِیْضَ ثُمَّ هِیَ عَلٰی عِدَّةِ حَیْضِهَا مَا کَانَ مِنْ قَلِیْلٍ اَوْ کَثِیْرٍ فَرَجَعَ حَبَّانُ اِلٰی اَهْلِهٖ وَاَخَذَ اِبْنَتَهٗ فَلَمَّا فَقَدَتْ مِنَ الرَّضَاعِ حَاضَتْ حَیْضَةً ثُمَّ حَاضَتْ حَیْضَةً اُخْرٰی ثُمَّ تُوُفِّیَ حَبَّانُ قَبْلَ اَنْ تَحِیْضَ الْحَیْضَةَ الثَّالِثَةَ فَاعْتَدَّتْ عِدَّةَ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا وَوَرِثَتْهٗ۔ کنز العمال ج ۳ ۔ ص ۱۷۸

ابن جریج عبداللہ بن ابوبکر سے روایت کرتا ہے۔ کہ ایک شخص انصار سے جس کو حبان بن منقذ کہتے تھے۔ اُس نے اپنی بیوی کو طلاق بحالت صحت دیدی اُس کی بیوی اُس کے بچہ کو دودھ پلاتی تھی سترہ مہینے گزر گئے اُس عورت کو حیض نہیں آیا۔ نہ آنے کا سبب اُسکے بچہ کو دودھ پلانا تھا۔ پھر وہ حبان بن منقذ بیمار ہوگیا۔ سات یا آٹھ ماہ تک بیمار رہا۔ کسی نے حبان کو کہا تیری بیوی تیری وارث بننا چاہتی ہے۔ حبان نے اپنے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو حضرت عثمان کے پاس لے چلو۔ جب اُن کے پاس آیا تو حضرت علی ابن ابیطالب اور زید بن ثابت دونوں تشریف فرما تھے۔ حضرت عثمان سے اُس شخص نے اپنی بیوی کا مقصد بیان کیا تو حضرت عثمان نے اُن دونوں صاحبوں سے دریافت فرمایا۔ کہ اِس مسئلہ میں تمہاری کیا رائے ہے۔ دونوں نے فرمایا ہماری رائے میں اگر حبان مر گیا تو اُس کی بیوی وارث ہوگی۔ کیونکہ نہ یہ عورت ایسی بڈھی ہے کہ اُس کو حیض نہ آتا ہو اور نہ ایسی کم سن لڑکی ہے۔ کہ اُس کو اب تک حیض ہی نہیں آیا۔ اُس کی عدت اُس کا حیض آنا ہے۔ چاہے وہ کم مدت میں آئے۔ یا زیادہ مدت میں۔ حبان نے اپنے گھر آکر اپنے بچہ کو لے لیا۔ جب اُس عورت کا بچہ کو دودھ پلانا موقوف ہوگیا تو اُس کو حیض آنا شروع ہوگیا۔ چنانچہ ایک حیض آیا۔ پھر دوسرا بھی آیا۔ لیکن اتفاق سے اُس کے

بعد حبان کا انتقال ہو گیا۔ قبل اس کے کہ اُس کو تیسرا حیض آتا۔ پس اُس عورت نے عدت متوفی عن زوجہا پوری کر کے اپنے شوہر حبان بن منقذ کی وارث ہو گئی۔

۹۷

عجیب الخلقت دو بدن دو بطن چار ہاتھ دو سر دو فرج دو پاؤں میں تر کہ کیا

عن سعید بن جبیر قال اتی عمر بن الخطّاب بامرأۃ قد ولدت ولدا لہٗ حلقتان و بدنان و بطنان و اربعۃ ایدٍ و راسان و فرجان ھذا فی النصف الاعلے و اما فی الاسفل فلہ فخذان و ساقان و رجلان مثل سائر الناس فطلبت المرأۃ میراثھا من زوجھا وھو ابو ذلک الخلق العجب فدعا عمر باصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فشاورھم فلم یجیبوا فیہ بشیءٍ فدعا علیّ بن ابی طالب فقال علیؑ ان ھذا امر یکون لہ نبأ فاجسھا واحبس ولدھا واقبض مالھم واقام لھم من یخذ مھروانفق علیہم بالمعروف ففعل عمر ذلک ثم ماتت المرأۃ وشب الخلق وطلب المیراث فحکم علیؑ بان یقام لہٗ خادم خصّی یخذ م فرجیہ و یتولی منہ ما تتولی الامھات ما لا یحل لاحد سوی الخادم ثم ان احد البدنین طلب النکاح فبعث عمر الی علی فقال لہٗ یا ابا الحسن ما تجد فی امر ھذین ان اشتھوا احدھما شھوۃ خالفہ الاخر وان طلب الاخر حالۃ طلب الذی یلیہ ضدھا حتی انہ فی ساعتنا ھذہ طلب احدھما الجماع فقال علیؑ اللہ اکبر ان اللہ احلم و اکرم من ان یری عبدا اخاہ و ھو یجامع اھلہٗ ولکن عللوہ ثلاثا فان اللہ سیقضی قضاءً فیہ ما طلب ھذا الاعند الموت

فعاش بعدھا ثلاثۃ ایام و مات فجمع عمر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشاورھم فیہ قال بعضھم اقطعہ حتی یبین الحی من المیت و تکفنہ و تدفنہ فقال عمرؓ ان ھذا الذی شورتم لعجب ان نقتل حیا لحال ضجع الجسد الحی فقال اللہ حسبکم تقتلونی و انا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اقرأ القراٰن فبعث الی علی فقال یا ابا الحسن احکم فیما بین ھذا الخلیقین فقال علیؓ الامر فیہ اوضح من ذلک واسھل و الیسر الحکم ان تغسلوہ و تکفنوہ و تدعوہ مع ابن امہ یحملہ الخادم اذا مشی فیعاون علیہ اخاہ فاذا کان بعد ثلاث جف فاقطعوہ جافا و یکون موضعہ حتی لا یألم فانی اعلم ان اللہ لا یبقی الحی بعدہ اکثر من ثلاث یتأذی برائحۃ نتنہ و جیفتہ ففعلوا ذلک فعاش الاخر ثلاثۃ ایام و مات فقال عمر یا ابن ابی طالب فما زلت کاشف کل شبھۃ و موضح کل حکم ؞

کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۷۹ ۔

سعید بن جبیر کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت ایسے لڑکے کو لائی جس کے دو پیر دو بدن دو پیٹ چار ہاتھ دو سر دو فرج تھے اُس کے باپ کی ترکہ کی طالب تھی۔ کہ (بوجہ دو بدن ہونے کے) حضرت عمر نے صحابہ سے مشورہ لیا ان میں کیا کیا جاوے کسی نے جواب نہ دیا آخر آپ نے حضرت علی سے رائے لی۔ آپ نے فرمایا اِس فیصلہ میں سخت امتحان ہے۔ پہلے تو اس عورت کو روک دو۔ اور اُس کے مال پر قبضہ کرلو۔ اور ان کے لیئے خادم مقرر کردو کہ وہ اُن کی خدمت کرے۔ اور بقدر ضرورت کے اُس کے مال سے اُن پر خرچ کرے۔ حضرت عمر نے ایسا ہی کیا۔ پھر اُن کی ماں بھی مرگئی۔ ورثاء نے میراث کے لیئے ہجوم کیا۔ تو حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ انکے لیئے خصی خادم مقرر کیجاوے کہ اُن کی شرمگاہوں کو دھوئے۔ اور ماں کی طرح اُن کی

خدمت کرے۔ اور بجز خادم کے دوسرا اُن کو نہ چھوئے۔ پھر اتفاق سے ایک میں شہوت جماع پیدا ہوئی۔ جو ایک دوسرے کے خلاف تھی۔ تھوڑے عرصہ میں دونوں میں خواہش جماع پیدا ہوئی۔ پھر حضرت علی نے فرمایا اللہ تعالیٰ بہت بڑا حلیم و کریم ہے۔ بھائی بہن سے خواہش جماع کرتا ہے۔ لیکن اُن کو تین دن تک چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درمیان کوئی نہ کوئی فیصلہ کرے گا۔ یہ اُن کی خواہش نہیں ہے مگر موت کی علامت ہے۔ پس تین دن میں ایک مرگیا۔ پھر حضرت عمر نے اصحاب سے مشورہ لیا۔ بعض نے کہا مردہ کو قطع کر دینا چاہیئے۔ تاکہ زندہ محفوظ رہے اور قطع شدہ کو کفن دفن کر دینا۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا تمہارا مشورہ عجیب ہے۔ گویا ہم نے زندہ کو قتل کر ڈالا۔ پھر اُس زندہ نے کہا اللہ تعالیٰ تمہارے کو کافی ہے کیا تم مجھ کو قتل کرتے ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ تعالیٰ دوسرا معبود نہیں ہے۔ اور محمدؐ اُس کا رسول ہے۔ اور میں قرآن پڑھتا ہوں۔ پھر حضرت عمر نے حضرت علی کو طلب فرمایا۔ ابوالحسن اِن دونوں عجیب الخلقت میں فیصلہ کیجئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اُن کا فیصلہ بہت واضح و سہل ہے۔ وہ یہ کہ مردہ حصہ کو غسل دیکر کفن پہنا دینا اور اُس کے بھائی کے ساتھ چھوڑ دینا۔ اور ایک خادم اُس کے لیئے مقرر کرنا۔ کہ وہ اُس کو تھام رکھے جہاں یہ جائے اور وہ اِس مردہ کی اعانت کرے۔ تین روز تک خشک ہو جائیگا۔ اُس وقت خشک شدہ حصہ کو کاٹو گے تو زندہ حصہ تکلیف نہیں پائیگا۔ پھر حضرت علی نے فرمایا خدا سے اُمید ہے۔ کہ یہ زندہ تین روز سے زیادہ زندہ نہیں رہیگا۔ بوجہ بدبو و سمیت کے۔ پھر ایسا ہی کیا تین دن میں زندہ بھی مرگیا۔ اُس وقت حضرت عمر رضؓ نے فرمایا ابوالحسن آپ ہمیشہ ہر ایک مشکل کو سہل۔ اور ہر ایک حکم کو واضح کر دیتے ہو۔

اگر مرد عورت کی معاشرت میں اختلاف ہو تو دو حکم

جَاءَ رَجُلٌ وَ اِمْرَأَةٌ اِلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَمَعَ کُلِّ وَاحِدٍ مِنْھُمَا فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَاَمَرَھُمْ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَبَعَثُوْا حَکَمًا مِنْ اَھْلِھِمْ ثُمَّ قَالَ لِلْحَکَمَیْنِ تَدْرِیَانِ مَا عَلَیْکُمَا۔ عَلَیْکُمَا اِنْ رَأَیْتُمَا اِنْ تَجْمَعَا اَنْ تَجْمَعَا وَاِنْ رَاَیْتُمَا اِنْ تُفَرِّقَا اَنْ تُفَرِّقَا قَالَتِ الْمَرْأَۃُ رَضِیْتُ بِکِتَابِ اللّٰہِ بِمَا عَلَیَّ فِیْہِ وَلِیْ وَقَالَ الزَّوْجُ اَمَّا الْفِرَاقُ فَلَا فَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَذَبْتَ وَاللّٰہِ حَتّٰی تُقِرَّ بِمِثْلِ مَا اَقَرَّتْ ۔ کنز ج ۳ صہ ۳۰۵

ایک مرد ایک عورت دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ہر ایک کے ساتھ صدہا لوگ تھے۔ آپ نے اُن کو حکم دیا تم دونوں اپنے اپنے اہل سے ایک ایک حکم لاؤ۔ وہ جب آئے تو آپ نے اُن دونوں حکموں سے فرمایا۔ کہ تم جانتے ہو تم پر کیا فرض ہے۔ اس مقدمہ میں تم پر یہ فرض ہے کہ تم دونوں غور سے دیکھو۔ کہ اگر ان دونوں میں اتفاق ہوسکے تو اتفاق کرادو۔ اور اگر تفریق مناسب دیکھو تو تفریق کرادو عورت نے کہا میں کتاب اللہ پر راضی ہوں۔ جو مجھ پر حکم ہو۔ اور مرد نے کہا میں تفریق سے راضی نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا تو جھوٹا ہے۔ قسم ہے خدا کی جب تک تو عورت کی طرح اقرار نہ کرے۔

بیدہٖ عقدۃ النکاح کے کیا معنے (۹۹)

عَنْ عِیْسٰی بْنِ عَاصِمٍ عَنْ شُرَیْحٍ قَالَ سَأَلَنِیْ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ الَّذِیْ بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ قَالَ قُلْتُ ھُوَ الْوَلِیُّ قَالَ لَا بَلْ ھُوَ الزَّوْجُ ۔ بیہقی جلد ۷ صفحہ ۲۵۱۔

عیسٰی بن عاصم کا بیان ہے کہ قاضی شریح سے حضرت علیؓ نے دریافت فرمایا۔ کہ اَلَّذِیْ بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ سے مراد کون ہے۔ قاضی شریح نے کہا ولی ہے

آپ نے فرمایا نہیں بلکہ شوہر مراد ہے۔

۱۰۰

زید ہندہ سے نکاح کر کے غائب ہو جاوے اور ہندہ نکاح ثانی کے بعد کسکی

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ كَثِيْرٍ النَّخَعِيِّ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحُرِّ تَزَوَّجَ جَارِيَةً مِنْ قَوْمِهٖ يُقَالُ لَهَا الدَّرْدَاءُ زَوَّجَهَا اِيَّاهُ اَبُوْهَا فَانْطَلَقَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَلَحِقَ بِمُعَاوِيَةَ فَاَطَالَ الْغَيْبَةَ عَلٰى اِمْرَاَتِهٖ وَمَاتَ اَبُو الْجَارِيَةِ فَزَوَّجَهَا اَهْلُهَا مِنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهٗ عِكْرِمَةُ فَبَلَغَ ذَالِكَ عُبَيْدَ اللّٰهِ فَقَدِمَ فَخَاصَمَهُمْ اِلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ الْمَرْاَةَ وَكَانَتْ حَامِلًا مِنْ عِكْرِمَةَ فَوَضَعَهَا عَلٰى يَدَىْ عَدْلٍ فَقَالَتِ الْمَرْاَةُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَا اَحَقُّ بِمَالِيْ اَوْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحُرِّ قَالَ بَلْ اَنْتِ اَحَقُّ بِذَالِكَ قَالَتْ اُشْهِدُكَ اَنَّ كُلَّ مَا كَانَ لِيْ عَلٰى عِكْرِمَةَ مِنْ شَيْءٍ مِنْ صِدَاقٍ فَهُوَ لَهٗ فَلَمَّا وَضَعَتْ رَدَّهَا اِلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحُرِّ وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِاَبِيْهِ ۔ بیہقی ج ۷ صفحہ ۴۴۱۔

عمران بن کثیر نخعی کا بیان ہے کہ عبیداللہ بن حُر نے اپنی قوم کی ایک باندی سے نکاح کر لیا تھا اُس کا نام دردا تھا۔ اُس کا نکاح اُس کے باپ نے کر دیا تھا۔ عبیداللہ معاویہ کے پاس چلا گیا ایک زمانہ دراز تک غائب رہا۔ اور باندی کے باپ کا بھی انتقال ہو گیا تو اُس کے لوگوں نے ایک عکرمہ نامی سے نکاح کر دیا۔ یہ خبر عبیداللہ کو جب پہنچی تو اُس نے آکر حضرت علی رضؓ کے پاس اپنا مقدمہ دائر کیا۔ آپ نے اُس باندی کو عبیداللہ کے حوالہ کیا۔ اور وہ عکرمہ سے حاملہ تھی۔ اُس باندی کا ایک نیک شخص کے گھر میں وضع حمل کرایا۔ پھر اُس جاریہ نے حضرت علی رضؓ سے کہا کہ میں اپنے مال کی مالک ہوں یا

عبیداللہ۔ آپ نے فرمایا تو اپنے مال کی مالک ہے باندی نے کہا جس قدر میرا مال اور مہر ہے۔ وہ عکرمہ کے لئے ہے۔ جب وضع حمل ہو چکا تو آپ نے باندی کو عبیداللہ کے حوالہ کر دیا۔ اور لڑکا اپنے باپ کے سپرد کیا گیا۔ یعنی عکرمہ کے۔

۱۰۱ اگر عورت چھ ماہ میں بچہ جنے تو کیا

اَخْبَرَ نَا اِبْنُ بُکَیْرٍ قَالَ اَخْبَرَ نَا مَالِكٌ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَتٰی بِاِمْرَاَةٍ قَدْ وَلَدَتْ فِیْ سِتَّةِ اَشْهُرٍ فَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُرْجَمَ فَقَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَیْسَ ذٰلِكَ عَلَیْهَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی وَحَمْلُهٗ وَ فِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا وَ فِصَالُهٗ فِیْ عَامَیْنِ وَ قَالَ وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ فَالرِّضَاعَةُ اَرْبَعَةٌ وَعِشْرُوْنَ شَهْرًا وَالْحَمْلُ سِتَّةُ اَشْهُرٍ فَاَمَرَ بِهَا عُثْمَانُ اَنْ تُرَدَّ فَوَجَدَتْ قَدْ رُجِمَتْ۔

بیہقی ج ۷، ص ۴۴۳

مالک سے مروی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت کو لائے جو چھ مہینے میں بچہ جنی تھی آپ نے اُس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ حمل اور دودھ چھڑائی کے تیس ماہ ہیں دودھ چھڑانے کے دو سال۔ پھر فرماتا ہے کہ مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں۔ یعنی ایام رضاعت کامل دو برس ہیں تو دو برس کے چوبیس مہینے جب چوبیس مہینے نکل گئے تو چھ مہینے حمل کے رہے۔ حضرت عثمان نے یہ سن کر عورت کو سنگسار سے واپس لانے کا حکم دیا۔ تو معلوم ہوا کہ سنگسار ہو چکی ہے۔

۱۰۲ شراب کے پینے میں سزا کی مقدار

اَنَّ الشُّرَّابَ کَانُوْا یُضْرَبُوْنَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْاَیْدِیْ وَالنِّعَالِ وَالْعِصَاءِ وَفِیْ عَھْدِ اَبُوْبَکْرٍ یَجْلِدُھُمْ اَرْبَعِیْنَ جَلْدَۃً فَقَامَ مِنْ بَعْدِہٖ عُمَرُ فَجَلَدَھُمْ کَذٰلِكَ اَرْبَعِیْنَ فَقَالَ عُمَرُ فَمَاذَا تَرَوْنَ فَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نَرٰی اَنَّہٗ اِذَا شَرِبَ سَکِرَ ھَذٰی وَاِذَا ھَذٰی اِفْتَرٰی وَعَلَی الْمُفْتَرِیْ ثَمَانُوْنَ جَلْدَۃً فَاَمَرَ عُمَرُ فَجَلَدَ ثَمَانِیْنَ۔ ھذا حدیث صحیح مثل بخاری ومسلم ومستدرک ج۴ ص۳۷۶ ۔

تحقیق شراب کی حد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہاتھ اور جوتے اور لکڑی سے مارنا تھا۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کے زمانۂ خلافت میں چالیس کوڑے مقرر ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی سزا تھی۔ مگر پھر حضرت عمر نے صحابہ سے اس بارے میں مشورہ لیا کہ تمہاری کیا رائے ہے شراب کی حد میں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے نزدیک جب انسان نے شراب پی تو اُسے نشہ ہُوا۔ جب نشہ ہُوا تو ہذیان بکنے لگا۔ جب ہذیان ہوا تو افترا پردازی کرنے لگا اور مُفتری پر اسّی کوڑے ہیں۔ پھر حضرت عُمر نے بھی اَسّی کوڑے قائم کر دیئے۔ شراب پینے کی سزا۔

۱۰۳ اگر چند افراد مل کر سفر کریں ایک بے پتہ ہو تو تحقیق و حکم کیا

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ وَھْبٍ قَالَ خَرَجَ قَوْمٌ وَصَحِبَھُمْ رَجُلٌ فَقَدِمُوْا وَلَیْسَ مَعَھُمْ فَاتَّھَمَھُمْ اَھْلُہٗ قَالَ شُرَیْحٌ شُھُوْدُکُمْ اَنَّھُمْ قَتَلُوْا صَاحِبَکُمْ وَاِلَّا حَلَفُوْا بِاللّٰہِ مَا قَتَلُوْہُ فَاَتَوْا بِھِمْ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَعِیْدُ بْنُ وَھْبٍ وَاَنَا عِنْدَہٗ فَفَرَّقَ بَیْنَھُمْ فَاعْتَرَفُوْا قَالَ فَسَمِعْتُ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ اَنَا اَبُو الْحَسَنِ الْقَوْمِ فَاَمَرَ بِھِمْ عَلِیٌّ رضی فَقُتِلُوْا ۔ بیہقی ج ۸ ص۱۰۱

سعید بن وہب بیان کرتے ہیں کہ ایک قوم سفر کو روانہ ہوئی اُن کے ساتھ ایک اور

شخص بھی شریک سفر ہو گیا۔ جب وہ لوگ سفر سے واپس آئے تو وہ شخص اُن کے ساتھ نہیں تھا۔ اُس کے اہل و عیال نے قاضی شریح کے پاس قتل کا دعویٰ پیش کیا۔ قاضی شریح نے شہود طلب کئے اِس امر کے کہ اُنہوں نے ہی اُسے قتل کیا۔ اگر شہود نہ ہوں تو اُن سے قسم لی جائے خدا کی کہ اُنہوں نے اُس کو قتل نہیں کیا۔ پھر یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہُوئے۔ سعید بن وہب کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس موجود تھا۔ آپ نے مدعیٰ علیہم کو جدا جدا کر کے ہر ایک سے دوسرے کی غیر موجودگی میں دریافت کیا تو سب نے اعتراف کر لیا۔ آپ نے اُن کو تاوان قتل جان کا حکم دیا۔

۱۰۴ نکاح بغیر ولی و شہود کیا

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ وَ لَا نِکَاحَ اِلَّا بِشُھُوْدٍ۔

بیہقی جلد ۷ صفحہ ۱۱۱۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نکاح جائز نہیں ہے۔ مگر بولایت ولی اور نکاح جائز نہیں ہے۔ مگر بہ حاضری شہود۔

۱۰۵ ہر ایک مسلمان بہ تقاضائے ایمان ایک دوسرے کا ولی ہے

عَنْ قَیْسِ بْنِ عَبَادٍ قَالَ انْطَلَقْتُ اَنَا وَالْاُشْتُرُ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِب رض فَقُلْنَا لَہٗ ھَلْ عَھِدَ اِلَیْکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا لَمْ یَعْھَدْہُ اِلَی النَّاسِ فَقَالَ لَا اِلَّا مَا فِیْ کِتَابِیْ وَ اِذْ فِیْہِ الْمُؤْمِنُوْنَ تَتَکَافَؤُ دِمَاؤُھُمْ وَھُمْ یَدٌ عَلٰی مَنْ سِوَاھُمْ۔ و ذکر الحدیث بیہقی ج ۸ ص ۱۳۳

قیس بن عباد بیان کرتے ہیں کہ میں اور اُشتر دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اور اُن سے ہم نے کہا کیا آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ معاہدہ کیا ہے

جو اور لوگوں سے نہیں کیا ہو۔ آپ نے فرمایا مجھ سے تو آنحضرت نے کوئی ایسا معاہدہ نہیں فرمایا۔ مگر ہاں یہ جو میری کتاب میں ہے وہ یہ کہ مسلمان باہم آپس میں ایک دوسرے سے انتقام لے سکتے ہیں اور ایک دوسرے کے لئے قوت و دست بازو ہیں۔

(۱۰۶) اگر مختلف اولیا مختلف اشخاص سے نکاح کر دیں تو کیا

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خَلَّاسٍ اَنَّ اِمْرَاَةً زَوَّجَهَا اَوْلِيَاؤُهَا بِالْجَزِيْرَةِ وَمِنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْحُرِّ زَوَّجَهَا اَهْلُهَا بَعْدَ ذٰلِكَ بِالْكُوْفَةِ فَرَفَعُوْا ذٰلِكَ اِلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ زَوْجِهَا الْاٰخَرِ وَرَدَّهَا اِلٰى زَوْجِهَا الْاَوَّلِ وَجَعَلَ لَهَا صِدَاقَهَا بِمَا اَصَابَ مِنْ فَرْجِهَا وَاَمَرَ زَوْجَهَا الْاَوَّلَ اَنْ لَا تَقْرَبَهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا۔ بیہقی ج ۷ ص ۱۴۱

قتادہ خلاس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت کو اُس کے اولیا نے جزیرہ میں نکاح کر دیا اور اُس کے اہل نے عبید اللہ سے بعد کو اسکی اہل نے کوفہ میں نکاح کر دیا۔ یہ مقدمہ حضرت علیؓ کے پاس آیا آپ نے اُس عورت اور اُس کے دوسرے شوہر میں تفریق کرادی اور شوہر اول کے حوالے کر دیا۔ اور زوج ثانی پر اُس کا مہر فرض قرار دیا۔ جو اُس نے اُس عورت سے حظِ نفس حاصل کیا تھا۔ اور زوج اول کو حکم دیا کہ جب تک عدت پوری نہ ہو اُس سے صحبت نہ کرے۔

(۱۰۷) اگر عورت میں بعد نکاح جذام یا برص یا قرن ثابت ہو تو کیا

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ نَكَحَ اِمْرَاَةً وَبِهَا بَرَصٌ اَوْ جُنُوْنٌ اَوْ جُذَامٌ اَوْ قَرْنٌ فَزَوْجُهَا بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَمَسَّهَا اِنْ شَاءَ اَمْسَكَ وَاِنْ شَاءَ طَلَّقَ فَاِنْ مَسَّهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا۔ بیہقی ج ۷ ص ۲۱۵

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہر ایک شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر کسی عورت سے نکاح کیا اور اُس کو کوڑھ یا جنون یا جُذام ہو یا اُس کی شرمگاہ میں ہڈی ہو۔ تو شوہر چاہے اُس کو رکھ لے یا طلاق دیدے شوہر مختار ہے۔ اور مہر اُس پر واجب نہیں۔ بشرطیکہ اُس سے صحبت نہ کی ہو۔ اور اگر صحبت کر لیا ہے تو اُس سے حفظِ نفس کے حاصل کرنے کے عوض میں مہر مقرر ادا کرنا واجب ہوگا۔

فائدہ

عَنْ سعید بن المسیب قال قال عمر بن الْخَطَّاب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَیُّمَا رَجُلٍ نَکَحَ اِمْرَأَۃً بِہَا جُنُوْنٌ اَوْ جُذَامٌ اَوْ بَرَصٌ وَ مَسَّہَا فَلَہَا صِدَاقُہَا وَ ذٰلِکَ لِزَوْجِہَا غُرْمٌ عَلٰی وَلِیِّہَا (موطا) سعید بن المسیب کا بیان ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اُس عورت کو جنون (دیوانگی) یا جُذام یا کوڑھ کی بیماری ہو۔ اور اُس سے صحبت کر لی ہو۔ تو مہر واجب ہو جائیگا۔ مگر اُس کا تاوان اُس عورت کے اولیا پر ہوگا۔ باوجود علم عیب کے کیوں اُس کو نکاح کر دیا۔

اگر عورت اس شرط پر نکاح کرے کہ طلاق اُسکے قبضہ میں تو کیا

عَنْ عَطَاءِ الْخُرَاسَانِیِّ اَنَّ عَلِیًّا وَ اِبْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ اِمْرَأَۃً وَ شَرَطَتْ عَلَیْہِ اَنَّ بِیَدِہَا الْفُرْقَۃَ وَالْجِمَاعَ وَعَلَیْہَا الصَّدَاقُ فَقَالَ عُمِّیَتْ عَنِ السُّنَّۃِ وَ وَلِیَتِ الْاَمْرَ غَیْرَ اَہْلِہٖ عَلَیْکَ الصَّدَاقُ وَ بِیَدِکَ الْفِرَاقُ وَالْجِمَاعُ ۔ بیہقی ج ۷ ص ۲۵

عطا خراسانی بیان کرتا ہے کہ تحقیق حضرت علی اور ابن عباس سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کسی عورت سے بدیں شرط نکاح کرے کہ طلاق اور جماع عورت کے اختیار میں رہیں گے۔

اور مہر بھی عورت پر واجب ہو گا۔ اُن دونوں نے فرمایا کہ وہ عورت سنت سے اندھی ہو گئی ہے۔ اور بے موقع اور خلاف حکم اُس نے نکاح کی غایت کا استعمال کیا۔ مرد کے ہاتھ میں طلاق اور جماع ہے۔ (کہ جب چاہے طلاق دے اور جس وقت چاہے جماع کرے یہ شرط لغو ہے) اور مہر مرد پر واجب ہے۔

۱۰۹ اگر دو طلاق کے بعد ہندہ دوسرا نکاح کرلے پھر وہ بھی طلاق دیدے تو اوّل کیلئے کیا

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ اِمْرَأَتَهٗ تَطْلِيْقَةً اَوْ تَطْلِيْقَتَيْنِ ثُمَّ تَزَوَّجَتْ فَيُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا قَالَ اِنْ رَجَعَتْ اِلَيْهِ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَتْ اَيَتَنْفَتِ الطَّلَاقُ فَاِنْ تَزَوَّجَهَا فِيْ عِدَّتِهَا كَانَتْ عِنْدَهٗ عَلٰى نَفْي (ج ۲ ص۸۳)

ایک مرد نے اپنی عورت کو ایک یا دو طلاقیں دیں پھر اُس نے بھی دوسرا مرد کرلیا۔ پھر دوسرے مرد نے بھی اُس کو طلاق دیدی۔ اگر وہ عورت پہلے شوہر کی طرف رجوع کرے بعد زوج ثانی کے کیا وہ طلاق بیکار ٹھیرے گی جو پہلے شوہر نے دی تھی۔ اگر وہ عورت عدت میں نکاح کرنا چاہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِس کی نفی فرمائی۔ یعنے نہیں۔

۱۱۰ لفظ خلیّہ و بریّہ و البتّہ اور حرام کا مطلب

عَنِ الشعبی قَالَ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلَی الخلیۃ وَ البریۃ والبتۃ وَ البائن وَالحرام اذا نوی فھو بمنزلۃ الثلاث۔ یعنی تین طلاق ہونگے۔

شعبی کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ لفظ خلیہ اور بریہ اور البتّہ اور بائن اور حرام میں اگر مرد نے تین طلاق کی نیت کی ہے۔ تو وہ بمنزلہ تین طلاق

کے ہوں گے۔

(۱۱۱) # اگر ایک ماہ میں عورت کو تین حیض آئیں کیا بائن ہے یا کیا

عن الشعبی ان علیًا اتی فی امرأۃ طلقھا زوجھا فزعمت انھا حاضت فی شھر ثلاثًا فقال علیؓ رضی اللہ عنہ لشریح قال فیھا اقول و انت شاھد قال عزمت علیک قال ان جاءت نسوۃ من بطانۃ اھلھا ممن ترضی امانتھن و دینھن فیشھدن انھا حاضت ثلاث حیض تطھر و تصلی فقد حلت فقال علیؓ قالون و قالون بالرومیۃ جید (ج ۲ ص۴۸)

شعبی روایت کرتا ہے کہ تحقیق حضرت علیؓ کے پاس ایک مقدمہ آیا کہ مرد نے اپنی عورت کو طلاق دیدی ہے۔ اور عورت کے خیال میں اس کو ایک ماہ میں تین بار حیض آتا ہے۔ حضرت علیؓ نے قاضی شریح سے فرمایا اس میں تیری کیا رائے ہے۔ شریح نے کہا میری یہ رائے ہے کہ آپ اس کے گواہ ہوں میں آپ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ کہا اگر عورتیں ایمانداری اور دیانتداری سے کہیں کہ اس کو ہر ماہ میں تین مرتبہ حیض آکر پاک ہو جاتی ہے اور نماز پڑھتی ہے تو حلال ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا بہت مناسب ہے۔

(۱۱۲) # کیا عورت متوفی عنہا زوجہا غیر کے گھر میں عدت کر سکتی ہے

عن علی رضی اللہ عنہ قال امرأۃ المتوفی عنھا زوجھا ان تعتد فی غیر بیتھا ان شاءت (ج ۲ ص۵۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر وہ عورت جس کا خاوند مر گیا ہو شوہر کے گھر کے علاوہ کسی دوسرے کے گھر میں اپنی عدت پوری کرنی چاہتی ہو تو کر سکتی ہے۔

کتاب الفرائض

۱۱۳

اگر ایک قوم دریا میں غرق ہو جائے اوّل آخر معلوم نہ ہو تو تقسیم ترکہ کیسی؟

عَنْ اِبْنِ اَبِیْ لَیْلٰی اَنَّ عُمَرَ وَ عَلِیًّا قَالَا فِیْ قَوْمٍ غَرِقُوْا جَمِیْعًا لَا نَدْرِیْ اَیُّهُمْ مَاتَ قَبْلُ کَاَنَّهُمْ کَانُوْا اِخْوَۃً ثَلَاثَۃً مِنْهُمْ اَلْفُ دِرْهَمٍ وَ اُمُّهُمْ حَیَّۃٌ یَرِثُ هٰذَا اُمُّهٗ وَ اَخُوْهُ وَ یَرِثُ هٰذَا اُمُّهٗ وَ اَخُوْهُ فَیَکُوْنُ لِلْاُمِّ مِنْ کُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ سُدُسُ مَا تَرَکَ وَ لِلْاِخْوَۃِ مَا بَقِیَ کُلُّهُمْ کَذٰلِکَ ثُمَّ تَفَرَّدَ الْاُمُّ فَتَرُدُّ سِوَی السُّدُسِ الَّذِیْ وَرِثَ اَوَّلَ مَرَّۃٍ مِنْ کُلِّ رَجُلٍ مِمَّا وَرِثَ مِنْ اَخِیْهِ الثُّلُثُ کنز العمال ج ۷ صہ ۲۰۹

ابو لیلیٰ روایت کرتا ہے کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں نے فرمایا ایک قوم سب کی سب دریا میں غرق ہو گئی۔ ہم نہیں جانتے کہ اُن میں پہلے کون مرا گویا وہ سب تین بھائی تھے اور اُن کے پاس ایک ہزار درہم تھے۔ اور اُن کی ماں زندہ تھی۔ اب صورتِ ترکہ یوں ہو گی۔ کہ ایک کے ماں اور دو بھائی وارث ہوں گے۔ پھر دوسرے کی ماں اور بھائی وارث ہوں گے۔ اب ماں کو ہر ایک سے چھٹا چھٹا حصہ ترکہ ملا۔ اب تیسرا بھائی مابقیہ کل پائیگا اسی طرح سب ہونگے۔ پھر ماں اکیلی رہیگی۔ پھر سوائے چھٹے حصہ کے جو پہلی مرتبہ پہلے بیٹے سے پائی تھی۔ ہر ایک مرد سے جو وارث ہوا تھا اپنے بھائی سے ثلث کا۔ وہ سب مال ماں پر رد کیا جائیگا

(١١٤) اگر ایک شخص بغیر تقرر مہر و قبل دخول کے مرجائے تو کیا۔

عَنْ عَلِیْ بِنْ اَبِیْ طَالِب قَالَ فِی الرَّجُل یتزوج المرأۃ فیموت عنھا ولم یدخل بھا وَ لَمْ یفرض لھا کَانَ یجعل لَھا المیراث وَ عَلَیْھَا العدۃ وَ لَا یجعل لَھا صِدَاقًا۔ کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۱۲۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک شخص حق میں کہ اُس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور قبل از جماع مرگیا اور اُس نے مہر بھی مقرر نہیں کیا تھا تو آپ نے عورت کو وارث قرار دیکر عدت واجب کی اور مہر نہیں دلایا۔

(١١٥) چچا زاد بھائیوں کے ساتھ اخیافی بھائی کا حصّہ

عن الحارث قال ذکر علی رضی اللّٰہ عنہ فی رجل ترک بنی عمہ احدھم اُخوۃ لامہ ان عبد اللّٰہ بن مسعود جعل لہ المال کلہ فقال رحم اللّٰہ و عبد اللّٰہ ان کان لفقیھا لو کنت انا لجعلت لہ سھمہ ثم شرکت بینھم کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۱۳ –

ایک شخص مرگیا اُس نے کئی چچا زاد بھائی اور ایک اخیافی بھائی چھوڑا۔ عبداللہ بن مسعود نے سب مال کا اخیافی بھائی کو وارث قرار دیا۔ حضرت علی نے فرمایا عبداللہ پر خدا رحم کرے۔ گو کہ وہ فقیہ ہے۔ مگر میں ہوتا تو اخیافی بھائی کو حصہ دلا کر پھر چچا زاد بھائیوں کے ساتھ شریک کرتا۔

(١١٦) اگر باپ بیٹا دونوں جنگ میں مارے جائیں تو ترکہ کیسا

عَنْ عَلِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِن اخوین قتلا بصفین او رجل وابنہ فورث

احدھما من الآخر۔ کنز ج ۸ ص ۲۱۳

حضرت علی سے مروی ہے کہ دو بھائی یا باپ بیٹا دونوں جنگ صفین میں مر گئے تو آپ نے اُن کو ایک دوسرے کا وارث قرار دیا۔

۱۱۷

اگر میت نے ایک یا دو یا تین بیٹے چھوڑے یا بیٹے بیٹیاں یا پوتا پوتی یا بیٹا پوتی یا پوتے تو کیا؟

فی قولہ زید بن ثابت و علی بن ابی طالب و عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اذا ترک المتوفی ابنا فالمال لہ فان ترک ابنین فالمال بینہما فان ترک ثلاثۃ بنین فالمال بینہم بالسویۃ فان ترک بنین و بنات فالمال بینہم للذکر مثل حظ الانثیین فان لم یترک ولدا للصلب و ترک بنی ابن و بنات من نسبہم الی المیت واحد فالمال بینہم للذکر مثل حظ الانثیین وھم بمنزلۃ الولد اذا لم یکن ولد واذا ترک ابنا و ابن ابن فلیس لابن الابن شیٔ و کذلک اذا ترک ابن ابن واسفل منہ ابن ابن و بنات ابن اسفل فلیس للذی اسفل من ابن الابن مع الاعلی شیٔ کما انہ لیس لابن الابن مع الابن شیٔ و ان ترک اباہ و لم یترک احدا غیرہ فلہ المال ان ترک اباہ و ترک ابنا فللاب السدس و ما بقی للابن و ان ترک ابن ابن و لم یترک ابنا فابن الابن بمنزلۃ الابن۔ جلد ۸ صفحہ ۲۱۶۔

زید بن ثابت اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کا قول ہے اگر میت نے ایک لڑکا چھوڑا تو وہ کل مال کا وارث ہے اگر دو بیٹے چھوڑے تو دونوں نصفا نصف کے مالک ہیں۔ اور اگر تین بیٹے چھوڑے تو تینوں مساوی حصے پائیں گے۔ اور اگر بیٹا نہیں ہے

اور پوترے پوتری چھوڑا اور یہ سب میت کے ساتھ نسب میں برابر ہیں تو مال سب میں تقسیم ہوگا پوترے کے دو حصے اور پوتری کا ایک حصہ۔ گویا کہ یہ بمنزلۂ فرزندان ہیں جب کہ کوئی فرزند نہ ہو۔ اور اگر ایک بیٹا اور ایک پوترا چھوڑا تو بیٹا وارث ہوگا۔ پوترے کو کچھ نہیں ۔ اور اگر میت نے پوترے اور پڑپوترے تک اور نواسے اور پڑنواسے نیچے تک چھوڑا ساتھ اعلا کے تو پوترے سے نیچے والے کو کچھ نہیں ہے۔ اور پوترے کے لئے بیٹے کے ساتھ کچھ بھی نہیں ہے اور اگر میت نے ایک ہی باپ چھوڑا تو سب مال کا وارث باپ ہی ہوگا۔ اور اگر باپ اور بیٹا چھوڑا تو باپ کو چھٹا حصہ اور باقی بیٹے کو۔ اور اگر پوترا چھوڑا سوائے بیٹے کے تو پوترا بمنزلہ بیٹے کے وارث ہوگا۔

جب کہ دادا چند افراد ذوی الفروض کے ساتھ شریک ہو ۱۱۸

عن ابراھیم قال کان علی رضی اللہ عنہ یشرك الجد الی ستة مع الاخوة و یعطی کل صاحب فریضة فریضة ولا یورث اخا لام مع الجد ولا الاخت للام ولا یقام بالاخ ثلاث مع الاخ للام والاب والجد ولا یزید الجد مع الولد علی السدس واذا کانت اخت لاب وام واخ الا ان یکون معہ غیرہ اخ او اخت واذا کانت اخت لاب وام وجد واخ اعطی الاخت النصف و مابقی اعطاہ الجد والاخ بینھما نصفین فان کثر الاخوة شرکہ معھم حتے یکون السدس خیر من المقاسمة فاذا کان السدس خیر لہ اعطاہ السدس قال اذا کانت اخت لاب وام واخ واخت لاب وجد جعلھا من عشرة للاخت من الاب والام نصف خمسة اسھم و للجد سھمان و للاخ للاب سھمان و للاخت للاب سھم۔ کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۲۴۔

ابراہیم نخعی کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دادا کو چھ افراد کے ساتھ شریک کرتے

اور بہنوں کے ساتھ اور ہر ایک کو اُس کا مفروضہ حصہ دیا کرتے تھے اور نہ اخیافی بہن بھائی کو دادا کے ساتھ شریک کرتے اور نہ حقیقی بھائی کے ساتھ اور یہ تین بھی شریک نہیں ہو سکتے۔ اخیافی بھائی اور باپ دادا۔ اور دادا کو سدس سے زیادہ نہیں دیتے تھے۔ بیٹے کے ساتھ اور جب کہ سگی بہن اور دادا اور سگا بھائی ہو تو بہن کو نصف باقی سگے بھائی اور دادا میں نصفا نصف اور اگر بہنیں بہت ہیں تو اُن کو بھی اُن کے ساتھ شریک کرتے۔ یہاں تک کہ اگر چھٹا حصہ بہتر ہے تقسیم سے اگر چھٹا حصہ دادا کیلئے بہتر ہے تو اُس کو دیتے۔ اور اگر سگی بہن اور دو علاتی بھائی بہن ہیں تو دس حصے کرتے۔ سگی بہن کو آدھا۔ اور دادا کو دو حصے۔ اور علاتی بھائی کو دو حصہ اور علاتی بہن کو ایک حصہ۔

(۱۱۹) ملاعنہ عورت کا ولد آپس میں باہم وارث ہیں

ان رجلا من اهل الشام ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في ولد الملاعنة عصبته أمه۔

(ایضاً)

عن عبد الله بن عباس قال اختصم الى علي بن ابى طالب رضى الله عنه في ولد الملاعنة فاعطى ميراثه أمه وجعلها عصبته۔ هذا حديث صحيح الاسناد۔ مستدرك جلد ۴ صـ۳۴۲۔

ایک شخص اہل شام سے بیان کرتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولد ملاعنہ کو ماں کا عصبہ قرار فرمایا ہے۔

(ایضاً)

اور عبداللہ بن عباس نے فرمایا ہے کہ ایک مقدمہ ولد ملاعنہ کا علی بن ابی طالب کے پاس آیا تو آپ نے اُس لڑکے کی ماں کو عصبہ قرار دیکر ماں کو وارث کیا۔

۱۲۰ اگر ابن ملاعنہ کا بیٹا نہ ہو تو اوسکی ماں عصبہ وارث ہوگی

اسی طرح مزنبہ

عن الشعبی عن علیؓ و عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما قالا عصبۃ ابن الملاعنۃ امہ ترث مالہ اجمع فان لم یکن لہ ام فعصبتہا عصبۃ و ولد الزنا بمنزلتہ و قال زید بن ثابت للام الثلث و ما بقی فھو لبیت المال۔ کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۲۳۰۔

حضرت علی و عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں عصبۂ ابن ملاعنہ اُس کی ماں ہے وہ کُل مال کی وارث ہے۔ اگر اُس کی ماں نہیں ہے تو وہ خود ماں کا ہی عصبہ ہے۔ اور زید بن ثابت فرماتے ہیں ماں کا تیسرا حصہ ہے۔ اور ما بقی بیت المال میں شریک ہو۔

۱۲۱ ملاعنہ عورت کے وارث بہن بھائی

عن الشعبی ان علیًا قال ابن الملاعنۃ ترک اخہٗ و امہٗ لامہ الثلث و لاخیہ السدس و ما بقی فھو رد علیہما بحساب ما ورثا۔ و قال عبداللہ بن مسعود للاخ السدس و ما بقی فللام و ھی عصبۃ۔ و قال زید بن ثابت لامہ الثلث و لاخیہ السدس و ما بقی ففی بیت المال۔ کنز العمال ج۴ ص۲۳۱

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابن ملاعنہ کا ترکہ اُس کے بھائی اور ماں کو دیا جائے۔ ماں کو ثلث اور بھائی کو چھٹا حصہ۔ ما بقی دونوں پر رد ہوگا۔ بحساب اُن کے حصص کے اور عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں بھائی کو چھٹا حصہ اور ما بقی ماں کو کیونکہ وہ عصبہ ہے۔ اور زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ ماں کو ثلث اور بھائی کو سدس دے کر

مابقی بیت المال میں داخل ہو۔

۱۲۲ جب کہ ذی الفروض نہ ہوں تو صاحب قرابت درجہ بدرجہ وارث ہونگے

کَانَ عَلِیًّا وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اِذَا لَمْ یَجِدُوْا ذَا سَہْمٍ اَعْطُوا الْقَرَابَۃَ اَعْطُوْا بِنْتَ الْبِنْتِ الْمَالَ کُلَّہٗ وَالْخَالَ الْمَالَ کُلَّہٗ وَکَذٰلِکَ ابنۃ الاخ وَ ابنۃ الاخت للام او للاب والام او للاب وَالعمۃ وَ ابنۃ العم وابنۃ بنت الابن وَ الجد من قبل الام و ما قرب او بعد اذا کان رحما فلہ المال اذا لم یجد غیرہ فان وجد ابنۃ بنت وابنۃ اخت فالنصف وَالنصف وَاِن کانت عمۃ و خالۃ فالثلث والثلثان وابنۃ الخال وابنۃ الخالۃ الثلث والثلثان

بیہقی جلد ۶ صفحہ ۲۱۷ وکنز العمال جلد ۴ صفحہ ۲۱۶

حضرت علی بن ابی طالب وعبداللہ بن مسعود کا یہ قاعدہ تھا کہ اگر صاحب فروض نہیں پاتے ترکہ میں تو دوسرے قرابت والوں کو ترکہ دیدیتے۔ نواسی کو کل مال دیدیتے اور ماموں کو کل مال دیدیتے۔ اسی طرح بھائی کی بیٹی کو اور اخیافی بہن کی بیٹی یا سگی پوتری کو یا علاتی پوتری اور پھوپھی کو اور چچازاد بہن کو اور بیٹے کی بیٹی کی بیٹی کو اور ناناکو اور جو قرابت قریبہ ہو۔ یا بعید ہو۔ اس کو کل مال دیدیتے جب کہ اُن کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہوتا تھا۔ اور جب کہ نواسی اور بھانجی کو پاتے تو اُن کو نصفا نصف مال دیدیتے۔ اگر پھوپھی اور خالہ کو پاتے تو ثلث اور دو ثلث دیتے۔ اور خالو کی بیٹی اور خالہ کی بیٹی کو ثلث اور دو ثلث دیتے۔

۱۲۳ ہر ایک وارث بعد تقسیم کے باقی سے رسدی حصہ پاسکتا ہے سوائے زوجین کے

کان علی رضی اللہ عنہ یرد علی کل وارث الفضل بحصتہ وما ورث غیر المرأۃ وَ الزوج ۔ بیہقی جلد ۶ صفحہ ۲۴۴۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جو مال ذوالفروض سے بچ جاتا تو اُس کو بسہام مفروضہ اُنہیں ذوالفروض پر واپس کر دیتے تھے۔ سوائے زوجین کے۔

جب کہ ماں بہن زوج دادا ہوں تو کیا؟ ۱۲۴

عن الشعبی اُمٌّ و اُختٌ و زوجٌ و جدٌّ فی قول علیؓ رضی اللہ عنہ للام الثلث و للاخت النصف و للزوج النصف و للجد السدس من تسعۃ و فی قول عبداللہ بن مسعودؓ للاخت النصف و للزوج النصف و للام الثلث و للجد السدس من تسعۃ اسھم و یقاسم الجد الاخت لیبدلہ نصفھا فیکون لہ ثلثاہ و لھا ثلثہ تضرب التسعۃ فی ثلاثۃ فتکون سبعۃ و عشرین للام ستۃ و للزوج تسعۃ و یبقی اثنا عشر للجد ثمانیۃ و للاخت اربعۃ و ھی الاکدریۃ ام الفروج بیہقی ج ۶ ص ۲۵۱۔

شعبی کا بیان ہے۔ کہ ماں۔ بہن۔ زوج۔ دادا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ یوں تقسیم ترکہ کرتے ہیں کہ ماں کو ثلث اور بہن کو نصف اور بیوی کو نصف اور دادا کو چھٹا حصہ اور عبداللہؓ بن مسعود کے نزدیک بہن کو نصف اور زوجہ کو نصف اور ماں کو ثلث اور دادا کو چھٹا حصہ نو حصہ سے تقسیم میں بہن دے دادا کو اپنے نصف حصہ سے پس دادا کے لیئے دو تہائی اور بہن کے لئے ایک تہائی اب اس نو کو تین میں ضرب دیئے تو ستائیس حصے ہوں گے۔ ماں کو چھ حصے زوجہ کو نو حصے۔ اب بچے بارہ حصے دادا کو آٹھ حصے اور بہن کو چار حصے۔

جب چھ بہنیں اور ایک دادا ہو تو تقسیم کیا؟ ۱۲۵

عن الشعبی قال کتب عبداللہ بن عباس الی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم

یسأله فی ستة اخوة و جد فکتب الیه ان اعطه سبع المال ۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۱۷ ۔

شعبی کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباسؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میت کی چھ بہنیں اور ایک دادا ہے ۔ تو آپ نے اُس کو لکھا کہ مال کے سات حصے کیئے جائیں ۔ اُن میں سے ایک حصہ مال کا دادا کو دیا جائے ۔

مسئلہ خرقاء

۱۲۶

جب کہ ماں اور بہن دادا ہوں تو باختلاف آراء کیا حکم ؟

مَا تقولُ فِی اُمٍّ وَ اُختٍ وَ جَدٍّ قد اختلفَ فِیهِ خمسةٌ مِن اَصحابِ رسولِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ عبد الله بن عباس و زید و عثمان و علیّ و عبد الله بن مسعود قال ابن عباس ان کان لمقنبا و فی روایة الرقی ان کان لمنقبا جعل الجدّ ابًا وَ لم یعط الاُخت شیئًا و اعطی الام الثلث ۔ قال زید جعلها من تسعة اعطی الاُمّ ثلاثة و اعطی الجدّ اربعة و اعطی الاخت سهمین قالَ عثمان بن عفّان جعلها اثلاثا ۔ قال عبد الله بن مسعود جعلها ستة اعطی الاخت ثلاثة والجد سهمین وللام سهمًا ۔ قالَ علی بن ابی طالب جعلها من ستة اسهم اعطی الاخت ثلاثة واعطی الام سهمین و اعطی الجدّ سهمًا ۔ بیهقی جلد ۶ صفحہ ۲۵۲ ۔

ماں بہن دادا میں عبداللہ بن عباسؓ نے کہا اگر ورثہ میں کئی درجہ ہوں یا مختلف ہوں تو دادا کو باپ کی جگہ دی جائے ۔ اور بہن کو کچھ نہیں دیا جائے اور ماں کو ثلث دیا جائے ۔

اور زید بن ثابت نے نو حصے کئے - ماں کو تین دادا کو چار بہن کو دو حصے - اور عثمانؓ بن عفان نے تین حصے کئے - اور عبداللہؓ بن مسعود نے چھ حصے کئے - بہن کو تین دادا کو دو - ماں کو ایک حصہ دیئے - اور علیؓ بن ابی طالب نے چھ حصے کئے بہن کو تین ماں کو دو - دادا کو ایک حصہ دیئے حضرت علیؓ کی رائے مسئلہ کے مطابق ہے ۔

۱۲۷ جب کہ بیٹی بہن دادا ہوں تو تقسیم کیا ؟

عن ابراهیم والشعبی فی ابنة واخت و جد فی قول علیؓ رض للابنة النصف وللجد السدس و للاخت ما بقی وکذالك قال فی ابنة واخوات وجد

کنز العمال ج ۴ صفحہ ۲۱۷

بیٹی بہن - دادا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بیٹی کو نصف اور دادا کو چھٹا حصہ مابقی بہن کو - اسی طرح بیٹی اور چند بہنوں اور دادا میں تقسیم ترکہ ہے -

۱۲ جب کہ ماں باپ اور زوج ہو تو تقسیم کیسی ؟

عن علی رضی اللہ عنہ فی زوج وابوین - للزوج - النصف وللام ثلث ما بقی وللاب سهمان - کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۲۱۶ -

حضرت علی رض فرماتے ہیں زوج اور ماں باپ میں - زوج کو نصف اور ماں کو ثلث مابقی اور باپ کو دو حصے ہیں -

۱۲ جب کہ بھتیجہ دادا کے ساتھ ہو

اَنَّ علیًّا رض و عبد اللہ رض بن مسعود کانا لا یورثان ابن الاخ مع الجد ۔

حضرت علی رضؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ بھتیجے کو دادا کے ساتھ وارث قرار نہیں دیتے تھے۔

۱۳۰ دادا۔ دادی۔ نانی ہوں تو کیا؟

اَنَّ زَیْدَ بن ثابت وَ عَلِیًّا کانا یورثان ثلاث جدات ثنتین من قِبَلِ الأب و واحدۃ من قِبَلِ الام۔ کنز ج ۴ ص ۲۱۶

حضرت زید بن ثابت اور حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہما دونوں دادا۔ دادی اور نانی کو وارث قرار دیتے تھے۔ اس طرح کہ دو حصے سگے دادا اور دادی کو۔ اور ایک حصہ نانی کو۔

۱۳۱ جب کہ دادی ایک دو تین ہوں تو تقسیم کیسی

کانا علی و زید بن ثابت رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا یطعمان الجدۃ او اثنتین او الثلاث السدس لا ینقصن منہ و لا یزدن علیہ اذا کانت قرابتھن الی المیت سواء فاِن کانت احداھن اقرب فالسدس لھا دونھن ؛

حضرت علی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما دونوں دادی کو خواہ ایک ہو یا دو ہوں یا تین ہوں چھٹا حصہ عطا فرماتے اس میں نہ کمی کرتے تھے نہ زیادتی۔ ہاں اگر ان میں کوئی زیادہ قرابتدار ہوتی تو اسکو چھٹا حصہ دوسروں کے علاوہ دیتے۔

۱۳۲ جب کہ غلام کے وارث ذوی رحم نہ ہوں تو مولیٰ اُسکو وارث

عَنِ الشعبی قال کان عبد اللہ بن مسعود لا یورث موالی مع ذی رحم شیئا وَ کان علی و زید یقولان اذا کان ذو رحم ذا سھم فلہ سھمہ وما بقی فللموالی ھم کلالۃ

عبداللہ بن مسعود موالی کو ذی رحم کے ساتھ وارث نہیں کرتے تھے ۔ لیکن حضرت علیؓ وزید دونوں فرماتے ہیں جب کہ ذو رحم صاحب حصہ موجود ہو تو اُس کا حصّہ دیکر جو بچے وہ موالی کو ملے گا ۔

۱۳۳ جب کہ سگی بہن و علاتی بہن و دادا ہوں تو کیا ؟

عن ابراھیم والشعبی فی اختٍ لاَبٍ واُمٍ واختٍ لابٍ وجدٍ فی قولِ علیٍ و عبد اللّٰه للاخت من الابّ والامّ النصف وللاخت من اللاب السّدس تکملة الثلثین وما بقی للجد وان کن اخوات من الأبّ اکثر من اثنتین لم یزدن علی ھذا ۔ کنز جلد ۳ صـ۲۱ ۔

سگی بہن اور علاتی بہن اور دادا ہوں تو حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ سگی بہن کو نصف اور علاتی بہن کو چھٹا حصہ اور جو بچے وہ دادا کو ۔ اور اگر علاتی بہنیں زیادہ ہوں تو سب اُس میں شریک ہیں ۔

۱۳۴ جبکہ حقیقی بہن اور علاتی بھائی اور دادا ہوں تو کیا ؟

اخت لاب وام واخ لاب وجد فی قول علی رضی اللّٰه عنه للاخت من الاب والام نصف ومابقی بین الاخ والجد نصفین ۔ کنز العمال ۳ صـ۲۱

سگی بہن اور علاتی بھائی اور دادا میں حضرت علی فرماتے ہیں کہ سگی بہن کو نصف اور جو بچ جائے وہ درمیان علاتی بھائی اور دادا کے نصفا نصف ۔

۱۳۵ مخنث کی تحقیق و ترکہ اُس کے پیشاب کے راہ پر

عَنِ الشَّعْبِیْ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ عَدُوَّنَا

يَسأَلُنَا عَمَّا نَزَلَ بِهٖ مِنْ اَمْرِ دِيْنِهٖ اَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ اِلَيَّ يَسْأَلُنِيْ عَنِ الْخُنْثٰى فَكَتَبْتُ اِلَيْهِ اَنْ وَرِّثْهُ مِنْ قِبَلِ مَبَالِهٖ ۔ کنز العمال ج ۶ صفحہ ۲۳ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کا شکر ہے جو ہمارا دشمن بھی ہم سے مسئلہ دریافت کرتا ہے۔ جب اُس کو امر دین میں مشکل پڑ جاتی ہے۔ معاویہ نے میری طرف لکھ بھیجا ہے۔ کہ خنثی کے میراث کا کیا حکم ہے۔ تو میں نے جواب دیدیا ہے۔ کہ اُس کا فیصلہ ترکہ میں اُس کے پیشاب کی راہ پر منحصر ہے۔

۱۳۶

حضرت علیؑ وغیرہ کی وصیت لاوارثوں کو ہماری جائیداد سے پانچواں حصہ دیا جاوے۔

عَنِ الضَّحَّاكِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ وَعَلِيًّا اَوْصِيَا بِالْخُمُسِ مِنْ اَمْوَالِهِمَا لِمَنْ لَا يَرِثُ مِنْ ذَوِيْ قَرَابَتِهِمَا ۔ کنز العمال ج ۸ ص ۳۳۳

ضحاک کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر اور علی رضی اللہ عنہما نے وصیت فرمائی کہ ہمارے مال سے پانچواں حصہ اُن قرابداروں کو دیا جاوے جو اپنے ورثاء سے وارث نہیں ہوئے ہیں

۱۳۷

اگر ایک شخص میں ذکر و فرج دونوں کام کے ہوں تو کیا

قَالَ الرَّاوِيْ بَيْنَنَا عِنْدَ قَاضِيْ شُرَيْحٍ فِيْ مَجْلِسِ الْقَضَاةِ اِذْ اَتَتْ اِمْرَأَةٌ فَقَالَتْ اِنَّ لِيْ مَا لِلرَّجُلِ وَمَا لِلنِّسَاءِ فَقَالَ لَهَا وَيْحَكِ مِنْ اَيِّهِمَا يَخْرُجُ الْبَوْلُ فَقَالَتْ مِنْ كِلَيْهِمَا فَتَعَجَّبَ شُرَيْحٌ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ جَامَعَنِيْ زَوْجِيْ فَوَلَدْتُ مِنْهُ وَجَامَعْتُ جَارِيَتِيْ فَاَوْلَدْتُهَا فَقَالَ الْحَقِيْ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيًّا ثُمَّ جَاءَ اِلَيْهِ فَقَصَّ عَلَيْهِ فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَنْ زَوْجُكِ قَالَتْ

فُلَانٌ فَبَعَثَ اَلَیْہِ فَقَالَ اَ تَعْرِفُ بِھٰذَا فَقَالَ ھِیَ زَوْجَتِی فَسَأَلَہٗ عُمَرُ قَالَ
فَقَالَ ھِیَ کَذٰلِکَ بِھٰذِہٖ الْحَالَۃِ فَقَالَ عَلِیٌّ رض بِدِیْنَارِ الْخَصِیِّ وَکَانَ شَبَقَ
بِہٖ فَقَالَ عَلِیٌّ یَادِیْنَارُ اُدْخُلْھَا بَیْتًا وَعَرِّھَا مِنْ ثِیَابِھَا وَمُرْھَا اَنْ
تَشُدَّ عَلَیْھَا اِزَارًا وَعُدَّ اَضْلَاعَھَا فَفَعَلَ وَکَانَ اَضْلَاعُھَا اَضْلَاعَ
الرِّجَالِ وَاَلْحَقَھَا بِالرِّجَالِ ۔ از کتاب قلمی بغیر حوالہ کتب ۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک روز میں اتفاق سے قاضی شریح کے پاس تھا ایک عورت آکر کہنے لگی مجھ میں مرد و عورت کے دونوں علامات موجود ہیں۔ قاضی شریح نے افسوس سے کہا پیشاب کس سے نکلتا ہے۔ کہا دونوں سے قاضی صاحب نے سخت تعجب کیا۔ پھر اُس عورت نے کہا مجھ سے میرا مرد مجامعت کرتا ہے میں اُس سے بچے جنتی ہوں۔ اور میں اپنی لونڈی سے مجامعت کرتی ہوں وہ مجھ سے بچے جنتی ہے شریح نے کہا امیرالمومنین کے پاس چلو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے حقیقت الامر بیان کی حضرت علی نے اُس کے شوہر کو طلب فرما کر دریافت کیا کہا واقعی یہ عورت اسی طرح کی ہے۔ پھر حضرت علی نے دینار خصی کو حکم دیا اُس کو اندر گھر لے جاؤ لونگی بندوا کر اُس کی پسلیوں کو گنو کتنی ہیں۔ اُس کی پسلیاں مرد کی تھیں۔ آپ نے حکم دیا اس کو مردوں میں ملادو۔

فائدہ

یعنی شہادت و ترکہ و دیگر معاملات مردوں کی طرح اُس سے لئے جائینگے۔

۱۳۷ تو ریث اُس لڑکے کی جسکے دو سر ہوں

قَالَ الرَّاوِیُّ وُلِدَ عَلٰی عَہْدِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ مَوْلُوْدٌ لَہٗ رَأْسَانِ
فَقِیْلَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیُوَرَّثُ مِیْرَاثَ وَاحِدٍ اَمِ اثْنَیْنِ فَقَالَ

عَلِیٌّ یُتْرَکُ حَتّٰی یُنَامَ ثُمَّ یُصَاحُ بِہٖ فَاِنْ اِنْتَبَہَمَا جَمِیْعًا کَانَ لَہٗ مِیْرَاثُ اِثْنَیْنِ وَاِنْ اَنْتَبَہَ وَاحِدٌ وَبَقِیَ وَاحِدٌ فَاِنَّمَا کَانَ لَہٗ مِیْرَاثُ وَاحِدٍ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک لڑکا لایا گیا جس کے دو سر تھے کہ اس کے لئے میراث کا کیا حکم ہے۔ ایک کی یا دو کی۔ آپ نے حکم دیا اس کو چھوڑ دو جب یہ سو جاوے اُس وقت دیکھو کہ دونوں نتھنوں سے سانس چلتی ہے تو دو کا حصہ اگر ایک سے سانس چلتی ہے تو ایک کا حصہ پائیگا۔

۱۳۹ غلام کا دعویٰ اُس کا آقا اُس کا غلام ہے

قَالَ الرَّاوِیْ مَاتَ رَجُلٌ عَلٰی عَہْدِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فِیْ فَلَاتٍ مِنَ الْاَرْضِ وَمَعَہٗ مَمْلُوْکُہٗ وَابْنُہٗ فَادَّعَی الْمَمْلُوْکُ اَنَّ اِبْنَ مَوْلَاہُ مَمْلُوْکُہٗ وَادَّعَی اِبْنُ مَوْلَاہُ اَنَّ الْمَمْلُوْکَ مَمْلُوْکُہٗ فَتَحَاکَمَا اِلٰی عَلِیٍّ رض فَاَمَرَانْ یَنْقُبَ نَقْبَتَیْنِ فِیْ حَائِطٍ وَیُخْرِجَ رَأْسَہُمَا مِنْ نَقْبَتَیْنِ فَفَعَلَ قَنْبَرُ ذٰلِکَ فَقَالَ عَلِیٌّ یَا قَنْبَرُ اِضْرِبْ عُنُقَ الْمَمْلُوْکِ فَخَافَ الْمَمْلُوْکُ وَاَخْرَجَ رَأْسَہٗ مِنَ الثُّقْبَۃِ وَعَلَا فَاَخَذَہٗ وَرَدَّہٗ عَلٰی اِبْنِ مَوْلَاہُ۔ از کتاب قلمی۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص غیر آباد زمین میں مرگیا۔ اُس کے ساتھ اُس کا ایک لڑکا اور ایک غلام تھا۔ غلام نے حضرت علی رض کے دربارہ میں دعویٰ پیش کیا جو بیٹا ہے وہ دراصل غلام ہے۔ اور بیٹے نے جواب دہی کی کہ حقیقت میں یہی غلام ہے میں بیٹا ہوں۔ حضرت علی رض نے اپنے غلام قنبر کو حکم دیا کہ ایک دیوار میں دو سوراخ کیجاویں۔ یہ دونوں اپنے اپنے سروں کو اُن سوراخوں سے باہر نکالیں۔ جب یہ ہوچکا تو آپ نے قنبر کو حکم دیا کہ تلوار سے غلام کی گردن ماردے۔ حقیقی غلام بخوف گردن زدنی کے فرار ہوگیا۔ اُس کو پکڑ کر آقا کے حوالہ کر دیا۔ یعنی آقا کے بیٹے کے جو دراصل اسکا آقا تھا۔

۱۴

ایک جگہ ایک رات میں دو عورتوں کی زچگی ہوئی ایک کا لڑکا دوسری کی لڑکی ہر ایک مدعی ہے کہ یہ لڑکا میرا ہے

فِی عَھدِ اَمِیرِ المؤمِنِین کَانَتَا جَارِیَتَانِ فَوَلَدَتَا جَمِیعًا فِی لَیلَۃٍ وَّاحِدَۃٍ اَحَدُھُمَا اِبنًا وَّالاُخرٰی بِنتًا فَعَمَدَت صَاحِبَۃُ الاِبنَۃِ فَوَضَعَت بِنتَھَا فِی المَھدِ الَّتِی کَانَ الاِبنُ فِیھَا وَاَخَذَتِ الاِبنَ فَقَالَت صَاحِبَۃُ الاِبنِ الاِبنُ اِبنِی وَقَالَت صَاحِبَۃُ الاِبنَۃِ الاِبنُ اِبنِی فَتَحَاکَمَا عَلٰی اَمِیرِ المُؤمِنِینَ فَاَمَرَ اَن یُّوزَنَ لَبَنُھُمَا فَاَیُّھُمَا اَثقَلَ فَالاِبنُ لَھَا۔ از کتاب قلمی۔

حضرت امیر کے زمانۂ خلافت میں دو عورتوں نے ایک جگہ ایک رات میں زچگی کی ایک کا لڑکا دوسری کی لڑکی۔ لڑکی والی نے اپنی لڑکی کو لڑکے کے جھولے میں ڈال کر لڑکے کو لے لی۔ اور لڑکے والی نے کہا لڑکا تو میرا ہے۔ یہ مقدمہ حضرت امیر کے دربار میں آیا۔ آپ نے حکم دیا دونوں کے دودھ وزن کیے جاویں جسکا دودھ وزنی ہوگا لڑکا اسکا ہے۔

۱۴

تین قطعات الطریق مختلف العمل کا فیصلہ

قَالَ قَضٰی فِی الَّذِی یَقطَعُ الطَّرِیقَ وَیَقتُلُ وَیَاْخُذُ المَالَ اَن یُّقتَلَ وَیُصلَبَ وَقَضٰی فِی الَّذِی یَقتُلُ وَلَا یَاْخُذُ المَالَ اَن یُّقتَلَ وَلَا یُصلَبَ وَقَضٰی فِی الَّذِی یَاْخُذُ المَالَ وَلَا یَقتُلُ اَن یُّقطَعَ رِجلَیہِ وَیَدَیہِ مِن خِلَافٍ وَقَضٰی فِیہِ اَن یُّنفٰی مِنَ البَلَدِ۔ قلمی کتاب۔

جو ڈاکہ ڈالکر قتل کر کے مال لے لیتا تھا اسکو قتل کر کے صولی دیا جاوے۔ اور جو قتل کر کے مال نہیں لیتا تھا اسکو قتل کیا جائے نہ صولی دیا جائے۔ اور جو مال لیکر قتل نہیں کرتا تھا اسکا داہنا ہاتھ بایاں پاؤں کاٹکر جلاوطن کیا جائے۔

نوٹ اول صفحہ لوح پر ۱۲۵ فیصلہ لکھا گیا ہے لیکن اور دستیاب ہونے سے اب یہ تفصیل (۱۴۱) پر ختم ہیں۔

فاطمہؓ

اَلزَّهْرَاءُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدَةُ النِّسَاءِ الْعَالَمِيْنَ۔ وَقَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ اَيَّتُهُنَّ بَنَاتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْبَرُ وَاَصْغَرُ وَالَّذِيْ تَسْكُنُ اِلَيْهِ النَّفْسُ عَلٰى تَوَاتُرِ بِهِ الْاَخْبَارُ فِيْ تَرْتِيْبِ بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ زَيْنَبَ الْاُوْلٰى ثُمَّ الثَّانِيَةُ رُقَيَّةُ۔ ثُمَّ الثَّالِثَةُ اُمُّ كُلْثُوْمٍ ثُمَّ الرَّابِعَةُ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ۔ استیعاب جلد ۲ صفحہ ۷۴۷ و اصابہ فی صحابہ جلد ۸ صفحہ ۱۵۱

وَالَّذِيْ يَسْكُنُ اِلَيْهِ الْيَقِيْنُ اَنْ اَكْبَرَهُنَّ زَيْنَبُ ثُمَّ رُقَيَّةُ ثُمَّ اُمُّ كُلْثُوْمٍ ثُمَّ فَاطِمَةُ۔

عُلماء نے اس امر میں اختلاف کیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کونسی صاحبزادی بڑی ہے اور کونسی چھوٹی ہے۔ کتاب استیعاب میں جو بیان کیا ہے وہ یہ کہ اطمینان بخش و تواتر اخبار سے جو ثابت ہے علے الترتیب وہ یہ کہ پہلے زینب دوم رقیہ۔ سوم ام کلثوم۔ چہارم فاطمہ رضوان اللہ عنہا۔ اور اسی ترتیب پر اصابہ فی صحابہ میں بیان کیا اور اسی پر یقین بھی دلایا ہے۔

وَقَدِ اخْتَلَفُوْا فِيْ سِنِّ مَوْلِدِهَا

وَلَدَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَنَةَ اَحَدٍ وَّاَرْبَعِيْنَ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَوْلِدُ قَبْلَ الْبَعْثَةِ بِقَلِيْلٍ نَحْوَ سَنَةٍ اَوْ اَكْثَرَ وَهِيَ اَسَنُّ عَائِشَةَ بِنَحْوِ خَمْسِ سِنِيْنَ۔

وَعَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ بْنِ الْبَاقِرِ قَالَ قَالَ الْعَبَّاسُ وُلِدَتْ فَاطِمَةُ وَالْكَعْبَةُ

تُنبی وَالنّبیُ صلی اللہ علیہ وسلم ابن خمس و ثلاثین سنۃً وَبِھٰذا الحزم
المدائنی وَ بہٖ قال الواقدی۔ استیعاب ج۲ ص۷۴۵ واصابہ فی صحابہ ج۱ ص۱۵۷
حضرت فاطمہؑ کے سن ولادت میں اختلاف ہے وہ یہ کہ امام ابوجعفر بن باقر حضرت
عباس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا صحیح یہ کہ فاطمہ ولادت تعمیر کعبہ کے
وقت ہوئی ہے اس وقت آنحضرت کا سن مبارک پینتیس ۳۵ برس کا تھا اس پر امام مدائنی
اور واقدی نے اتفاق کیا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ کچھ زاید ایک سال قبل نزول وحی نبوت
پیدا ہوئی ہیں۔ اور حضرت عائشہ سے قریباً پانچ سال بڑی تھیں۔

وَمِن خصائصہا انہا سیدۃ نساء اہل الجنۃ

عَن عبدِ اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سیدۃ نساء اہل الجنۃ مریم ثم فاطمہ بنت محمد ثم خدیجۃ ثم
امرأۃ فرعون۔
وَ ایضاً عن عبد اللہ بن عباس قال خطّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی الارض اربعۃ خطوطٍ ثم قال اتدرون ما ھٰذا قالوا اللہ ورسولہ اعلم
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل نساء اہل الجنۃ خدیجۃ
بنت خویلد و فاطمہ بنت محمد و مریم بنت عمران و آسیۃ بنت مزاحم
امراءۃ فرعون۔
اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے خصائص میں یہ بھی ہے کہ آپ اہل جنت کی عورتوں کی
سردار ہیں۔ بروایت عبداللہ بن عباس آنحضرت نے زمین پر چار خط کھینچ کر فرمایا کیا
تم لوگ ان کو جانتے ہو سبھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہت اچھا جانتے ہیں
پھر آپ نے فرمایا افضل اہل جنت چار عورتیں ہیں۔ ایک خدیجہ کبریٰ (زوجہ آنحضرت)

دوم فاطمہ آپ کی صاحبزادی۔ سیوم حضرت مریم حضرت عمران کی صاحبزادی۔
(حضرت عیسٰی کی والدہ۔) چہارم آسیہ مزاحم کی بیٹی فرعون کی بی بی۔
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ قَالَتْ اَسَرَّ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ جِبْرَائِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْاٰنِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَاَنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اُرَاهُ اِلَّا قَدْ حَضَرَ اَجَلِي وَاِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِي لِحَاقًا بِي وَنِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ قَالَتْ فَبَكَيْتُ ثُمَّ قَالَ اَلَا تَرْضِيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوْ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ فَضَحِكْتُ۔
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھ سے فاطمہؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت نے بطور راز کے فرمایا ہر سال جبرائیل قرآن مجید کا ایک دور کرایا کرتا اور اِس سال دو بار دور اکیا بجز اس کے نہیں کہ میری موت کا وقت نزدیک آگیا اور میرے گھروالوں سے تو پہلے مجھ سے ملیگی۔ اس بات سے مجھ کو رونا آگیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میں تیرا خیر مقدم ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا تو گھبرا نہیں تو تو میری اُمت کی اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔ یا یہ فرمایا تمام عالم کی عورتوں اہل جنت کی سردار ہے۔ تو میں اس پر ہنس پڑی۔
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَشْبَهَ كَلَامًا وَحَدِيْثًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ وَكَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ اِلَيْهَا وَرَحَّبَ بِهَا كَمَا كَانَتْ تَصْنَعُ هِيَ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
استیعاب جلد ۲ صفحہ ۷۵۱
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت مشابہ تھیں بات چیت میں اور جب آپ رسول اللہ کے پاس تشریف لاتی تو آپ مرحبا فرماتے و ایسا پیش آتے۔ جیسے فاطمہ پیش آتی آنحضرت کے ساتھ۔
عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

وَهِيَ مَرِيضَةٌ فَقَالَ لَهَا كَيْفَ تَجِدِينَكِ يَا بُنَيَّةُ قَالَتْ اِنِّي لَوَجِعَةٌ وَاَنَّهُ لَيَزِيدُنِي اَنِّي مَالِي طَعَامٌ آكُلُهُ قَالَ يَا بُنَيَّةُ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنَّكِ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ اِلَّا مَرْيَمَ اِبْنَةَ عِمْرَانَ قَالَتْ يَا اَبَتِ فَاَيْنَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ قَالَ تِلْكَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ عَالَمِهَا وَاَنْتِ سَيِّدَةُ عَالَمِكِ وَاللّٰهِ لَقَدْ زَوَّجْتُكِ سَيِّدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۔ استیعاب ج ۲ صفحہ ۷۵۰

عمران بن حصین آنحضرت سے روایت کرتا ہے کہ آپ حضرت فاطمہ کی بیماری میں عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو فرمایا اے بیٹی طبیعت کیسی ہے۔ کہا بابا جان تکلیف زائد ہے۔ اور کچھ کھانے کو بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اے بیٹی کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو عالم کی عورتوں کی سردار ہو۔ مگر مریم بیٹی عمران بی بی صاحبہ نے عرض کیا بابا جان کہاں ہے مریم بنت عمران آپ نے فرمایا بیٹی تو اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہے۔ اور وہ اپنی زمانہ کی عورتوں کی سردار ہے اور میں نے تو تجھ کو دنیا و آخرت کے سردار سے نکاح کر دیا ہے۔

جس نے حضرت فاطمہ کو رنج و تکلیف دی اُس نے آنحضرت کو رنج و تکلیف دی وہ داخل نار ہوا

وَفِي الْبُخَارِيِّ اِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِي ۔ اَلْبَضْعَةُ قِطْعَةُ اللَّحْمِ وَبِهِ اسْتَدَلَّ الْعُلَمَاءُ عَلٰى اَنَّ مَنْ سَبَّهَا يَكْفُرُ ۔

صحیح بخاری میں آنحضرت نے فرمایا ہے۔ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس شخص نے اُس کو غضبناک کیا اُس نے مجھ کو غضبناک کیا۔ اِسی حدیث سے علماء نے استدلال کیا کہ جو حضرت فاطمہ کو سب و شتم کرے گا وہ کافر ہو جائیگا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَغْضِبُنَا اَھْلَ الْبَیْتِ اَحَدٌ اِلَّا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ النَّارَ۔ مستدرک صحیح ہے مثل بخاری مسلم کے۔

ابوسعیدؓ وایت کرتاہے آپ نے فرمایاکہ کسی ایک نے بھی اہل بیت کو غضب میں لایا اُس کو اللہ تعالیٰ داخل نار کرے گا۔

عَنْ عبد اللّٰہ بن الزبیر قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِنِّیْ یَقْبِضُنِیْ مَا یَقْبِضُھَا وَ یَبْسُطُنِیْ مَا یَبْسُطُھَا وَاِنَّ الْاَنْسَابَ تَنْقَطِعُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ غَیْرَ نَسَبِیْ وَسَبَبِیْ وَصِھْرِیْ۔ مستدرک کنز العمال ج ۶ ص ۹۶

عَنْ المسور قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاطِمَۃُ شُجْنَۃٌ مِنِّیْ یَبْسُطُنِیْ مَا یَبْسُطُھَا وَ یَقْبِضُنِیْ مَا یَقْبِضُھَا۔ مستدرک صحیح الاسناد مثل بخاری ومسلم کے

عبداللہ بن زبیرؓ آنحضرت سے روایت کرتا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جس نے اُس کو راحت دی اُس نے مجھ کو راحت دی۔ اور جس نے اُس کو تکلیف دی اُس نے مجھ کو تکلیف دی۔ اور بے شک قیامت میں تمام نسبیں قطع ہو جائینگی سوائے میری نسب و قرابت و دامادی کے فائدہ اسی وجہ سے حضرت عمرؓ نے آپکی صاحبزادی سے شادی کی

اور مسور کہتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ فاطمہ تو میری جان کا ٹکڑا ہے جس نے اُس کو غضبناک کیا اُس نے مجھ کو غضبناک کیا۔ اور ایک اور روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ فاطمہ تو میرے اندرونی جان کا ٹکڑا ہے۔ جس نے اُس کے ساتھ نیک سلوک کیا اُس نے میرے ساتھ نیک سلوک کیا۔ اور جس نے اُس کے ساتھ بدسلوک کیا اُس نے میرے ساتھ بدسلوک کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بحیات حضرت فاطمہ ابو جہل کی لڑکی سے پیغام کیا تو آنحضرت کو معلوم ہوا تو آپ نے یہ فرمایا

عن المسور بن مخرمة قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان فاطمة بضعة مِنّی و انا اتخوف ان تفتن فی دینی و انّی لست اُحرّم حلالاً ولا احلّ حراماً و لکن واللہ لا تجمع بنت رسول اللہ و بنت عدو اللہ عند رجلٍ واحدٍ ابداً ۔ کنز العمال ۔

عن سوید بن غفلة قال خطب علی رضی اللہ عنہ ابنة ابی جہل الی عمّها الحارث بن هشام فاستشار النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعن حسبها تسألنی قال علیٌّ قد اعلم ما حسبها و لکن تأمرنی بها قال لا فاطمة بضعة منّی و لا احبّ انها تحزن او تجزع فقال لا اٰتی شیئاً تکرهه ۔

عن ابی ایوب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی هاشم بن المغیرة استأذنونی ان ینکحوا ابنتهم علی بن ابی طالب فلا اٰذن ثم لا اٰذن الا ان یرید بن ابی طالب ان یطلق ابنتی و ینکح ابنتهم فانما هی بضعة منّی یریبنی ما یریبها و یؤذینی ما اٰذاها ۔ کنز جز ۶ ص ۹۶ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بحیات حضرت فاطمہ ابوجہل کی بیٹی کا پیغام کیا تو یہ فرمان صادر ہوا ۔

مسور بن مخرمہ کہتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا بے شک فاطمہ میری لخت جگر ہے اور میں اُس کو رنج فکر دینی فتنہ میں ڈالنا نہیں چاہتا ۔ اور میں نہ حلال کو حرام اور نہ حرام کو حلال کرتا ہوں لیکن قسم اللہ تعالےٰ کی رسول اللہ کی بیٹی و عدو اللہ کی بیٹی دونوں ایک شخص کے نکاح میں ابدالاباد نہیں رہ سکتیں ۔

سوید بن غفلہ سے مروی ہے حضرت علی نے ابوجہل کی بیٹی کا اُس کے چچا حارث بن ہشام سے پیغام کیا ۔ اور آنحضرت سے مشورہ چاہا ۔ آپ نے فرمایا کیا اُس کی حسب نسب دریافت کرتا ہے ۔ حضرت علی نے کہا نہیں ۔ میں اُن کو جانتا ہوں لیکن آپ کے

حکم کا منتظر ہوں۔ آپ نے فرمایا فاطمہ تو میری جان سے ایک ٹکڑا ہے میں اس کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ کہ فاطمہ کو رنج و الم اور دینی فتنہ میں ڈالوں حضرت علی نے عرض کیا کہ جس کو آپ ناپسند کریں میں کبھی نہیں کروں گا۔ اور ابوایوب کی حدیث کا مطلب بھی اس کے قریب ہے۔

سبب نکاح فاطمہؓ

عَنْ اَنس بن مالك قَالَ جَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتَ مناصحتى وَقدمى فِى الْاِسْلَامِ وَاِنِّى وَاِنِّى قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ قَالَ تزوجنى فاطمة فسكت عنه او قال اَعْرَضَ عَنْهُ فرجع اَبُوْ بَكْرٍ اِلَى عُمَرَ فَقَالَ هَلَكْتُ وَاَهْلَكْتُ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ خطبْتُ فَاطِمَةَ الى النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْرَضَ عَنِّى قَالَ مَكَانَكَ حَتّٰى اٰتِى النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَطْلُبُ مِثْلَ الَّذِى طلبت فاتى عمر النبى صلى الله عليه وسلم فَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتَ مناصحتى وقدمى فى الاسلام فانى وانى قال وما ذاك قَالَ تزوجنى فاطمة فاعرض عنه فرجع عمر الى ابى بكر فقال اِنَّهُ يَنْتَظِرُ اَمْرَ اللّٰهِ فِيْهَا اِنْطَلِقْ بنا الى عَلِيٍّ حَتّٰى نَأْمُرَ اَنْ يَطْلُبَ مثل الذى طلبنا قَالَ عَلِيٌّ فَاَتَيَانِى وَاَنَا اُعَالِجُ فَسِيْلًا فَقَالَا اِبْنَةُ اِبْنِ عَمِّكَ تَخْطُبُ فنبهانى لِاَمْرٍ فَقُمْتُ اَجُرُّ رِدَائِى طَرَفًا عَلٰى عَاتِقِى وَطَرَفًا اَجُرُّهُ عَلَى الْاَرْضِ حَتّٰى اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْتَ قدمى فِى الْاِسْلَامِ وَمناصحتى وَاِنِّى وَاِنِّى قَالَ مَا ذَاكَ يَا عَلِيُّ قُلْتُ تزوجنى فَاطِمَةَ قَالَ وَعِنْدَكَ شَيْءٌ قُلْتُ فَرَسِى وَبَدَنِى قَالَ اَمَّا فَرَسُكَ فَلَا بُدَّ لَكَ مِنْهَا وَاَمَّا

دِرْعَلَت فبعها فبعتها بِاَرْبَعِمائَةٍ وَ ثَمانِيْنَ فَاَتَيْتُهٗ بِهَا فوضعتها في حُجْرِهٖ فقبض مِنْهَا فقال يَا بِلَالُ اِبْغِنَا بِهَا طِيْبًا وَ اَمَرَهُمْ اَنْ يُجَهِّزُوْهَا فَجَعَلَ لَهُمْ سَرِيْرًا شُرِطَ بِالشَّرِطِ وَ وِسَادَةً مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ وَ مِلَاءُ الْبَيْتِ كَثِيْبًا يعني رملا و قَالَ لِيْ اِذَا اَتَتَاكَ فَلَا تُحْدِثْ شَيْئًا حَتّٰى آتِيَكَ فَجَاءَتْ مَعَ اُمِّ اَيْمَنٍ حَتّٰى فَعَلَتْ فِيْ جَانِبِ الْبَيْتِ وَ اَنَا فِيْ جَانِبٍ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰهُنَا اَخِيْ فَقَالَتْ اُمُّ اَيْمَنٍ اَخُوْكَ وَ قَدْ زَوَّجْتَهَا اِبْنَتَكَ قَالَ نَعَمْ فَدَخَلَ فَقَالَ لِفَاطِمَةَ اِئْتِيْنِيْ بِمَاءٍ فَقَامَتْ اِلٰى قَعْبٍ فِي الْبَيْتِ فَجَعَلَتْ فِيْهِ مَاءً فَاَتَتْ بِهٖ فَاَخَذَهٗ فَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهَا قُوْمِيْ فَنَضَحَ بَيْنَ ثَدْيَيْهَا وَ عَلٰى رَأْسِهَا وَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُعِيْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَ قَالَ لَهَا اَدْبِرِيْ فَاَدْبَرَتْ فَنَضَحَ بَيْنَ كَتِفَيْهَا ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُعِيْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ اِئْتِنِيْ بِمَاءٍ فَعَلِمْتُ الَّذِيْ يُرِيْدُ فَقُمْتُ فَمَلَأْتُ الْقَعْبَ مَاءً فَاَتَيْتُهٗ بِهٖ فَاَخَذَ مِنْهُ بِفِيْهِ ثُمَّ مَجَّهٗ فِيْهِ ثُمَّ صَبَّ عَلٰى رَأْسِيْ وَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُعِيْذُهٗ بِكَ وَ ذُرِّيَّتَهٗ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ثُمَّ قَالَ اَدْبِرْ فَاَدْبَرْتُ فَصَبَّ بَيْنَ كَتِفَيَّ وَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُعِيْذُهٗ بِكَ وَ ذُرِّيَّتَهٗ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَ قَالَ اُدْخُلْ بِاَهْلِكَ بِاسْمِ اللهِ وَ الْبَرَكَةِ - کنز ج ۷ ص ۹۹ و ینابیع المودہ ص ۱۶۲ -

انس بن مالک کہتا ہے ۔ ابو بکر آنحضرت کے پاس آیا اور سامنے بیٹھ گیا اور کہا کہ آپ جانتے ہیں جسقدر میں نے اسلام میں ہمدردی کی ہے اور اسلام میں قدامت اور جو کچھ میرے کارنامہ ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کیا چاہتا ہے ۔ ابو بکر نے کہا آپ فاطمہ سے میرا نکاح فرمائیے ۔ آنحضرت نے کچھ بھی جواب نہ دیا ۔ ابو بکر واپس گیا عمر سے

جاکر کہا میں تو ہلاک ہوگیا۔ اور اپنے کو ہلاک کر دیا۔ عمر نے کہا وہ کیا ہے ابو بکر نے کہا میں
آنحضرت کے پاس گیا فاطمہ کا پیغام کہا آپ نے اعراض کیا عمر نے کہا تو ٹھہر جا میں جاتا ہوں
ویسے ہی عمر بھی جا کر آنحضرت کے مقابل میں بیٹھ گیا۔ کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ مجھ کو خوب جانتے اور میں نے جو کچھ بھی اسلام میں ترقی کی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا چاہتا
ہے عرض کیا کہ فاطمہ سے میرا نکاح کر دیجئے۔ آپ نے سکوت کیا عمر نے پھر واپس آکر ابو بکر
سے کہا آنحضرت تو کسی حکم الٰہی کے منتظر ہیں۔ چلو ہم علی کے پاس جائیں ہم اُس کو کہیں
کہ وہ اپنا پیغام کرے۔ جیسے ہم نے کیا ہے۔ پس ہم علی کے پاس آئے وہ گھوڑے کو مل رہا
تھا۔ ہم دونوں نے اُس کو کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سے پیغام
کیجئے۔ آپ نے مجھ کو اچھی رائے دی علی اُٹھ چلے چادر کچھ کندھے پر اور کچھ زمین پر لٹک رہی
ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ پہنچے۔ اور سامنے بیٹھ گئے۔ کہا رسول اللہ آپ مجھ کو
جانتے ہیں کہ میں اسلام میں سب سے سابق ہوں اور میرے کارنامہ بھی زائد ہیں اور جو کچھ
میں نے کیا آنحضرت نے فرمایا کیا چاہتا ہے۔ کہا آپ فاطمہ کا مجھ سے نکاح کر دیجئے آپ نے
فرمایا تیرے پاس کچھ شادی کے لئے سامان بھی ہے (حضرت) علی نے کہا ایک گھوڑا اور
ایک زرہ ہے آنحضرت نے فرمایا گھوڑا تو تیرے کو اُس کے سوائے کوئی چارا نہیں ہے۔
لیکن زرہ کو فروخت کر پھر میں نے زرہ چارسو اسّی کو اُسکو فروخت کر کے آپ کے سامنے
رکھا آپ نے اُس میں سے کچھ لیکر بلال کو دیا اسمیں خوشبو خرید لے آیا۔ اور جہیز تیار
کر دیا۔ پلنگ کھجور کی رسّی سے تیار کیا گیا۔ اور توشک فرش چمڑے سے کی گئی جس میں
کھجور کی چھال تھی۔ اور مکان صاف کیا گیا۔ تازی ریتی بچھا کر صاف ستھرا کیا گیا فاطمہ کو
ام ایمن کے ہمراہ روانہ کر کے فرمایا میرا انتظار کرنا۔ مکان کے ایک جانب حضرت علی دوسری
طرف حضرت فاطمہ تشریف رکھتی تھی۔ آپ تشریف لائے فرمایا کہاں ہے میرا بھائی ام ایمن
نے کہا آپ کا بھائی یہاں ہے۔ کیا آپ نے اُن کی شادی فاطمہ سے کر دی ہے آپ نے

فرمایا ہاں پھر آپ گھر میں تشریف لائے۔ فاطمہ سے فرمایا پانی لا فاطمہ نے لگن میں پانی لاکر دیا۔ آپ نے اُس سے کلّی کی پھر اس میں ڈال دیا فاطمہ سے فرمایا کھڑی ہو جا۔ اُس پانی سے اُن پر آگے پیچھے چھڑکا۔ فرمایا اے بار خدا میں اُس کو اور اسکی اولاد کو آپکی پناہ میں دیتا ہوں شیطان رجیم سے۔ پھر آپ نے علی کو کہا اُٹھ کھڑا ہو۔ آپ پھر سامنے آئے۔ ویسا ہی آپ نے اُس سے پانی طلب کیا۔ پانی لایا۔ آپ نے کلی کی اُسمیں ڈال کر اُس پر بھی اسی طرح چھڑکا۔ اور دعا فرمائی اے خداوند ذوالجلال میں اُس کو اور اُس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں شیطان رجیم سے۔ پھر آپ نے کہا جا اپنے گھر میں اللہ تعالےٰ کے نام و برکت سے۔

وقد اختلف فی مقدار مھرھا رضی اللہ عنہا

عن علی رضی اللہُ عنہ قال تزوّجت فاطمۃ قُلتُ یارسول اللہ ما اُبِیعُ فرسی اَوْ دِرْعِی قال دِرْعَكَ فَبِعْتُهَا بِثِنْتَی عشر اَوْقیۃٍ و کان ذٰلک مھرُ فاطمۃ کنز الاعمال جلد ۵ صـ۱۰۱

عَنْ علیٍ اَنَّہٗ لَمَّا تزوّج فاطمۃ قال لَہُ النّبی صلی اللہُ علیہِ وسلم اِجْعَلْ عامّۃ الصَّدَاقِ۔ کنز العمال صـ۹۹

عن علباء بن احمر قال قال علی بن ابی طالب خطبتُ الی النّبیِ صلی اللہُ علیہِ وسلم اِبنتہٗ فاطمۃ قال فباع علیٌ دِرعًا لَہٗ و بعض ما باع مِن متاعِہٖ فبلغ اَرْبَعمائۃٍ و ثمانین دِرھمًا و اَمر النّبی صلی اللہ علیہِ وسلم اَن یجعل ثلثیہِ فی الطّیب و ثُلُثًا فی الثیابِ۔ ایضًا صـ۹۹ ع

و عن علی قال لمّا خطبتُ فاطمۃ قال النّبی صلی اللہُ علیہِ وسلم ھل لک مِن مَھرٍ قُلتُ معی راحلتی و دِرعی قال فبعھا بِاَربعمائۃٍ و قال اکثرُ والطّیب لفاطمۃ

فَاِنَّهَا اِقْرَأُ ةٌ مِنَ النِّسَاءِ ۔ ایضًا ص۹۹

عَنْ علی قَالَ زَوَّجَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ عَلٰی اَرْبَعَةٍ وَّ ثَمَانِیْنَ دِرْهَمًا وَّ وَزْنُ سِتَّةٍ وَ قَالَ کَانَ الدِّرْهَمُ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ دَوَانِیْقَ وَ سَنَدُہٗ ضعیف ۔ کنز ج ص۸

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے جو فاطمہ سے شادی کی ہے ۔ میں نے رسول اللہ سے عرض کیا کیا اپنا گھوڑا فروخت کروں یا اپنی ذرہ آپ نے فرمایا ذرہ فروخت کر پھر میں نے اُس کو بارہ اوقیہ کو فروخت کیا ۔ اور یہی مہر تھا فاطمہ کا ۔

دوسری روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں نے آنحضرت کو صاحبزادی فاطمہ کا پیغام کیا جو عام مہر ہوتا ہے وہ مقرر کرنا چاہیئے ۔

تیسری روایت علبا بن احمر کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب کہ میں نے آنحضرت کی صاحبزادی کا پیغام کیا تو میں نے اپنی ذرہ اور بعض اسباب فروخت کیا جس کی قیمت چارسو اسی ۴۸۰ تھی ۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ دو ثلث تو طیب خوشبو میں خرچ کرو ۔ تیسرا حصہ کپڑوں میں ۔

چوتھی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے فاطمہ کا پیغام کیا تو آنحضرت نے فرمایا تیرے پاس کچھ مہر کے لئے بھی ہے ۔ میں نے عرض کیا ایک میری سواری دوسری ذرہ ہے ۔ آپ نے فرمایا ذرہ کو فروخت کرکے اکثر طیب میں خرچ کرو کیونکہ اُس کو خوشبو بہت پسند ہے ۔

جہز فاطمة رضی اللہ عنہا

عَنْ علی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا زَوَّجَهٗ فَاطِمَةَ بَعَثَ مَعَهَا بِخَمِیْلَةٍ وَّ وِسَادَةٍ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِیْفٌ وَ رَحَائَیْنِ وَ سِقَائَیْنِ ۔ اصحابہ فی صحابہ ج۸ ص۱۵۹

وَعَنْ علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ جھز رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔
فَاطِمَۃَ فِیْ خَمِیْلٍ وَقِرْبَۃٍ وَوِسَادَۃٍ اَدَمٍ حَشْوُھَا اِذْخرٌ۔
کنز العمال از ھق ج ۵ ص ۱۰۱

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فاطمہ کو جہیز مرحمت فرمایا تھا وہ ایک حاشیہ دار چادر ریشم ملی ہوئی تھی اور ایک توشک چمڑے سے نیار کی ہوئی تھی جس کے اندر کھجور کی چھال تھی۔ اور چکی کے دو پاٹ اور دو مشکیزے اور دوسری حدیث کا بھی یہی مطلب ہے۔ صرف لیف کی جگہ اذخر دیا ہے۔ معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔

حضرت فاطمہ کے وقت وفات اور حالات وفات

وَقد ثبت فِی الصحیح عَنْ عائشۃ رضی اللّٰہُ عنھا اَنَّ فَاطِمَۃَ مَاتَتْ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِتَّۃَ اَشْھُرٍ تابعہ صالح بن کیسان وَعقیل وَ اِبْنُ عُیَیْنَۃَ وَالوَاقدیّ وَ مُحَمَّدُ بن عَبْدُاللّٰہ ابن اخی و الزھری و ابن جریح کُلُّھُمْ نحوہٗ مستدرک ج ۲ ص ۱۶۲

عَنْ عُرْوَۃَ اَنَّ فَاطِمَۃَ تُوُفِّیَتْ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسِتَّۃِ اَشْھُرٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ وھو اشبہ عندنا و تُوُفِّیَتْ لَیْلَۃَ الثلاثاء لثلاث خلون من شھر رمضان سنۃ احد عشرۃ

وَقَالَ مُحَمَّد بن علی ابو جعفر توفیت بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بستۃ اشھر۔

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ دِیْنَارٍ تُوُفِّیَتْ بَعْدَ اَبِیْھَا بثمانیۃ اشھر۔
وَقَالَ ابن بریدۃ عَاشَتْ بَعْدَہٗ سَبْعِیْنَ یَوْمًا۔

وَقَالَ المدائنی ماتت لیلۃ الثلثاء لثلاث خلون من شهر رمضان سَنَۃَ اِحۡدٰی عَشَرَۃَ وَهِیَ اِبۡنَۃُ تِسۡعٍ وَعِشۡرِیۡنَ سَنَۃً وَوُلِدَتۡ قَبۡلَ النُّبُوَّۃِ بِخَمۡسِ سِنِیۡنَ - استیعاب جلد ۲ صفحہ ۵۲،

اور جو صحیح طور پر ثابت ہے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے۔ کہ فاطمہ بعد وفات آنحضرت کے چھ ماہ تک زندہ رہی اور اس کے ساتھ صالح بن کیسان اور عقیل اور ابن عیینہ اور واقدی اور محمد بن عبداللہ ابن رضی اور زہری اور ابن جریج سب نے اِس کے ساتھ اتفاق کیا ہے۔ اور اسی طرح عروۃ کی حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ بی بی فاطمہؓ چھ ماہ بعد آنحضرت کے زندہ رہی منگل کے روز ستائیس ۲۷ رمضان سلہ گیارہ میں انتقال ہُوا۔ اور سب نے اسی کو مناسب کہا ہے۔ اور عمرو بن دینار کی روایت ستر یوم کے بعد انتقال فرمایا صحت کا ذکر نہیں کیا۔ اور مدائنی کی روایت کہ بی بی صاحبہ منگل کے روز ستائیس ۲۷ رمضان سلہ گیارہ میں انتقال اور روز ولادت قبل نبوت کے پانچ سال ہے۔ استیعاب جلد ۲ صفحہ ۵۲، میں بیان کیا ہے۔

واختلف فی سنہا وقت وفاتہا

فَذَکَرَ الزُّبَیۡرُ بۡنُ بَکَّارٍ اَنَّ عَبۡدَ اللّٰہِ بۡنَ الۡحُسَیۡنِ بۡنِ الۡحَسَنِ دَخَلَ عَلٰی ھِشَامِ بۡنِ عَبۡدِ الۡمَلِکِ وَعِنۡدَہُ الۡکَلۡبِیُّ فَقَالَ ھِشَامُ لِعَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ الۡحَسَنِ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ کَمۡ بَلَغَتۡ فَاطِمَۃُ بنت رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مِنَ السِّنِّ فَقَالَ ثَلَاثِیۡنَ سَنَۃً فَقَالَ ھِشَامُ لِلۡکَلۡبِیِّ کَمۡ بَلَغَتۡ مِنَ السِّنِّ فَقَالَ خَمۡسًا وَّثَلَاثِیۡنَ سَنَۃً فَقَالَ ھِشَامُ لِعَبۡدِ اللّٰہِ بن الحسن یَا اَبَا مُحَمَّدٍ اِسۡمَعِ الۡکَلۡبِیَّ یَقُوۡلُ مَا تَسۡمَعُ وَقَدۡ عُنِیَ

بِهٰذا الشَّانِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بن الحسنِ یَا اَمِیرَ المُؤمِنِینَ سَلْنِی عَنْ اُمِّی وَ سَلِ الکَلبِیَّ عَنْ اُمِّہٖ ۔

زبیر بن بکار حضرت عبداللہ بن حسین بن الحسن سے روایت کرتا ہے ۔ ایک روز آپکا گذر ہشام بن عبدالملک پر ہوا ۔ اور اتفاق سے وہاں ہشام کے پاس کلبی بھی بیٹھا ہوا تھا ۔ ہشام نے امام سے کہا حضرت فاطمہ کی وفات کے وقت کیا عمر تھی آپ نے جواباً فرمایا تیس ۳۰ سال ۔ پھر ہشام نے کلبی سے کہا آپ فرمائیے کہا پینتیس ۳۵ پھر ہشام نے کہا امام آپ نے سُنا کلبی کیا کہتا ہے امام نے کہا کلبی سے کلبی کی ماں کا حال دریافت فرمائیے ۔ اور میری ماں کا حال مجھ سے دریافت فرمائیے ۔ وہ بیچارہ کیا جانے ۔

ذکر وفاتہا وغسلہا ودفنہا ومن صلی علیہا

عَنْ امام جعفر ان فاطمۃ بنت رَسُولِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسلم قالت لِاَسماءَ بنت عمیس یا اسماءُ اِنِّی قَدْ اِسْتَقْبَحْتُ ما یَصْنَعُ بالنساء اِنہ یطرح علی المرئۃ الثوب فیصفہا فقالت اسماءُ یَا بِنْتَ رَسُولِ اللّٰہِ اَلاَ اُرِیْکِ شَیْئًا رَاَیْتُہٗ بِاَرْضِ الحَبْشَۃِ فَدَعَتْ بِجَرائِدِ رَطْبَۃٍ فَحَنَتْہَا ثُمَّ طَرَحَتْ عَلَیْہَا ثَوبًا فقالَتْ فَاطِمَۃُ مَا اَحْسَنُ ھٰذا وَاَجْمَلَہٗ تُعْرَفُ بِہِ المَرْأۃُ مِنَ الرِّجَالِ فَاِذَا اَنَا مُتُّ فَاغْسِلْنِی اَنْتِ وَعَلِیٌّ وَلَا تُدْخِلِی عَلَیَّ اَحَدًا فَلَمَّا تُوُفِّیَتْ جَاءَتْ عَائِشَۃُ تَدْخُلُ فَقَالَتْ اَسْمَاءُ لَا تَدْخُلِی فَشَکَتْ اِلیٰ اَبِی بَکْرٍ فَقَالَتْ اِنَّ ھٰذِہِ الخَثْعَمِیَّۃُ تُحَوِّلُ بَیْنَنَا وَبَیْنَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلم وَقَدْ جَعَلَتْ لَہَا مِثْلَ ھَودَجِ العَرُوسِ فَجَاءَ اَبُو بَکْرٍ فَوَقَفَ عَلَی البَابِ فَقَالَ یَا اَسْمَاءُ مَا حَمَلَکِ عَلَی اَنْ مَنَعْتِ اَزْوَاجَ

النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یدخلن علی بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجعلت لھا مثل ھودج العروس فقالت امرتنی الا یدخل علیھا احد و اریتھا ھذا الذی صنعت وھی حیۃ فامرتنی ان اصنع ذلک لھا قال ابو بکر فاصنعی ما امرتک ثم انصرف فغسلھا علیؓ و اسماءؓ و کانت اشارت علیہ ان یدفنھا لیلًا۔

وھذا اول من غطی من النساء فی الاسلام علی الصفۃ المذکورۃ فی ھذا الخبر ثم بعدھا زینب بنت جحش رضی اللہ عنھا صنع ذلک بھا ایضًا استیعاب ج ۲ ص ۷۵۵۔

و اخرج ابن سعد و احمد بن حنبل من حدیث ام رافع قالت مرضت فاطمۃ فلما کان الیوم الذی توفیت فیہ قالت لی یا امہ اسکبی لی غسلًا واغتسلت کاحسن ما کانت تغتسل ثم لبست ثیابًا لھا جددًا ثم قالت اجعلی فراشی وسط البیت فاضطجعت علیہ و استقبلت القبلۃ و قالت انی مقبوضۃ الساعۃ وقد اغتسلت فلا یکشفن لی احد کفنًا فماتت فجاء علیؓ فاخبرتہ فاحتملھا ودفنھا بغسلھا ذلک و فی روایۃ ان علیًا غسلھا و صلی العباس بن عبد المطلب علی فاطمۃؓ

و نزل ھو و علیؓ و الفضل بن عباس فی حفرتھا اصابہ فی صحابہ ج ۴ ص ۱۵۹

تنبیہ

و اما روایت الذی صلی علیھا ابو بکر فیہ ضعف و انقطاع۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسماء بنت عمیس سے فرمایا۔ اے اسماء آجکل جو عورتوں کے

جنازہ کا رواج ہے نہایت قبیح و نامناسب رواج ہے یہ نہایت قبیح و بے پردہ ہے
صرف عورت کے جنازہ پر کپڑا ڈال دیتے ہیں جس سے بدن کی حالت بظاہر
نظر آتی ہے میں اُس کو ناپسند کرتی ہوں۔ اسماء بنت عمیس نے عرض کیا کہ میں
حبشہ میں بزمانہ ہجرت رہ چکی ہوں اور وہاں کا رواج بہت اچھا ہے میں آپ کو
بتاتی ہوں۔ اسماء نے کھجور کی شاخیں منگائیں۔ اُن کو چیر کر دو دو ٹکڑے کر کے
مثل ہودج وڈولے کے بنایا۔ پھر اُس پر کپڑا ڈال کے دیکھایا تو آپ کو بہت
پسند آیا۔ فرمایا یہ تو بہت اچھا ہے عورتوں کے اوصاف نظر نہیں آتے مثل مردوں
کے ہے۔ اور جب میں مروں تو ویسا ہی کرنا۔ اور تو مجھ کو غسل دینا اور علیؓ اور کسی کو
اندر نہیں آنے دینا۔ پھر جب بی بی فاطمہ کا انتقال ہوا تو حضرت عائشہ تشریف
لائیں کہ اندر آئیں لیکن اسماء نے کہا بی بی صاحبہ نے تو اندر آنے سے منع فرمایا ہے
حضرت عائشہ کو ناگوار ہوا حضرت ابوبکر سے شکایت کی۔ حضرت ابوبکر تشریف
لائے۔ فرمایا اے اسماء تو نے ازواج آنحضرت کو کیوں منع کیا۔ اسماء نے کہا
بی بی صاحبہ نے وصیّت فرمائی کہ میرے مرنے کے بعد میرے نزدیک کوئی نہ
آنے پاوے۔ حضرت ابوبکر نے کہا یہ جنازہ کیونکر تیار کیا گیا ہے۔ اسماء نے کہا
بی بی صاحبہ کا یہی ارشاد ہے۔ اور اِس کو آپ نے پسند کیا۔ ابوبکر نے کہا
جو وہ کہہ گئی ہیں ویسا ہی کرنا۔ پھر چلے گئے۔ اور اسماء و علی رضی اللہ عنہ نے بی بی
صاحبہ کو غسل دیا ہے۔ اور بی بی صاحبہ نے اس امر کا اشارہ فرمایا تھا کہ وہ رات کو
دفن کی جاویں۔ تاکہ لوگوں پر اظہار حالات میّت نہ ہوں۔ اور یہ پہلا واقعہ ہے
اسلام میں جو اس طرح جنازہ تیار کیا گیا۔ پھر یہ رواج ہو گیا حتیٰ حضرت زینب
بنت جحش بی بی آنحضرت کے ساتھ بھی ایسا ہی جنازہ تیار کیا گیا تھا۔
اور طبقات ابن سعد او رمسند امام احمد میں ام رافع سے ایک روایت ہے کہ جب

بی بی فاطمہ کا وفات کا دن آیا۔ اُمّ رافع سے کہا اے ماں میرے لئے غسل کا پانی تیار کیجئے میں غسل کرونگی اور بہت اچھا غسل کروں گی۔ پھر آپ نے غسل کر کے جدید کپڑے منگا کر پہنے۔ درمیان مکان کے آرام فرمائیں۔ اور فرمایا اِنّی مقبوضۃٌ میں تو مرنے والی ہوں۔ قبلہ کی طرف منہ کیا۔ اور فرمایا میں غسل کر چکی ہُوں۔ اَب کوئی میرے جسم کو نہ دیکھے انتقال فرمایا۔ جب کہ حضرت علی آئے تو میں نے سب حال اُن سے بیان کیا۔ آپ نے اُسی غسل و کفن کے ساتھ لے جاکر دفن کر دیا۔

حضرت فاطمہؓ کا مدفن

قَالَ وَاقدی قُلتُ لِعَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ المُوَالِی اَنَّ النَّاسَ یَقُولُونَ اَنَّ قَبرَ فَاطِمۃَ بِالبَقِیعِ فَقَالَ مَادَفَنَت اِلَّا فِی زَاوِیَۃٍ فِی دَارِ عَقِیلٍ وَبَینَ قَبرِھَا وَبَینِ الطَّرِیقِ سَبعَۃَ اَذرُعٍ ۔ اصابہ فی صحابہ ج ۸ ص ۱۶۰

امام واقدی نے عبدالرحمان بن موالی سے کہا اس میں شک نہیں کہ لوگوں کا کہنا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر جنۃ البقیع میں ہے جواباً عبدالرحمن بن موالی نے کہا وہ دفن نہیں کی گئی۔ مگر زاویہ میں یعنے عقیل کے مکان کے کنار دفن ہیں۔ درمیان قبر اور راستہ کے سات ہاتھ کا فاصلہ ہے۔ اور مستدرک ج ۳ ص ۱۵۵ میں ہے کہ عقیل ابن ابی طالب بقیع میں ہے۔

حضرت فاطمہؓ پر جو مرثیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھا

لِکُلِّ اجتِمَاعٍ مِن خَلِیلَینِ فُرقَۃٌ ‏ ‏ ‏ وَکُلُّ الَّذِی دُونَ الفِرَاقِ قَلِیلٌ

وَاِنَّ افتِقَادِی وَاحِدًا بَعدَ وَاحِدٍ ‏ ‏ ‏ دَلِیلٌ عَلٰی اَن لَا یَدُومَ خَلِیلٌ

دوست ہر ایک کی دوستی میں جدائی ہے ‏ ‏ ‏ اور ہر ایک جدا ہونیوالے محب کا زمانہ تھوڑا ہے۔

گو بعد ایک دوسرا مضبوط کیوں نہ کریں ‏ ‏ ‏ یہ صاف دلیل ہے کہ دوست ہمیشہ نہیں رہیگا۔

الحسن والحسین سید شباب اہل الجنۃ

عن حذیفۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ اما رایت العارض الذی عرض لی قبل ذلک ھو ملک من الملئکۃ الی الارض قط قبل ھذہ اللیلۃ استاذن ربہ عزوجل ان یسلم علی ویبشرنی ان الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ۔

اخرجہ احمد وترمذی ونسائی وابن حبان صواعق ص۱۱۱

عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ الا ابنی الخالۃ عیسٰی بن مریم ویحیٰی بن زکریا

بخاری و ابویعلی وابن حبان وطبرانی ومستدرک ۔۔ ایضاً

جملہ احادیث بالا کا مضمون یہ ہے کہ حضرت امامین حسنین سردار ہیں اہل جنت کے جوانوں کے کیونکہ یہ بھی دونوں جوانی کے زمانہ میں شہید ہوئے ہیں۔

سانپ کا جنگل میں حسنینؑ کی حفاظت کرنا

عن یعلی بن مرۃ قال کنا حول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاءت ایمن فقالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد ضل الحسنؑ والحسینؑ وذلک راد النہار یقول ارتفاع النہار فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوموا فاطلبوا ابنیؑ واخذ کل رجل تجاہ وجہہ واخذت نحو النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یزل حتی اتی سفح جبل واذا الحسنؑ والحسینؑ

يَلْتَفَّ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ وَإِذَا شُجَاعٌ قَائِمٌ عَلَىٰ ذَنَبِهِ يَخْرُجُ مِنْ فِيهِ شِبْهُ النَّارِ فَأَسْرَعَ إِلَيْهِ مُخَاطِبًا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْسَابَ فَدَخَلَ بَعْضَ الْأَجْحِرَةِ ثُمَّ أَتَاهُمَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَمَسَحَ وُجُوهَهُمَا وَقَالَ بِأَبِي وَأُمِّي أَنْتُمَا مَا أَكْرَمَكُمَا عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ حَمَلَ أَحَدَهُمَا عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْمَنِ وَالْآخَرَ عَلَىٰ عَاتِقِهِ الْأَيْسَرِ فَقُلْتُ طُوبَىٰ لَكُمَا نِعْمَ مَطِيَّتُكُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِعْمَ الرَّاكِبَانِ هُمَا وَأَبُوهُمَا خَيْرٌ مِنْهُمَا - کنز جلد ۵ صفحہ ۱۰۹ از طبرانی -

حضرت یعلی بن مرہ کہتا ہے کہ ایک روز ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اطراف تھے ام ایمن نے آکر کہا حضرت دونوں صاحبزادے کہیں چلے گئے ہیں دوپہر کا وقت تھا۔ آپ نے سب کو فرمایا چلو میرے دونوں بچوں کو ڈھونڈو۔ ہم سب کے سب آنحضرت کے ساتھ ہو لئے۔ یہاں تک ہم پہاڑ کے نیچے جا پہنچے کیا دیکھتے ہیں حسنین ع دونوں ایک دوسرے کو لپٹے ہوئے سو رہے ہیں۔ اور ایک بہت بڑا سانپ اپنی دم پر کھڑا ان دونوں کا پہرا دے رہا ہے۔ اور اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف دوڑے اور سانپ آپ کی طرف مخاطب ہو کر کچھ عرض کر رہا ہے۔ پھر وہ نیچے ہو کر پتھروں میں گھس گیا۔ آنحضرت نے دونوں صاحبزادوں کو اٹھا کر دونوں کے چہروں کو صاف کیا اور فرمایا خداوند تعالیٰ تم دونوں کی بہت عزت اکرام فرمایا۔ پھر آپ نے ایک کو ایک کندھے پر اور دوسرے کو دوسرے کندھے پر سوار کر لیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا کیا اچھا مرکب ہے آپ نے فرمایا سوار بھی دونوں اچھے سوار ہیں۔ اور ان کا باپ ان دونوں سے اچھا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کا خطبہ چھوڑ کر حسنینؓ کو اُٹھانا

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُنَا فَاَقْبَلَ حَسَنٌ وَ حُسَیْنٌ عَلَیْہِمَا قَمِیْصَانِ اَحْمَرَانِ یَمْشِیَانِ وَیَعْثِرَانِ وَیَقُوْمَانِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَہُمَا فَوَضَعَہُمَا بَیْنَ یَدَیْہِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ رَاَیْتُ ہٰذَیْنِ فَلَمْ اَصْبِرْ ثُمَّ اَخَذَ فِیْ خُطْبَتِہٖ کنز از س حم د ت ن ع وابن خزیمہ وحب ۔ک ۔ ھق ۔ ض ۔

حضرت بریدہ کہتا ہے ۔ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے ۔ سامنے سے حسنینؓ دوڑتے ہوئے آگئے ۔ آپ نے خطبہ چھوڑ اُن کو اُٹھا کر سامنے بٹھا لیا ۔ اور فرمایا خداوند تعالیٰ اور اُس کے رسول نے سچ کہا ۔ کہ بیشک تمہارا مال اولاد ایک قسم کا امتحان آزمائش ہے ۔ جب دونوں سامنے سے آئے تو مجھ کو صبر نہیں آیا ۔ اور اتر کر اُن کو اُٹھا لیا ۔

اور بعض خصائص حسنینؓ کے

عَنْ یَعْلَی بْنِ مُرَّۃَ الْعَامِرِیِّ قَالَ حَسَنٌ وَحُسَیْنٌ یَسْعَیَانِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضَمَّہُمَا اِلَیْہِ وَقَالَ اِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَۃٌ مَجْبَنَۃٌ ۔ کنز از ش جلد ۵ صفحہ ۱۰۹ ۔

یعلی بن مرۃ کہتا ہے حضرت حسنؓ وحسینؓ دونوں دوڑتے ہوئے آرہے تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنے سینے مبارک سے لگا لیا ۔ اور فرمایا اولاد آدمی کو بخیل نامرد کر دیتی ہے ۔

حسنین کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر سوار ہونا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یصلی صلوٰۃ العشاء وکان الحسن والحسین یثبان علی ظھرہٖ فلما صلی قال ابوھریرۃ یارسول اللہ الا اذھب بھما الی امھما فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا فبرقت بارقۃ فما زالا فی ضوءھا حتے دخل الی امھما۔ کنز الذکر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی اور حسن وحسین دونوں حضرت کی پشت مبارک پر سوار ہوگئے۔ آنحضرت جب نماز سے فارغ ہوگئے۔ تو ابو ہریرہ نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ کیا میں ان دونوں کو ان کی والدہ کے پاس نہ لے جاؤں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر آپ نے ایک کپڑا اچھال کر دیا اور وہ روشن ہوگیا۔ آپ نے فرمایا ان کو لیجاؤ ان کی والدہ کے پاس۔ جب تک یہ روشن رہیگا۔

عن جابر قال دخلت علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم وھو یمشی علی اربع وعلی ظھرہ الحسن والحسین وعلی ظھرہٖ وھو یقول نعم الجمل جملکما ونعم العدلان انتما۔ کنز العمال۔ جلد ۵ صفحہ ۱۱۰۔

حضرت جابر کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا۔ تو آپ چوپائے کی طرح چل رہے تھے۔ اور حسنینؓ دونوں آپکی پشت مبارک پر سوار تھے اور آپ فرماتے جاتے تھے۔ کہ سواری تو بہت اچھی اور تم دونوں سوار بھی اچھے سوار ہو۔

عن عبد اللہ بن العباس یعود النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی مرضہٖ فرفعہ فاجلسہ علی السریر فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رفعک اللہ یا عم

ثُمَّ قَالَ الْعَبَّاسُ هٰذَا عَلِیٌّ یَسْتَأْذِنُ فَدَخَلَ وَدَخَلَ مَعَهُ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ فَقَالَ الْعَبَّاسُ هٰؤُلَاءِ وَلَدُكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَهُمْ وَلَدُكَ یَا عَمِّ فَقَالَ اَتُحِبُّهُمْ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ اَحَبَّكَ اللّٰهُ كَمَا اَحْبَبْتَهُمْ۔ کنز ج ۵ صفحہ ۱۱۱

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مرض موت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کو عباس تشریف لے گئے۔ آپ نے آنحضرت کو اُٹھا کر پلنگ پر بٹھایا۔ اور آنحضرت نے آپ کے لئے فرمایا اے چچا خدا آپ کو بلند مرتبہ دے پھر حضرت عباس نے آنحضرت سے کہا کہ علی بھی آنا چاہتا ہے۔ پھر علی و حسن و حسین تینوں ساتھ و ساتھ تشریف لائے۔ تو حضرت عباس نے فرمایا کیا یہ آپ کے صاحبزادے ہیں اے رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ آپ ہی کے صاحبزادے ہیں اے چچا۔ پھر آنحضرت نے فرمایا۔ کیا چچا آپ ان کو دوست رکھتے ہیں۔ کہا ہاں۔ پھر آنحضرت نے فرمایا خدا آپ کو دوست رکھے۔ جیسے آپ ان کو دوست رکھتے ہیں۔

اس حدیث میں ایک عجیب و غریب فائدہ مرتب ہوتا ہے وہ یہ کہ شیعہ حضرات صحابہ پر وخاصکر حضرت عمر پر اعتراض کرتے ہیں کہ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں فرمایا اِئْتُوْنِیْ اَكْتُبْ لَكُمْ اَنْ لَّا تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ۔ اس حدیث کے صحیح ہونے میں تمام امت کا اتفاق ہے۔ کتب صحاح فریقین میں موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غایت و غرض یہ تھی کہ علی بن ابی طالب کو خلافت لکھ دیں لیکن عمر بن الخطاب نے روک دیا۔ کہ آنحضرت کو درد سر و بخار شدید ہے آپ پریشان ہیں لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ حالانکہ یہ واقعہ ابتدا مرض موت میں ہوا اور حدیث عبداللہ بن عباس کا آخر مرض موت ہے۔ جب کہ آنحضرت کو بیٹھنے کی طاقت نہیں تھی تو حضرت عباس نے آپ کو اُٹھا کر بٹھایا۔ جب کہ اس قدر جلیل القدر چاروں اہلبیت آنحضرت کے پاس موجود ہیں بغیر شرکت غیری کے

تو آپ لوگوں نے ایسے وقت میں کیوں نہیں خلافت کو لکھوا لیا۔ اور آنحضرت نے حکم الٰہی کی تعمیل کیوں نہیں فرمائی۔ جب کہ خداوند ذوالجلال نے حکم نازل فرما دیا تھا کہ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ عَلَیْكَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ

ولادت الحسنؑ و عقیقتہ

الحسن بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ھاشم القرشی الھاشمی سِبطِ رَسُوْلِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اِبْنُ بِنْتِہٖ یُکْنیٰ اَبَا مُحَمَّدٍ۔ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ فَاطِمَۃُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نِصْفٍ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ سَنَۃَ ثَلَاثٍ مِنَ الْھِجْرَۃِ ھٰذَا اَصَحُّ مَا قِیْلَ فِیْ ذٰلِکَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔ استیعاب جلد ا صفحہ ۱۳۹ و بہ قال فی اصابہ فی صحابہ جلد ا صفحہ ۱۳۹۔

وَعَقَّ عَنْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ سَابِعِہٖ بِکَبْشَیْنِ وَحَلَقَ رَأْسَہٗ وَ اَمَرَ اَنْ یَتَصَدَّقَ بِزِنَۃِ شَعْرِہٖ فِضَّۃً۔۔۔ استیعاب جلد ا صفحہ ۱۳۹۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کے والد علی ابن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم قرشی ہاشمی ہیں۔ اور آپ سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ فرزند ہیں آپکی صاحبزادی بی بی فاطمہ کے ان کی کنیت ابو محمدؑ ہے۔ نصف ماہ رمضان سن تین ہجری کیا پیدا ہوئی۔ بقول اصح کے اور اصابہ فی صحابہ میں بیان کیا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادیت نصف ماہ رمضان سن تین ہجری ہے۔ بقول اثبت کے اور ابن سعد طبقات میں اور ابن برقی اور دوسرے اور علماء نے بھی اسی کو اصح قرار دیا ہے۔ اور ساتویں روز آنحضرت نے آپ کا عقیق کیا۔ دو مینڈوں سے اور حلق راس کیا

اور فرمایا اس کے بالوں سے وزن کر کے چاندی خیرات کر دو۔

وَسَمَّاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْحَسَنُ

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ قَالَ لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرُوْنِیْ اِبْنِیْ مَا سَمَّیْتُمُوْہُ قُلْتُ سَمَّیْتُہٗ حَرْبًا قَالَ بَلْ ھُوَ حَسَنٌ فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَیْنُ قَالَ اَرُوْنِیْ اِبْنِیْ مَا سَمَّیْتُمُوْہُ قُلْتُ حَرْبًا قَالَ بَلْ ھُوَ حُسَیْنٌ فَلَمَّا وُلِدَ الثَّالِثُ جَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرُوْنِیْ اِبْنِیْ مَا سَمَّیْتُمُوْہُ قُلْتُ حَرْبًا قَالَ بَلْ ھُوَ مُحَسِّنٌ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ سَمَّیْتُھُمْ بِاَسْمَاءِ وُلْدِ ھَارُوْنَ شَبَّرُ وَ شُبَیْرُ وَمُشَبِّرٌ۔ استیعاب جلد اوّل صفحہ ۱۳۹ و مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۶۵ ٭

قَالَ الْعَسْکَرِیُّ لَمْ یَکُنْ ھٰذَا الْاِسْمُ یُعْرَفُ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَقَالَ الْفَضْلُ اَنَّ اللّٰہَ حَجَبَ اِسْمَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ حَتّٰی سَمّٰی۔

عن سودۃ بِنْتِ مسرح الکندیۃ قَالَتْ کُنْتُ فِیْمَنْ حَضَرَ فَاطِمَۃَ حِیْنَ ضَرَبَھَا الْمَخَاضُ فَجَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کَیْفَ ھِیَ کَیْفَ اِبْنَتِیْ فَدَیْتُھَا قُلْتُ اِنَّھَا لَتَجْھَدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِذَا وَضَعَتْ فَلَا تُحْدِثِیْ شَیْئًا حَتّٰی تُؤْذِنِیْنِیْ قَالَتْ فَوَضَعَتْہُ فَسَرَرْتُہٗ وَلَفَفْتُہٗ فِیْ خِرْقَۃٍ صَفْرَاءَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا فَعَلَتْ اِبْنَتِیْ فَدَیْتُھَا وَ مَا حَالُھَا وَ کَیْفَ ھِیَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَضَعَتْہُ وَ سَرَرْتُہٗ وَ جَعَلْتُہٗ فِیْ خِرْقَۃٍ صَفْرَاءَ قَالَ لَقَدْ عَصَیْتِیْنِیْ قُلْتُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ وَ مَعْصِیَۃِ رَسُوْلِہٖ سَرَرْتُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلَمْ اَجِدْ

مِنْ ذٰلِكَ بُدًّا قَالَ ائْتِنِيْ بِهٖ فَاَتَيْتُهٗ بِهٖ فَاَلْقٰى عَنْهُ الْخِرْقَةَ الصَّفْرَاءَ وَلَفَّهٗ فِيْ خِرْقَةٍ بَيْضَاءَ وَتَفَلَ فِيْ فِيْهِ وَاَلْبَاءَ بِرِيْقِهٖ ثُمَّ قَالَ ادْعِيْ عَلِيًّا قَالَ مَا سَمَّيْتَهٗ يَا عَلِيُّ قَالَ سَمَّيْتُهٗ جَعْفَرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهٗ حَسَنٌ وَبَعْدَهٗ حُسَيْنٌ وَاَنْتَ اَبُو الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ۔ کنز العمال از ابن مندہ و ابونعیم ورجالہ ثقات جلد ۵ صفحہ ۱۰۴ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حسن پیدا ہُوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ فرمایا میرے بیٹے کو لاؤ۔ تونے اِس کا کیا نام رکھا ہے میں عرض کی اِس کا نام حرب رکھا ہے۔آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ حسن نام رکھو۔ اور جب حسین پیدا ہُوا تو آپ تشریف لائے۔ فرمایا میرے بیٹے کو لاؤ تم نے اِس کا کیا نام رکھا ہے۔ میں نے کہا حرب آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ یہ حسین ہے۔ اور جب تیسرا صاحبزادہ پیدا ہُوا تو آپ نے فرمایا اس کا کیا نام رکھا ہے میں نے عرض کیا اس کا نام حرب رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ محسن ہے۔ پھر آپ نے فرمایا میں نے اِن کا نام ہارُون کے بیٹوں کے ناموں کے مطابق رکھا ہے۔ ہارون کے تینوں بیٹوں کے نام شبّر شبیر و مُشبر تھا۔

امام عسکری فرماتے ایسے نام زمانہ جاہلیت میں نہیں پائے گئے۔ خدا نے ان کے لئے خاص رکھ چھوڑا تھا۔ اور سویدہ بن مسرح کندیہ کہتی ہے کہ فاطمہ کی زچگی میں میں موجود تھی۔ آنحضرت تشریف لاکر فرمایا میری بیٹی کا کیا حال ہے میں نے عرض کی کچھ تکلیف ہے آپ نے فرمایا میں نے اُس کو فدیہ کر دیا ہے۔ جب زچگی ہو بغیر میرے دریافت کے کوئی نئی بات نہ کرنا۔ زچگی ہوئی تو مجھ کو خوشی ہوئی میں نے بچے کو زرد کپڑے میں لپیٹ دیا۔ آنحضرت تشریف لاکر فرمایا میری بیٹی کا کیا حال ہے میں نے تو اُس کو فدیہ کر دیا ہے۔ میں نے عرض کی بچے کو زرد کپڑے میں لپیٹ دیا ہوں

آپ نے فرمایا تو نے نافرمانی کی میں نے عرض کی میں خدا اور اُس کے رسولؐ کی
کی نافرمانی سے پناہ مانگتی ہوں۔ مجھ کو اس وقت بجز اس کے دوسرا کپڑا نہیں ملا
آپ نے فرمایا بچے کو لاؤ آپ نے اُس زرد کپڑے کو نکال سفید کپڑے میں لپیٹ دیا
اپنا لب دہن مبارک بچے کے منہ میں ڈال کر فرمایا علی کو بلاؤ۔ آپ نے اس کا
کیا نام رکھا ہے۔ آپ نے کہا جعفر آپ نے فرمایا نہیں لیکن حسن اور اس کے
بعد حسین اور تو ابو الحسن والحسین ہے۔

الحسنین اشبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عن علی بن ابی طالب رضی اللہ علیہ وسلم قال کان الحسن اشبہ
الناس برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین الصدر الی الراس
والحسین اشبہ الناس بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ما کان اسفل
من ذلک۔ استیعاب جلد اول صفحہ ۱۳۹

فی البخاری عن انس بن مالک قال لم یکن احد اشبہ بالنبی صلی اللہ
علیہ وسلم من الحسن بن علی رضی اللہ عنہما۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں حسن سب لوگوں میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت ہی مشابہ ہے سینے مبارک سے سر مبارک
تک اور حسین بھی آنحضرت کے ساتھ بہت ہی مشابہ تھا۔ تمام لوگوں سے۔ سینے
مبارک سے نیچے تک۔

عن عقبۃ بن الحارث قال خرجت مع ابی بکر من صلوۃ العصر
بعد وفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلیال و علیؓ یمشی الی
جنبہ فمر بحسن بن علی رضی اللہ عنہ یلعب مع غلمان فاحتملہ علی

رَقَبَتِہٖ وَھُوَ یَقُوْلُ بِاَبِیْ شَبِیْہٌ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ شَبِیْھًا بِعَلِیٍّ وَعَلِیٌّ یَضْحَکُ۔ بخاری اور کنز و ابن سعد جلد ۵ صفحہ ۱۰۲ و مستدرک جلد ۳

عقبہ بن حارث کہتا ہے کہ اتفاق سے ایک روز میں ابو بکرؓ کے ساتھ بعد نماز عصر جارہا تھا کئی دن بعد انتقال آنحضرت کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابو بکر کے ساتھ ساتھ جارہے تھے۔ تو اتفاق سے امام حسن بھی کھیلتے کھیلتے آگئے اور حضرت عثمان بھی ساتھ تھے۔ تو آپ نے امام حسن کو اٹھالیا۔ فرمایا تو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہ ہے نہ علی کے ساتھ اور حضرت علی ہنستے تھے۔

مَنْ اَحَبَّ حَسَنًا وَاَحَبَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَنْ اَغْضَبَ حَسَنًا وَاَغْضَبَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

عَنْ اسامۃ کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یجلسنی والحسن بن علیٍّ فیقول اللّٰھم انی احبھما فاحبھما۔ از بخاری از اصابہ۔

عن بریدۃ قال کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخطب اذا جاء الحسن و الحسین علیھما قمیصان احمران یمشیان و یعثران فنزل من المنبر فحملھما و وضعھما بین یدیہ۔ ترمذی۔

عن اسامۃ بن زید قال طرقت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی بعض الحاجۃ فقال ھذان ابنای و ابنا ابنتی اللّٰھم انی احبھما فاحبھما و احب من یحبھما۔ ترمذی۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال سمعت اذنای ھاتان و ابصرت عینای ھاتان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو اخذ بکفیہ جمیعًا یعنی حسنًا

اَوْ حُسَیْنًا قَدَمَاهُ عَلٰی قَدَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقُوْلُ حُزُقَّۃٌ حُزُقَّۃٌ تَرَقَّ عَیْنَ بُقَّۃٍ فَیَرْقَی الْغُلَامُ حَتّٰی یَضَعَ قَدَمَیْہِ عَلٰی صَدْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ ثُمَّ قَالَ لَہٗ اِفْتَحْ ثُمَّ قَبَّلَہٗ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَحِبَّہٗ فَاِنِّیْ اُحِبُّہٗ اصابہ فی صحابہ عن طبرانی جلد ۲ صفحہ ۱۱۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَہٗ حَسَنٌ وَحُسَیْنٌ ھٰذَا عَلٰی عَاتِقِہٖ وَ ھٰذَا عَلٰی عَاتِقِہٖ وَھُوَ یَلْثِمُ ھٰذَا مَرَّۃً وَھٰذَا مَرَّۃً حَتّٰی اِنْتَھٰی اِلَیْنَا فَقَالَ مَنْ اَحَبَّھُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَبْغَضَھُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ ؎

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔ کنز العمال و مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۶۶

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فَاِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ عَلٰی ظَھْرِہٖ اَوْ عَلٰی عُنُقِہٖ فَیَرْفَعُ رَاْسَہٗ فَیَضَعُہٗ وَضْعًا رَفِیْقًا لِئَلَّا یَصْرَعَ فَفَعَلَ ذٰلِکَ مَرَّۃً فَلَمَّا قَضٰی صَلَاتَہٗ ضَمَّہٗ اِلَیْہِ وَجَعَلَ یُقَبِّلُہٗ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ لَتَفْعَلُ بِھٰذَا شَیْئًا مَا رَاَیْنَاکَ تَفْعَلُہٗ بِاَحَدٍ فَقَالَ اِنَّ اِبْنِیْ ھٰذَا رَیْحَانَتِیْ مِنَ الدُّنْیَا وَاِنَّ اِبْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ وَ سَیُصْلِحُ اللّٰہُ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۱۰۴

وَتَوَاتَرَ الْاَخْبَارُ الصِّحَاحُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ وَعَسَی اللّٰہُ اَنْ یُبْقِیَہٗ حَتّٰی یُصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ رَوَاہُ جَمَاعَۃٌ مِنَ الصَّحَابَۃِ ۔

وَفِی رِوَایَۃٍ اَنَّہٗ رَیحَانَتِیْ مِنَ الدُّنْیَا وَکَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَلِیْمًا وَرِعًا فَاضِلًا دَعَاہُ وَرَعُہٗ وَفَضْلُہٗ اِلٰی اَنْ تَرَکَ الْمُلْکَ وَالدُّنْیَا رَغْبَۃً فِیْمَا عِنْدَ اللّٰہِ۔

اسامہ کا بیان ہے کہ مجھکو اور امام حسن علیہ السلام دونوں کو آنحضرت نے بٹھا لیا۔ فرمایا اے اللہ میں اون کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اون کو دوست رکھ۔

بریدہ کا بیان ہے آنحضرت خطبہ پڑھتے تھے اتنے میں حسنین سرخ قمیص پہنے ہوئے آئے۔ آپ نے خطبہ چھوڑ کر اُن کو سامنے بٹھا لیا۔

اسامہ بن زید کا بیان ہے آنحضرت کسی کام کو جا رہے تھے حسنین کو دیکھ کر فرمایا یہ دونوں میرے فرزند اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اللہ تعالیٰ تو ان دونوں کو دوست رکھ اور اُس کو دوست رکھ جو ان دوست رکھے۔

ابو بریدہ کا بیان ہے کہ آنحضرت حسنین کو دونوں اپنے دوکہندوں مبارک پر بٹھا کر تشریف لائے کبھی ایک کو پیار کرتے کبھی دوسرے کو اور فرماتے جو اونکو دوست رکھا وہ مجھ کو دوست رکھا۔ جس نے اُون کو دشمن رکھا اُس نے مجھ کو دشمن رکھا۔

انس بن مالک کا بیان آنحضرت نے فرمایا جس نے حسنین کو دوست رکھا اُس نے مجھ کو دوست رکھا۔ اور جس نے ان کو غضبناک کیا اُس نے مجھ کو غضبناک کیا۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے آنحضرت جب نماز پڑھتے تو امام حسن آپ پر سوار ہو جاتے آنحضرت آپ کو اُٹھا کر نہایت نرمی سے الگ رکھتے۔ تاکہ آپ کو تکلیف نہ ہو۔ نماز سے فراغت پا کر آپ کو سینے مبارک سے لگا کر پیار کر کے فرماتے یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اور یہ میرا بیٹا مسلمانوں کا سردار ہے۔ اُسکے طفیل مسلمانوں کے بڑے بڑے قبیلوں میں صلح ہو گی۔ (امام حسن و معاویہ) اور ملک و دُنیا کو آخرت کی رغبت کے لیئے ترک کرے گا۔

واقعات حالات خلافت امام حسنؑ

فَلَمَّا تُوُفِّیَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بَایَعَ النَّاسُ الْحَسَنَ وَاَوَّلُ مَنْ بَایَعَ الْحَسَنَ قَیْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ الْاَنْصَارِیُّ فَقَالَ اُبْسُطْ یَدَکَ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَ سُنَّۃِ رَسُوْلِہٖ وَ قِتَالِ الْمُخَالِفِیْنَ فَقَالَ الْحَسَنُ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَ سُنَّۃِ رَسُوْلِہٖ فَاِنَّھُمَا ثَابِتَانِ وَ بَایَعَ النَّاسَ وَ کَانَ الْحَسَنُ یَشْتَرِطُ اَنَّکُمْ سَامِعُوْنَ مُطِیْعُوْنَ تُسَالِمُوْنَ مَنْ سَالَمْتُ وَ تُحَارِبُوْنَ مَنْ حَارَبْتُ فَاِرْتَابُوْا مِنْ ذٰلِکَ (ثُمَّ دَخَلَ سَنَۃَ اِحْدٰی وَّاَرْبَعِیْنَ) ابوالفداء صفحہ ۱۸۲۔

جب کہ حضرت علیؑ بن ابی طالب کا انتقال ہُوا تو لوگوں نے امام حسن سے بیعت کی سب سے پہلے جس نے بیعت کی ہے وہ قیس بن سعد بن عبادۃ انصاری ہے۔ اُس نے امام حسنؑ سے کہا ہاتھ اپنا آگے بڑھائیے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر اور مخالفوں سے جہاد کرنے پر امام حسن نے فرمایا میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر بیعت لیتا ہوں۔ یہ دونوں ہمیشہ ثابت رہیں گے۔ پھر آپ نے لوگوں سے بیعت لی۔ اس شرط پر کہ ہمیشہ یہ لوگ آپ کے مطیع فرماں بردار رہیں گے۔ اور جس کو امام حسنؑ ثابت و قائم رکھیں یہ بھی اُن کے ساتھ رہیں اور جس کے ساتھ امام حسنؑ جنگ کریں یہ بھی آپ کے ہمراہ اُن سے جنگ کریں۔ پس اس امر کو اُنھوں نے قبول کرلیا۔ اور یہ واقعہ ۴۱ھ ہجری کا ہے۔

ذکر تسلیم الامر الی معاویہ

فَلَمَّا قُتِلَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بَایَعَ الْحَسَنَ اَکْثَرُ مِنْ اَرْبَعِیْنَ اَلْفًا کُلُّھُمْ قَدْ کَانُوْا بَایَعُوْا عَلِیًّا قَبْلَ مَوْتِہٖ عَلَی الْمَوْتِ وَ کَانُوْا اَطْوَعَ

لِلحسنِ فبقی نحوٌ مِن اربعۃِ اشھرٍ خلیفۃً بالعراقِ وما وراءہ من خراسان ثمّ سار الی معاویۃ و سار معاویۃ الیہ فلما ترای الجمعان و ذلک بموضعٍ یقال لہ مسکن من ارض السّوادِ بناحیۃِ الانبار علم انہ لن یغلب احدی الفئتین حتّی تذھب اکثر الاخری فکتب الی معاویۃ یخبرہ انہ یصیر امر الیہ علٰے ان یشترط علیہ ان لا یطلب احدًا من اھل المدینۃ والحجاز ولا اھل العراق بشیءٍ کان فی ایام ابیہ فاجابہ معاویۃ وکان یطیر فرحًا الا انہ قال اما عشرۃ انفسٍ فلا اومنھم فراجعہ الحسن فیھم فکتب الیہ یقول انی کنت آلیت متی ظفرت بقیس بن سعدٍ ان اقطع لسانہ ویدہ فراجعہ الحسن انی لا ابایعک ابدًا وانت تطلب قیسًا وغیرہ بتبعۃٍ قلّت او کثرت فبعث الیہ معاویۃ حینئذٍ بورقٍ ابیضٍ وقال اکتب ما شئت فیہ وانا التزمہ فاصطلحا علی ذلک واشترط علیہ الحسن ان یکون لہ الامر من بعدہ فالتزم ذلک کلہ معاویۃ فقال لہ عمرو بن العاص انھم قد انفل حدھم وانکسرت شوکتھم فقال لہ معاویۃ اما علمت انہ قد بایع علیًا اربعون الفًا علی الموت فواللہ لا یقتلون حتی یقتل اعدادھم من اھل الشام وواللہ ما فی العیش خیر بعد ذلک واصطلحا ما ذکرنا وکان کما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ سیصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔

استیعاب جلد ۱ صفحہ ۱۴۰ و تاریخ ابو الفدا جلد ۱ صفحہ ۱۸۲۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگئی تو امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر چالیس ہزار افراد جاں نثار نے بیعت کی جو قبل اس کے حضرت علی کے ہاتھ پر بشرط موت بیعت

کرچکے تھے۔ اور یہ لوگ ہمہ تن امام حسنؑ کے ساتھ جانیں دینے کو تیار تھے۔ اور امام حسنؑ کی خلافت کو عرصہ چار ماہ کا ہوچکا تھا عراق سے خراسان تک آپ کا قبضہ تھا۔ اور شام میں معاویہ کا قبضہ تھا۔ امام نے معاویہ کی طرف چڑھائی کی۔ اور معاویہ نے امام کی طرف ارض سواد عراق میں موضع انبار میں فریقین کی فوجیں جمع ہوگئیں! امام حسنؑ نے خوب غور کیا کہ جب تک ایک فریق دوسرے فریق کے چالیس۴۰ ہزار سے اوپر قتل نہ کرے گا فتحیاب نہ ہوگا۔ اس بنا پر امام نے معاویہ کو لکھ بھیجا کہ امر خلافت معاویہ کے سپرد کی جاوے۔ لیکن جو ممالک حضرت علیؑ کے قبضہ میں تھے وہ امام کے قبضہ میں رہینگے۔ (اہل مدینہ وحجاز وعراق وغیرہ) اُن میں معاویہ کو کچھ بھی حق تصرف نہ ہوگا۔ اس شرط کو معاویہ نے بخوشی قبول کرلیا لیکن چند افراد جو اُن کے خلاف تھے اُنھوں نے کہا اُن کو معاویہ کے حوالہ کردیا جائے امام نے اُن کے دینے میں انکار کیا۔ پھر معاویہ نے ایک سفید کاغذ روانہ کیا جو شروط آپ کو پسند ہوں اُن کو اس کاغذ پر لکھ دیجئے۔ میں اُن کو منظور کروں گا۔ امام نے منجملہ اُن کے ایک شرط یہ کی کہ معاویہ کے بعد امر خلافت امام حسن کی طرف واپس عود کریگا اُن کو معاویہ نے منظور کرلیا۔ اور عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا اس وقت امام حسن میں کمزوری پیدا ہوگئی۔ معاویہ نے کہا کیا تم کو معلوم نہیں کہ چالیس ہزار جان نثاروں نے قبل اس کے حضرت علیؑ کے ہاتھ موت پر بیعت کرلی ہے جب تک وہ اہلِ شام سے چالیس۴۰ ہزار کو تہ تیغ نہ کرینگے صبر نہیں کرینگے۔ اُس وقت عزت آبرو باقی نہیں رہیگی۔ پس جو فریقین میں ہوچکا ہے اُس پر صلح کرلینا مناسب ہے۔ پھر صلح ہوگئی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ میرے اس بیٹے کے سبب بڑے بڑے دو فریقین مسلمانوں میں صلح ہوگی۔ سو وہ ہوگئی۔

فائدہ

اس سال میں امام حسنؑ و معاویہ کی آپس میں صلح ہوئی اُس سال کو عام الجماعہ کہتے ہیں

اہل سنت وجماعت یہاں سے شروع ہوا۔

لما جرى الصلح بين الحسن و معاويه

قال له معاوية ثم فاخطب الناس واذكر ما كنت فيه فقام الحسن فخطب فقال الحمد لله الذي هدا بنا اولكم وحقن بنا دماء اخركم الا ان اكيس الكيس التقى واعجز العجز الفجور وان هذا الامر واختلف فيه انا و معاوية اما ان يكون كان احق به مني و اما ان يكون حقي فتركته لله عز وجل و لاصلاح امة محمد صلى الله عليه وسلم وحقن دمائهم قال ثم التفت الى معاوية فقال و ان ادري لعله فتنة لكم و متاع الى حين ثم نزل فقال عمرو بن العاص ما اردت الا هذه ۔ استیعاب جلد اصفحہ ۱۴۱ واصابہ وتاریخ ابوالفدا۔

واقعات صلح درمیان امام حسنؑ ومعاویہ کے جب صلح ختم ہو چکی تو معاویہ نے کہا آپ لوگوں پر اعلان فرما دیجئے۔ تو امام حسن کھڑے ہوئے فرمایا بعد حمد وثنا اللہ تعالے وثنا ہے اُس ذات کو جس نے ہمارے پہلوں کو ہدایت فرمائی۔ اور پچھلوں کو خونریزی سے محفوظ رکھا اے لوگو خبردار ہو کہ بڑی عقلمندی تو نیکی و پرہیزگاری ہے سب سے زیادہ مجبوری و بے کسی گناہ کبیرہ ہے۔ اور بیشک یہ امر درمیان میرے اور معاویہ کے مختلف فیہ ہو گیا ہے۔ اور اس امر خلافت کا سب سے زیادہ مستحق وحقدار میں ہوں۔ یا یہ امر خلافت میری ہی حق ہے۔ پس میں نے اپنے اس حق کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اور اصلاح اُمتِ محمدیہ کے لئے اور خونریزی سے بچانے کے لئے چھوڑ دیا۔ پھر آپ نے معاویہ کی طرف پلٹ کر فرمایا میں نہیں جانتا مگر یہ امر خلافت تمہارے لئے ایک آزمائش و امتحان ہے۔ چند روزہ اور اضافہ ہے۔ پھر آپ منبر سے

اُترے تو عمرو بن العاص نے معاویہ سے کہا بس جو تو چاہتا تھا پورا ہوا۔

ایام خلافت حسنؓ

وَکَانَ تسلیم الحسن الامرالی معاویۃ فی ربیع الاول لسنۃ احدی و اربعین وَقیل فی ربیع الاٰخر وقیل فی جماد الاول وعلی ھذا فتکون خلافتہ علے القول الاول خمسۃ الشھر ونحو نصف شھر وعلی الثانی ستۃ اشھر وکسرے وعلی الثالث سبعۃ اشھر وکسرے۔

وروی سفینۃ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْخِلَافَۃُ بَعْدِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَعُوْدُ مُلْکًا عضوضا وکان آخِرُ ثَلَاثِیْنَ یَوْمُ خَلَعَ الْحَسَنُ نَفْسَہٗ مِنَ الْخِلَافَۃِ۔ تاریخ ابو الفدا جلد ا صفحہ ۱۸۲

جب سے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کو معاویہ کے حوالہ کیا ۴۱ ہجری تھا۔ اور صحیح اقوال سے آپ کی خلافت کی مُدت چھ ماہ کچھ دن ہے یعنی کچھ دن چھ ماہ خلیفہ رہے کوفہ میں اہلِ مدینہ وعراق وحجاز وخراسان وغیرہ کے۔

اور سفینہ کی روایت سے صاف معلوم ہوا کہ بعد نبوت کے خلافت کے تیس سال ہیں اس کے بعد سلطنت ملوک ہے۔ جب سے آپ نے خلافت کو معاویہ کے سپرد کیا وہ آخر تیسواں ۳۰ سال تھا خلافت سے گویا خلافت نبوی ۱۱ھ تا ۴۱ھ تک ختم ہو گئی۔

امام حسنؓ نے ۲۵ حج پاپیادہ کیے ہیں

عَنْ عبد اللّٰہ بن عبید بن عمیر قَالَ لَقَدْ حَجَّ الْحَسَنُ بن علی خمسا وعشرین حَجَّۃً مَاشِیًا وَاَنَّ النجائب لتقاد مَعَہٗ۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۶۹۔

عبد اللہ بن عبید کہتا ہے کہ امام حسنؓ نے پچیس ۲۵ حج بیت اللہ شریف کے پاپیادہ

کیئے ہیں۔ حالانکہ شتر سواری بھی ہمراہ تھی۔

امام حسنؓ کی سنہ وفات و مدفن

وَ اخْتُلِفَ فِی وَقْتِ وَفَاتِہٖ اِحْدٰی وَخَمْسِیْنَ قِیْلَ کَانَتْ سَنَہٗ یَوْمَ مَاتَ سِتًّا وَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً قِیْلَ سَبْعًا وَاَرْبَعِیْنَ استیعاب جلد ا صفحہ ۱۴۲۔

وَ دُفِنَ بِبَقِیْعِ الْغَرْقَدِ وَ صَلّٰی عَلَیْہِ سَعِیْدُ بْنُ الْعَاصِ وَ کَانَ اَمِیْرًا بِالْمَدِیْنَۃِ قَدَّمَہُ الْحُسَیْنُ لِلصَّلٰوۃِ عَلٰی اَخِیْہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا وَ قَالَ لَوْ لَا سُنَّۃٌ مَا قَدَّمْتُکَ۔ استیعاب جلد ا صفحہ ۱۴۱۔

عَنْ ثَعْلَبَۃَ بْنِ اَبِیْ مَالِکٍ قَالَ شَھِدْتُ الْحَسَنَ یَوْمَ مَاتَ وَ دُفِنَ فِی الْبَقِیْعِ فَلَقَدْ رَاَیْتُ الْبَقِیْعَ وَ لَوْ طُرِحَتْ فِیْہِ اِبْرَۃٌ مَا وَقَعَتْ اِلَّا عَلٰی رَاْسِ اِنْسَانٍ۔ اصابہ فی صحابہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۔

امام حسن کی وقت وفات میں اختلاف ہے۔ کسی نے ۴۶ھ کہا کسی نے ۴۷ھ کہا۔ اور مدفن آپ کا جنت البقیع ہے۔ اور امام پر نماز جنازہ سعید بن العاص نے حسب الحکم امام حسینؑ کے پڑھائی اُس وقت امیر مدینہ تھا۔ اور فرمایا اگر امیر کا نماز پڑھانا سنت نہ ہوتا تو میں تم کو ہرگز آگے کھڑا نہ کرتا۔

اور ثعلبہ بن ابی مالک کہتا ہے میں امام حسنؓ کی نماز جنازہ میں حاضر ہُوا۔ اس قدر مجمع تھا اگر سوئی زمین پر ڈالدی جاتی تو نیچے نہ گرتی مگر انسانوں کے سروں پر۔

ذکر سنۃ وفات الحسن رضی اللہ عنہ و مرضہ

عَنْ مُحَارِبٍ قَالَ مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلٰی سَنَۃِ خَمْسِیْنَ لِخَمْسٍ خَلَوْنَ مِنْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ وَابْنُ سِتٍّ وَّ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً وَکَانَ مَرَضُہٗ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا۔

مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۷۳ -

سبب وفات الحسن علیہ السلام

قالا قتادة وابو بکر بن حفص سم الحسن بن علی رضی اللہ عنہما سمتہ امرأتہ جعدة بنت الاشعث بن قیس الکندی و قالت طائفة کان ذلک منہا بتدسیس معاویة الیہا و ما بذل لہا فی ذلک و کان لہا ضرائر علم عن قتادة قال دخل الحسین علی الحسن رضی اللہ عنہما فقال یا اخی انی سقیت السم ثلاث مرار لم اسق مثل ھذہ المرة انی لاضع کبدی فقال الحسین من سقاک یا اخی قال ما سوالک عن ھذا اترید ان تقاتلھم کلھم الی اللہ - استیعاب جلد ا صفحہ ۱۴۱ -

قتادہ کہتا ہے کہ امام حسینؑ امام حسنؑ پر داخل ہوئے تو آپ نے کہا بھائی مجھ کو زہر دیا گیا ہے۔ اِس کے قبل تین مرتبہ مجھ کو زہر دیا گیا تھا لیکن اس قدر تکلیف نہیں ہوئی جواب کے مرتبہ ہے۔ میرا دل ضائع ہوگیا ہے۔ امام حسینؑ نے دریافت فرمایا کس نے آپ کو زہر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا آپ کے غرض اُن کا قتل ہے۔ میں نے اُن سب کو خدا کے سپرد کر دیا ہے۔ اور روائیتوں میں آیا ہے آپ کی بی بی جعدہ بنت اشعث کندی نے دیا۔ معاویہ کے اشارے سے میں تم کو نکاح کرلوں گا۔ کہتے ہیں جب یہ واقعہ ہو چکا تو جعدہ نے کہلا بھیجا کہ آپ اپنا وعدہ پورا کیجئے معاویہ یا یزید پلید نے جواب دیا کہ جب کہ تو نے ایسے شخص کے ساتھ وفاداری نہیں کی تو میں کب تم سے اُمید خیر رکھتا ہوں۔

و لما بلغ معاویة موت الحسن خر ساجدا فقال بعض الشعراء

اصبح الیوم ابن ھند شامتا ظاھر النخوة اذا مات الحسن
یا ابن ھند ان تذق کاس الردی تلک فی الدھر کشیئ لم یکن

لَسْتَ بِالْبَاقِیْ فَلَا تَشْمَتْ بِہٖ — کُلُّ حَیٍّ لِلْمَنَایَا مُرْتَہِنٌ

صبح کی بیٹے ہندہ نے خوش خوش ! — ظاہر کیا نخوت کو حسن کے انتقال پر

اے بیٹے ہندہ کی اگر تو نے خوشی کا پیالہ بھر پیا — یہ زمانہ ہے حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہے

تو بھی باقی نہیں رہیگا مگر شتم نکر — ہر ایک جو زندہ ہے اپنی امیدوں میں رہن ہے

امام حسنؓ کی کثرت ازدواج و اولاد کا بیان

وَتَزَوَّجَ الْحَسَنُ کَثِیْرًا مِنَ النِّسَاءِ وَکَانَ مِطْلَاقًا وَکَانَ لَہٗ خَمْسَۃَ عَشَرَ وَلَدًا ذَکَرًا وَثَمَانِیْ بَنَاتٍ تاریخ الفدا جلد ۲ صفحہ ۱۸۳ -

امام حسن علیہ السلام اکثر نکاح کرتے جب عدد سے زاید ہوگئی اُس کو طلاق دے کر دوسری کر لیتے۔ آپ کے پندرہ صاحبزادے اور آٹھ صاحبزادیاں تھیں اور ایک روایت میں آیا ہے جناب امیر علیہ السلام نے لوگوں کو منع کیا کہ حسن کو اپنی لڑکیاں مت دو۔ کیونکہ یہ پھر طلاق دیتے ہیں۔ ایک شخص نے کہا ہم تو ضرور دینگے گو وہ طلاق کیوں نہ دیں ؎

امام حسنؓ کی وصیت امام حسینؓ کو

رُوِیَ عَنْ یَحْیٰی اَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا لَمَّا حَضَرَتْہُ الْوَفَاۃُ قَالَ لِلْحُسَیْنِ اَخِیْہِ یَا اَخِیْ اِنَّ اَبَانَا رَحِمَہُ اللّٰہُ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَشْرَفَ لِھٰذَا الْاَمْرِ وَرَجَاءَ اَنْ یَّکُوْنَ صَاحِبَہٗ فَصَرَفَہُ اللّٰہُ عَنْہُ وَوَلِیَھَا اَبُوْبَکْرٍ فَلَمَّا حَضَرَتْ اَبَابَکْرٍ الْوَفَاۃُ تَشَرَّفَ اِلَیْھَا اَیْضًا فَصُرِفَتْ عَنْہُ اِلٰی عُمَرَ فَلَمَّا احْتُضِرَ جَعَلَھَا شُوْرٰی بَیْنَ سِتَّۃٍ ھُوَ اَحَدُھُمْ فَلَمْ یَشُکَّ اَنَّھَا لَاتَعْدُوْہُ فَصُرِفَتْ عَنْہُ اِلٰی عُثْمَانَ فَلَمَّا ھَلَکَ عُثْمَانُ بُوْیِعَ ثُمَّ نُوْزِعَ حَتّٰی

جَرِّدِ السَّيْفَ وَطَلَبَهَا فَمَا صَفَا لَهُ شَيْءٌ مِنْهَا وَاِنِّيْ وَاللهِ مَا اُرٰى اَنْ يَجْمَعَ اللهُ فِيْنَا اَهْلَ الْبَيْتِ النُّبُوَّةَ وَالْخِلَافَةَ فَلَا اَعْرِفَنَّ مَا اسْتَخَفَّكَ سُفَهَاءُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ فَاَخْرَجُوْكَ -

استیعاب جلد ۱ صفحہ ۱۴۲ -

راوی کہتا ہے یہ حدیث ہم کو کئی طریقوں سے پہنچی ہے کہ تحقیق حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو جب موت کا وقت نزدیک آیا تو آپ نے امام حسین کو فرمایا۔ اے بھائی بیشک ہمارا باپ اللہ اس پر رحم کرے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال ہوا تو آپ کو بچند وجوہ یہ خیال ہوا کہ میں آنحضرت کا جانشین قرار دیا جاؤں گا۔ مگر اس خلافت کو اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کی طرف پلٹ دیا۔ اور جب ابوبکر کا وقت آیا تو اس وقت بھی آپ سب طرح اس کے امیدوار تھے لیکن مشیت ایزدی نے عمر کے حوالہ کر دیا۔ اور جب عمر کا انتقال ہوا تو اس وقت کار و بار شوری پر بھی چھ آدمی پر انحصار تھا منجملہ ان کے ایک حضرت والد صاحب تھے۔ اس وقت بھی آپ کا خیال بہت کچھ تھا۔ (باعتبار فضائل وسبقت اسلام و قرابت کے) تو اس وقت بھی خلافت عثمان بن عفان کی طرف پلٹ گئی۔ پھر جب عثمان کا انتقال ہوا تو والد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی گئی۔ لیکن ساتھ ہی تلوار بھی نکل پڑی۔ جو واقعات گذرے سو گذرے ظاہر ہیں قسم اللہ تعالیٰ کیا میں غور کرتا ہوں کہ دو چیزیں اہل بیت میں جمع نہیں ہو سکتیں ایک نبوت دوم خلافت۔ میں خوب جانتا ہوں پہلے تو آپ کو بیوقوف اہل کوفہ خلیفہ بنائینگے۔ پھر آپ کو نکال دینگے۔ (کوفی لایوفی قول مشہور ہے)

ولادت امام حسین علیہ السلام

اَلْحَسَنُ بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ھاشم الھاشمی ابو عبد اللہ سبط رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ رَیحَانَتِہٖ وَ اُمُّہٗ فاطمۃ بنت رسول اللہ صلّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قال الزبیر بن العوام وغیرہ و لد فی شعبان سنۃ اربع وقیل سنۃ ستٍ و قال جعفر بن محمد لم یکن بین الحمل الحُسَین بعدَ و لادۃِ الحُسَینِ اِلَّا طُہرٌ واحدٌ فقال الحافظ بن حجر عسقلانی فی کتابہ اصحابہ فاذا کان الحَسَنُ وُلِدَ فِی رمضان و وُلِدَ الحُسَینُ فِی شَعبَانَ اِحتمل اَن یکُونَ وَلَدَتہٗ تِسعَۃَ اَشھرٍ و لَم تُطہر مِن النِّفَاسِ اِلَّا بعد شھرَینِ ۔

و فِی استیعاب وُلِدَ لِخَمسٍ خَلَوْنَ مِن شَعبَانَ سنۃ اَربعٍ وَ قیل ثَلاثٍ عَلَقَت فاطمۃ رض بالحُسین بَعدَ مَولِدِ الحَسَنِ بِخَمسِینَ لیلَۃٍ ۔

امام حسینؑ کی ولادت سن چار ہجری میں ہوئی ہے یا سن چھ میں اور امام جعفر بن محمدؑ علیہم السلام کا بیان ہے کہ درمیان ولادت حسن اور حمل حسین کے صرف ایک ہی طہر فاصلہ ہے اور حافظ بن حجر نے اپنی کتاب اصابہ فی صحابہ میں لکھا ہے کہ جب حسن کی ولادت رمضان میں ہے اور حسینؑ کی شعبان میں تو احتمال ہے کہ حضرت فاطمہؑ نے نو ہی ماہ میں بعد طہر نفاس امام حسین کو جنا ہے ۔ اور کتاب استیعاب میں ہے کہ حضرت فاطمہؑ نے پانچ شعبان سن چار ہجری میں حسینؑ کو جنا ہے ۔ اور کسی نے یہ بھی کہا ہے کہ پچاس روز بعد ولادت حسن کے آپ کو امام حسینؑ کا علوق ہوا ہے ۔

اَذَّنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فِیْ اُذُنِ الْحُسَیْنِ

جب کہ امام حسین کی ولادت ہوئی تو آنحضرت نے آپ کے کان میں اذان دی۔ اور کتاب مستدرک میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ لیکن اس میں عاصم بن عبید اللہ راوی ضعیف ہے۔ جلد ۳ صفحہ ۱۷۹

فائدہ جلیلہ

اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ ضعیف حدیث بھی عام عمل سے صحیح ہو جاتی ہے۔ چونکہ یہ عمل ابتداء اسلام سے جاری ہے اور تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے تو ضعیف ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

امام حسینؑ کا حفظ قرآن مجید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے علم حدیث کی روایات

وَ قَدْ حَفِظَ الْحُسَیْنُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ رَوٰی عَنْہُ اَخْرَجَ لَہٗ اَصْحَابُ السُّنَنِ اَحَادِیْثَ یَسِیْرَۃً وَ رَوٰی اِبْنُ مَاجَۃَ وَ اَبُوْ یَعْلٰی عَنْہُ۔ اصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۔

امام حسینؑ نے بعمر چھ سال چھ ماہ کے عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حفظ قرآن کیا۔ اور کچھ حدیث بھی روایت کئے جن کو ابن ماجہ اور ابو یعلی وغیرہ نے اپنی اپنی کتابوں میں درج کیا ہے

اور یکی روایات مسند امام احمدؒ بن حنبل میں جو آنحضرت سے روایت کرتے ہیں وہ آٹھ ہیں اور ایک حدیث آپ کی آنحضرت سے عَنِ الحُسَینِ ابن علی قَالَ عَلَّمَنِی جَدِّی کَلِمَاتٍ اَقُولُهُنَّ فِی الوِترِ اللّٰهُمَّ اِهدِنی الخ۔ وَرُوِیَ عَن اَبِیهِ وَ اُمِّهِ وَ خَالِهِ هِندِ بنِ اَبِی هَالَةَ۔ وَعَن عُمَرَ۔

اور امام حسین اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں۔ اور والدہ ماجدہ سے اور اپنے خالو ہند بن ابی ہالہ سے اور حضرت عمر سے۔

وَرَوٰی عَنهُ۔ اَخُوهُ الحَسَنُ وَ بَنُوهُ وَ عَلِیُّ بنُ زَینِ العَابِدِینَ وَ فَاطِمَةُ وَ سَکِینَةُ وَحَفِیدَةُ وَ البَاقِرُ وَالشَّعبِیُّ وَ عِکرِمَةُ شَیبَانُ الدُّوَلِیُّ وَ کَرزٌ التَّیمِیُّ وَ آخَرُونَ۔ اصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۵

امام حسینؑ سے جنہوں نے روایت کی اُن میں امام حسن اور آپ کے صاحبزادے علی بن زین العابدین اور فاطمہ و سکینہ اور حفیدہ اور امام الباقر اور شعبی و عکرمہ و شیبان الدولی و کرز تیمی اور بہت لوگ ہیں۔

اور خلاصۃ التہذیب میں بیان کیا ہے آپ کی آٹھ مرویات آنحضرت سے ہیں۔ اور آپ اپنے والد و والدہ و عمر سے روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے آپ کے صاحبزادے علی اور پوتے امام زین العابدین اور دونوں صاحبزادیاں سکینہ و فاطمہ۔

اور امام حسین علیہ السلام کے بعض خصائص فضلیہ

قَالَ ابنُ سَعدٍ فی طبقات ولد سنة اربع قَالَ النبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ حسین منی و انا من حسین۔ حسین سبط مِنَ الاسباط

وَعَن عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ ان رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ۔ قَالَ لِابنَتِهِ فَاطِمَةَ اَنِّی وَ اِیَّاکِ وَهٰذَینِ الرَّاقِد والدهما عَلِیًّا فِی الجَنَّةِ فِی مَکَانٍ

واحدٍ۔ رواہ ابو داؤد الطیالسی۔ از خلاصہ صفحہ ۸۳۔

عن یعلی العامری انّہٗ خرج مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی طعام دعولہٗ فاستقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام القوم حسین یلعب مع الغلمان فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یأخذہٗ ففرّ ھاھنا ھاھنا فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضاحکہٗ حتی اخذہٗ فوضع احدٰ یدیہ تحت قفاہٗ والاخری تحت ذقنہٖ فوضع فاہٗ علی فیہٖ یقبلہٗ وقال حسین منّی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینًا حسین سبط من الاسباط۔ مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۷۷

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ کیلئے فرمایا میں اور تو یہ دونوں پیارے اور ان کا باپ علی ہم سب کے سب جنت میں ایک ہی جگہ آرام پائینگے۔

اور حضرت یعلی عامری کہتا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دعوت میں گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوم کے آگے تھے۔ اور امام حسین لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو وہ دائیں بائیں بھاگتے جاتے۔ اور آپ ہنستے جاتے آپ نے اُن کو لیا تو ایک ہاتھ اُن کے سر پر رکھا دوسرا ہاتھ اُن کی ٹھوڑی پر رکھ کر پیار لیا۔ اور فرمایا حسین مجھ سے ہے۔ اور میں حسین سے اس کو اللہ دوست رکھے گا۔ جو حسین کو دوست رکھیگا۔ حسین میری بیٹی کا بیٹا ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو حامل الحسین بن علی وھو یقول اللّٰھم انی احبّہٗ فاحبّہٗ۔ مستدرک صحیح ہے

حضرت ابی ہریرہ کہتا ہے کہ میں آنحضرت کو امام حسین کو اُٹھاتے دیکھا کہ آپ فرماتے تھے اے خداوند میں حسین کو دوست رکھتا ہوں۔ آپ بھی اُس کو دوست رکھ۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ قَالَ مَا رَاَیْتُ الْحُسَیْنَ اِلَّا فَاضَتْ عَیْنِیْ دُمُوْعًا وَ ذَاکَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمًا فَوَجَدَنِیْ فِی الْمَسْجِدِ فَاَخَذَ بِیَدِیْ وَ اتَّکَاءَ عَلَیَّ فَانْطَلَقْتُ مَعَہٗ حَتّٰی جَاءَ سُوْقَ بَنِیْ قَیْنُقَاعَ وَ کَلَّمَنِیْ فَطَافَ وَ نَظَرَ ثُمَّ رَجَعَ وَ رَجَعْتُ مَعَہٗ فَجَلَسَ فِی الْمَسْجِدِ وَ احْتَبٰی وَ قَالَ اُدْعُ لِیْ لُکَاعَ فَاَتٰی حُسَیْنٌ یَشْتَدُّ حَتّٰی وَقَعَ فِیْ حِجْرِہٖ ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَہٗ فِیْ لِحْیَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ یَفْتَحُ فَمَ الْحُسَیْنِ فَیُدْخِلُ فَاہُ فِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ۔ ایضاً مستدرک صحیح ہے

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ میں نہیں دیکھتا امام حسین کو مگر میری دونوں آنکھیں روتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے۔ اور مجھ کو مسجد میں پایا۔ میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ مجھ پر ٹیکا دے کر بازار کو چلے۔ یہاں تک کہ ہم بنی قینقاع کے بازار میں آئے۔ اور مجھ سے کچھ تکلم فرمایا۔ پھر چلے اور دیکھا پھر پلٹے اور میں بھی آپ کے ساتھ ہی پلٹا۔ پھر مسجد میں تشریف فرما ہو کر بیٹھ گئے۔ مجھ کو فرمایا لکاع کو بلاؤ یعنی (چھوٹے میاں) حسین کو پھر آپ آئے سختی کر رہی تھی آنحضرت کی گود مبارک میں بیٹھے تو آنحضرت کی ریش مبارک پر ہاتھ پھیرتے جاتے۔ اور آنحضرت نے امام حسین کا منہ کھول کر اپنا منہ اُس کے منہ میں دے کر فرمایا اے خداوند ذوالجلال میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ آپ بھی اِس کو دوست رکھ۔

عَنِ الْعَیْزَارِ بْنِ حُرَیْبٍ بَیْنَمَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ جَالِسٌ فِیْ ظِلِّ الْکَعْبَۃِ اِذْ رَاَی الْحُسَیْنَ مُقْبِلًا فَقَالَ ھٰذَا اَحَبُّ اَھْلِ الْاَرْضِ اِلٰی اَھْلِ السَّمَاءِ الْیَوْمَ وَ کَانَتْ اِقَامَۃُ الْحُسَیْنِ بِالْمَدِیْنَۃِ اِلٰی اَنْ خَرَجَ مَعَ اَبِیْہِ اِلَی الْکُوْفَۃِ فَشَہِدَ مَعَہُ الْجَمَلَ ثُمَّ صِفِّیْنَ ثُمَّ قِتَالَ الْخَوَارِجِ وَ بَقِیَ مَعَہٗ اِلٰی اَنْ قُتِلَ ثُمَّ مَعَ اَخِیْہِ اِلٰی اَنْ سَلَّمَ الْاَمْرَ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ فَتَحَوَّلَ مَعَ اَخِیْہِ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ

وَ اَسْتَمَرَّ بِهَا اِلٰی اَنْ مَاتَ مُعَاوِیَۃ ۔ اصابہ فی صحابہ جلد ۱ صفحہ ۱۵ ۔
العزیز بن حریب روایت کرتا ہے اتفاقاً عبداللہ بن عمر بیت اللہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ سامنے سے امام حسینؑ آرہے تھے۔ تو کہا یہ امام حسین اس وقت اہل دنیا تا اہلِ آسمان تک سب کے نزدیک محبوب ترین۔ اور امام حسنؑ ہمیشہ مدینہ منورہ میں قیام رکھتے تھے۔ یہاں تک اپنے والد صاحب کے ساتھ کوفہ گئے۔ جنگ جمل و صفین میں ساتھ رہے۔ خوارج سے ہمراہ آپ کے جنگ کیا۔ یہاں تک حضرت علی کی شہادت ہوگئی پھر آپ نے بھائی امام حسن کے ساتھ رہے یہاں تک امر خلافت معاویہ کے سپرد ہوا۔ پھر آپ مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے۔ یہاں تک معاویہ کا انتقال ہوگیا۔

امام حسین علیہ السلام کی عمر شریف

وَ قَدْ اِخْتُلِفَ فِیْ عُمْرِہٖ وَالصَّحِیْحُ اَنَّہٗ خَمْسٌ وَّ خَمْسِیْنَ سَنَۃً وَّ اَشْہُرٍ
تاریخ ابوالفدا جلد ایک صفحہ ۱۹۱
اس میں شک نہیں کہ آپ کی عمر شریف میں اختلاف ہے لیکن صحیح عمر آپ کی پچپن سال کچھ مہینے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام کے حجّوں کی تعداد

حَجَّ الْحُسَیْنُ خَمْسًا وَّ عِشْرِیْنَ حَجَّۃً مَاشِیًا ۔
امام حسین علیہ السلام نے باوجود سواری ہمراہ ہونے کے بھی پاؤں چل کر پچیس حج بیت اللہ کئے ہیں۔
ایضًا۔

امام حسین علیہ السلام کی روزانہ نفلی نمازوں کی تعداد

وَكَانَ الْحُسَيْنُ يُصَلِّي فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ اَلْفَ رَكْعَةٍ : ایضًا

حضرت امام حسین روزانہ لیل و نہار میں ایک ہزار رکعت نفلی نماز پڑھا کرتے تھے

امام حسینؑ کی قتل کی پیشگوئی

عَنْ نُجَيٍّ اَنَّهُ سَارَ مَعَ عَلِيٍّ فَلَمَّا حَاذَى نِيْنَوٰى وَهُوَ مُنْطَلِقٌ اِلٰى صِفِّيْنَ نَادٰى اِصْبِرْ يَاعَبْدَ اللّٰهِ بِشَطِّ الْفُرَاتِ قُلْتُ وَمَاذَاكَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَيْنَاهُ تَفِيْضَانِ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَغْضَبَكَ اَحَدٌ مَا شَانُ عَيْنَيْكَ تَفِيْضَانِ قَالَ بَلٰى قَامَ مِنْ عِنْدِيْ جِبْرِيْلُ قَبْلُ فَحَدَّثَنِيْ اَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ فَقَالَ هَلْ لَكَ اِلٰى اَنْ اُشِمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهِ قُلْتُ نَعَمْ فَمَدَّ يَدَهُ فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَاَعْطَانِيْ فَلَمْ اَمْلِكْ عَيْنَيَّ اِنْ فَاضَتَا۔ کنز العمال از س ع ص ۲۲۱

حضرت نجی کہتا ہے کہ میں حضرت علی کے ہمراہ صفین کے سفر میں تھا جب کہ ہم نینوے شہر کے نزدیک فراط کے کنارے پہنچے۔ تو آپ نے مجھ کو پکار کر فرمایا ٹھہر جا میں نے عرض کیا کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ رو رہے تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا ابھی تیرے آنے کے قبل جبرائیل آکر گئے۔ اور کہا کہ فراط کے کنارے حسین قتل کیا جائیگا۔ اگر آپ جائیں تو میں وہاں کی مٹی لا دوں اس کو سونگھ لیجئے۔ میں کہا اچھا پھر جبرائیل نے ہاتھ لنبا کیا تو یہ مٹی لا دیا۔ اس کو دیکھ کر نفس قابو میں نہیں رہا رونا آگیا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ كُنَّا عَلَى الْحُسَيْنِ بِنَهْرِ كَرْبَلَا فَنَظَرَ اِلٰى شِمْرٍ

ذی الجوشن فقال صدق اللہ و رسولہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانی انظر الی کلب ابقع یلغ فی دماء اھل بیتی و کان شمر ابرص۔

کنز جلد ۵ صفحہ ۱۱۲

محمد بن عمرو بن حسین کہتا ہے کہ ہم کربلا میں امام حسین کے ہمراہ تھے امام حسین نے ذی جوشن کو دیکھ کر کہا۔ اللہ اور اُس کے رسول نے سچ فرمایا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں چتکبرے کتے کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ میرے اہلبیت کا خون چاٹ رہا ہے۔

اہل بیت سے ستر ہزار بغیر حساب کے داخل جنت ہونگے

عن ابی ھرثمہ قال کنت مع علی بکربلا فقال یحشر من ھذا الظھر سبعون الفا ید خلون الجنۃ بغیر حساب۔ ایضاً ص۱۳۱

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری اولاد سے ستر ہزار داخل جنت ہوں گے۔ بغیر حساب کے یہ لوگ انتہا نیکوکار ہوں گے۔ کہ اُن کو حساب کی ضرورت ہی نہ ہوگی

آسمان کے کناروں کا امام حسین کے قتل پر سُرخ ہونا

عن محمد بن سیرین قال لم تر ھذہ الحمرۃ التی فی آفاق السماء حتی قتل حسین بن علی۔

ابن سیرین فرماتے ہیں یہ سرخی جو کنارے آسمان کی ہے قبل قتل امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے نظر نہیں آئی۔

امام حسین علیہ السلام کے قتل کے اسباب

ان یزید بن معاویہ لما استخلف سنۃ ستین ارسل لمعاملہ

بالمدینۃ ان یاخذ لہ البیعۃ علی الحسین و ورد علی الحسین مکاتبات
اهل الکوفۃ یحثونہ علی المسیر الیهم لیبایعوہ و کان العامل علیها
النعمان بن بشیر الانصاری فارسل الحسین الی الکوفۃ ابن عمہ
مسلم بن عقیل بن ابی طالب لیأخذ البیعۃ علیهم فوصل الی الکوفۃ
و بایعہ بها قیل ثلاثون الفا و قیل ثمانیۃ وعشرون الف نفس
و بلغ یزید عن النعمان بن بشیر ما لا یرضیہ فولی علی الکوفۃ عبیداللہ
بن زیاد و کان والیا علی البصرۃ فقدم الکوفۃ و رأی ما الناس علیہ
فخطبهم وحثهم علی طاعۃ یزید بن معاویۃ واستمر مسلم بن عقیل
عندہ قدوم عبیداللہ بن زیاد علی ما کان ثم اجتمع الی مسلم بن عقیل
من کان بایعہ للحسین وحصروا عبیداللہ بن زیاد بقصرہ و لم یکن
مع عبیداللہ فی القصر اکثر من ثلاثین رجلا ثم ان ابن زیاد امر اصحابہ ان
یشرفوا من القصر و یمنوا اهل الطاعۃ و یخذلوا اهل المعصیۃ حتی ان
المرأۃ لیأتی ابنها واخاها فتقول انصرف ان الناس یکفونک فتفرق
الناس عن مسلم و لم یبق مع مسلم بن عقیل غیر ثلاثین رجل فانهزم
و نادی منادی عبیداللہ ابن زیاد من اتی مسلم بن عقیل فلہ دیتہ
فامسک مسلم واحضر الیہ و لما حضر مسلم بین یدی عبیداللہ
بن زیاد شتمہ و شتم الحسین و علیا و ضرب عنقہ فی تلک الساعۃ و
رمیت جثتہ من القصر ثم حضر هانی بن عروۃ و کان ممن اخذ
البیعۃ للحسین فضرب عنقہ ایضا و بعث برأسهما الی یزید بن معاویۃ
و کان مسلم بن عقیل ثمان مضین من ذی الحجۃ سنۃ ستین و
اخذ الحسین وهو بمکۃ فی التوجہ الی العراق و کان عبداللہ بن عباس

يكره ذهاب الحسين الى العراق خوفا عليه و قال للحسين يا ابن العم انى اخاف اليك اهل العراق فانهم قوم اهل الغدر واقم بهذا البلد فانك سيد اهل الحجاز وان ابيت الا ان تخرج فسر الى اليمن فان بها شيعة لابيك و بها حصون و شعاب فقال الحسين يا ابن العم انى اعلم والله انك ناصح مشفق و لقد ازمعت واجمعت ثم خرج ابن عباس من عنده و خرج الحسين من مكة يوم التروية سنة ستين و اجتمع عليه جمايع من العرب ثم لما بلغ مقتل ابن عمه مسلم بن عقيل و تخاذل الناس عنه اعلم الحسين من معه بذلك و قال من احب ان ينصرف فلينصرف فتفرق الناس عنه يمينا و شمالا و لما وصل الحسين الى مكان يقال له سراف وصل اليه الحر بن صاحب شرطة عبيد الله ابن زياد في الفى فارس حتى وقفوا مقابل الحسين فى حر الظهيرة فقال لهم الحسين رضى الله عنه ما اتيت الا بكتبكم فان رجعتم رجعت من هنا فقال له صاحب شرطة ابن زياد. انا امرنا ان لا نفارقك حتى توصلك الكوفة بين يدى عبيد الله ابن زياد فقال الحسين رضى الله عنه الموت اهون من ذلك وما زالوا عليه حتى سار مع صاحب شرطة ابن زياد. ثم دخل سنة احدى وستين۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل کے اسباب یہ ہیں کہ جب ۶۰ھ ہجری میں یزید پلید اپنے باپ کی جگہ خلیفہ ہوا تو اُس نے اپنے عامل کو جو مدینہ منورہ میں موجود تھا اُسکو لکھ بھیجا کہ حضرت حسین سے بیعت لے حضرت حسینؓ نے اس سے انکار کیا اور اہل کوفہ کے مکاتیب و مراسلات طرفین سے جاری ہوئی کہ آپ کوفہ تشریف لے آئیں ہم لوگ آپ سے بیعت کو تیار ہیں۔ اُس وقت کوفہ پر عامل نعمان بن بشیر انصاری تھا پس امام حسین علیہ السلام

نے پہلے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو کوفہ روانہ فرمایا کہ اہل کوفہ امام حسینؓ
کی طرف سے وہ بیعت لے۔ جب مسلم بن عقیل کوفہ پہنچے تو اٹھائیس یا تیس ہزار افراد نے
اُن کے ہاتھ پر بیعت کی پھر اُس کے بعد یزید نے عبیداللہ بن زیاد بصرہ کا حاکم اُسکو
کوفہ کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا جب کہ ابن زیاد نے آکے کوفہ میں دیکھا کہ لوگ مسلم بن عقیل
کی طرف متوجہ و اطاعت میں آگئے ہیں تو اُس نے لوگوں کو جمع کر کے سب کو پند و نصیحت
کر کے مسلم بن عقیل سے منحرف کر دیا۔ کہ یزید کی اطاعت کریں۔ اور مسلم بن عقیل ابن زیاد کے
آنے تک اُس ہی قصر میں ٹھہرے رہے اور مسلم بن عقیل پر لوگوں نے اجتماع کر لیا۔ اور ابن زیاد
اپنی قصر شاہی میں اور تیس ہزار آدمی اُس کے ساتھ ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جو مسلم بن عقیل
سے علیحدہ ہو کے ابن زیاد کے پاس گئے تھے۔ صرف حضرت مسلم بن عقیل کے پاس تیس نفوس
باقی رہ گئے۔ اور مسلم بن عقیل کو ابن زیاد کے پاس لے گئے۔ ابن زیاد نامراد نے آپ کو اور
امام حسین و علی رضی اللہ عنہ کو خوب سب و شتم کیا اور اُسی وقت مسلم بن عقیل کی گردن ماردی
اور آپ کی لاش کو قصر کے اوپر سے پھینک دیا۔ پھر ہانی بن عروہ کو حاضر کیا گیا اُس
نے بھی امام حسینؓ کی طرف سے بیعت لیا تھا۔ اُس کی بھی اُسی وقت گردن ماردی گئی۔
دونوں کے سر مبارک یزید پلید کے پاس بھیج دیئے۔ (قتل مسلم بن عقیل کا ۶۰ھ دسویں
ذی الحجہ کو ہوا ہے) اور امام حسین علیہ السلام اُس وقت مکہ معظمہ میں تشریف فرما
تھے۔ آپ نے کوفہ کے سفر کا ارادہ فرمایا۔ تو عبداللہ بن عباس نے آپ کو بہت کچھ
منع کیا۔ کہ اہل کوفہ بہت غدار ہیں آپکے والد کو قتل اور ذلیل کیا۔ اور آپ کے بھائی
امام حسن کے ساتھ کیا سلوک کیا لیکن امام حسینؓ نے ایک بھی نہ مانی۔ آخر مجبور ہو کے
کہا کہ اہل و عیال کو مت لے جاؤ۔ اُس سے بھی انکار اس پر عبداللہ بن عباس بہت
روئے افسوس تاسف کیا اور کہا اے بھائی مجھ کو اہل کوفہ سے بہت ڈر ہے۔ یہ
بڑی غدار قوم ہے۔ اور آپ یہیں مکہ معظمہ میں ٹھہر جاؤ کیونکہ آپ اہل حجاز کے سردار ہیں

اگر آپ کو یہ بھی منظور نہیں تو یمن چلے جاؤ وہ لوگ آپ کے والد کے دلدار محب تھے۔ اور یمن میں بڑے بڑے مستحکم قلعے اور پہاڑ ہیں اور پہاڑی ملک ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا بھائی اللہ کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ آپ میرے ناصح اور مشفق ہیں میں نے اب پورا پکا ارادہ کرلیا ہے۔ پھر عبداللہ بن عمرؓ آئے انہوں نے بھی اسی طرح پند و نصیحت کی لیکن نہ مانا تو عبداللہ بن عمر بہت روئے۔ پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا میں آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ کہ آپ کو صحیح سلامت رکھے۔ پھر اسی طرح عبداللہ بن زبیر نے بھی آپ کو منع کیا لیکن نہ مانا۔ اجل کہاں ماننے دیتی ہے۔ پھر امام حسین علیہ السلام ترویہ کے دن ۶۰ھ ہجری میں خروج فرمایا۔ تو عربوں کا ایک ہجوم تھا۔ اتفاقاً مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر بھی آگئی۔ کہ جو جو اُن کو تکلیف و ایذا دے کر دشمن کے حوالہ کر کے قتل کر دیا۔ اب امام حسینؑ اور آپ کے ہمراہیوں کو یہ واقعہ سب معلوم ہوگیا۔ اور امام حسینؑ نے فرمایا جن کو چلے جانا پسند ہے تو چلے جاؤ۔ لوگ دائیں بائیں چلے گئے۔ اور ایک روایت ہے کہ آپ کو ابن زیاد کے لشکر کے آنے کی خبر معلوم ہوئی۔ تو آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا۔ لیکن آپ کے بھائی مُسلم نے نہ مانا۔ جوش میں آکر کہا کیا ہم تو ہرگز واپس نہ جائیں گے۔ جو ہماری قسمت نصیب میں لکھا ہے وہ ہم کو پہنچیگا۔ ہم تو جنگ کریں گے۔ آپ کے بعد ہماری زندگی کس کام کی۔ جب کہ امام حسین علیہ السلام بمقام حُر پہنچے تو الحُر بن یزید تمیمی افسر فوج عبیداللہ بن زیاد مع دو ہزار سواروں کے دوپہر کے وقت امام کے مقابلہ کے لیئے آکھڑا ہوا اور حضرت امام نے اُن کو فرمایا میں اپنی خودی سے نہیں آیا ہوں۔ بلکہ تم لوگوں کے خط و کتابت و مطالبہ پر آیا ہوں۔ اگر تم لوگ یہاں سے واپس جاتے ہو تو میں بھی واپس چلا جاتا ہوں۔ حُر بن یزید نے کہا کہ ہم کو ابن زیاد کا حکم ہے کہ آپ کو کوفہ ابن زیاد کے سامنے لے جائیں۔ امام علیہ السلام نے جواب دیا کہ ابن زیاد کے ہاتھ پر بیعت سے موت بہت آسان تر ہے۔ اس واقعہ پر

اکثر خارجیوں نے آپ کو خط لکھے تھے کہ آپ تشریف لائیں ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ جب آپ تشریف لائے تو مخالف ہو کے دشمن اور دشمن کے ساتھ ہو گئے اور دشمنوں کے ہمراہ جنگ کو تیار ہو گئے۔ چند روزہ مردار منفعت کی خاطر آخرت کے کثیر منافع کو چھوڑ دیا۔ (اور مرتد ہو گئے) حالانکہ ان کا عدو بہت کثیر تھا۔ اور امام علیہ السلام کے ساتھ مع اہل وعیال کے کچھ اوپر اسّی افراد تھے۔ اسی مقام پر جنگ کو تیار ہو گئے۔

ذکر مقتل الحسین علیہ السلام

وَلَمَّا سَارَ الحسین مع الحر بن یزید التمیمی وَرَدَ کتاب مِنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بن زیادٍ الی الحُرِّ بن یزید التمیمی یأمرہ اَنْ یُنزِلَ الحسین وَ مَنْ مَعَہٗ علی غیرِ مَاءٍ فَاَنْزَلَهُمْ فِی المواضع المعروف بِکَربلاءِ وَذٰلِکَ ثامنُ المحرمِ من سنۃ احدی و ستین و لما کان مِنَ الغدِ قدم من الکوفۃ عمر بن سعد بن ابی وقاص باربعۃ الآفِ فارسٍ ارسلہ ابن زیادٍ لحربِ الحسینِ فسألہ الحسینُ فی ان یُمکن اِمَّا من العودِ من حیث اتی وَ اِمَّا یجهز الی یزید بن معاویۃ وَ اِمَّا ان یلحق بالثغورِ فکتب عمر بن سعد بن ابی وقاص الی ابن زیاد لیسأل ان یجاب الحسین الی احد ھذہ الامور فاغتلظ ابن زیادٍ فقال لا ولا کرامۃ فارسل مع شمر بن ذی الجوشن الی عمر بن سعد بن ابی وقاص امّا تقاتل الحسین وتقتلہ وتطاء الخیل جثتہ و اِمَّا ان تعتزل و یکون الامیر علی الجیشِ شمرٌ فقال عمر بن سعدٍ بل اقاتلہ و کان تاسع المحرم من ھذہ السنۃ والحسین جالسٌ ایام بیتہٖ بعد صلوۃ العصر فلما قرب الجیش منہ سألهم مع اخیہ العباس ان یمهلوہ الی الغد

الی ما یختارونہ فاجابوہ الی ذلک و قال الحسین لاصحابہ انی قد اذنتکم فانطلقوا فی هذا اللیل و تفرقوا فی مدائنکم فقال اخوہ العباس لم نفعل ذلک لنبقی بعدک لا ارانا اللہ ذلک ابدا ثم تکلم اخوتہ و بنو اخیہ و بنو عبد اللہ بن جعفر بنحو ذلک و کان الحسین و اصحابہ یصلون اللیل کلہ و یدعون فلما اصبحوا رکب عمر بن سعد فی اصحابہ و ذلک یوم عاشوراء من السنة احدی و ستین و عبی الحسین اصحابہ و هم اثنان و ثلاثون فارسا و اربعون راجلا فثبت فی ذلک الموقف ثباتا باهرا مع کثرة اعدائہ و عددهم و صول سهامهم و رماحهم الیہ و لما حمل علیهم و سیفہ مصلت فی یدہ انشد یقول ؎

انا ابن علی الحبر من ال هاشم — کفانی بهذا مفخرا حین افخر

و جدی رسول اللہ اکرم من مشی — نحن سراج اللہ فی الناس یزهر

فاطمة امی سلالة احمد — و عمی یدعی ذا الجناحین جعفر

و فینا کتاب اللہ انزل صادقا

و فینا الهدی و الوحی و الخیر یذکر

ثم حملوا علی الحسین و اصحابہ و استمر القتال الی وقت الظهر من ذلک الیوم فصل الحسین و اصحابہ صلوة الخوف و اشتد بالحسین العطش فتقدم لیشرب فرمی بسهم فوقع فی فمہ و نادی شمر و یحک ما تنتظرن بالرجل قتلوہ فضربہ زرعة بن شریک علی کتفہ و ضربہ اخر علی عاتقہ و طعنہ سنان بن انس النخعی بالرمح فوقع فنزل الیہ قد بجہ و احتز راسہ و قیل ان الذی نزل

واحتز راسه هو شمر المذکور وجاء به الی عمر بن سعد فامر عمر بن سعد جماعة فوطئوا صدر الحسین و ظهره بخیولهم ثم بعث بالرأس والنساء و الاطفال الی عبید الله بن زیاد فجعل ابن زیاد یقرع فم الحسین بقضیب فی یده فقال له زید بن ارقم ارفع هذا القضیب فوالذی لا اله غیره لقد رأیت شفتی رسول الله صلی الله علیه وسلم علی هاتین الشفتین ثم بکی۔ تاریخ ابو الفدا ؎

و فی صواعق المحرقہ و لما وضعت بین یدی زیاد ی انشد قائلہ :۔

املأ رکابی فضة وذهبا	فقد قتلت الملك المحجبا
ومن یصلی القبلتین فی الصبا	وخیرهم اذ یذکرون النسبا

فقلت خیر الناس اما و ابا ۔

فغضب عبید الله بن زیاد من قوله و قال اذ علمت ذلك فلم قتلته و الله لا نلت منی خیرا و لالحقنك به :۔ ثم ضرب عنقه و قتل معه من اخوته و بنیه و بنی اخیه الحسین و من اولاد جعفر و عقیل تسعة عشر رجلا و قیل احدی و عشرون قال الحسن البصری ما کان علی وجه الارض یومئذ لهم شبیه و لما حملت راسه لابن زیاد جعله فی طشت وجعل یضرب ثنایاه بقضیب و یقول به فی انفه و یقول ما رأیت مثل هذا حسنا و ان کان الحسین لثغر و کان عنده انس بن مالك فبکی و قال کان اشبههم برسول الله صلی الله علیه وسلم رواه ترمذی وغیره و روی ابن ابی الدنیا انه کان عنده زید بن ارقم فقال له ارفع قضیبك فوالله لطالما رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقبل ما بین هاتین الشفتین ثم جعل زید بن ارقم یبکی فقال

ابن زیاد ابکی اللہ عینیک لولا انک شیخ قد عرفت لضربت عنقک

فنهض و یقول ایها الناس انتم العبید بعد الیوم قتلتم ابن فاطمة و

اقرتم ابن مرجانة و اللہ لیقتلن خیارکم و یستعبدن شرارکم

فبعدا لمن رضی بالذل لیعی العار ثم قال یا ابن زیاد لاحدثنک بما هو

اغیظ علیک من هذا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقعد حسنا

علی الفخذ الیمنی و حسینا علی الیسری ثم وضع یدہ علی یافوخهما ثم

قال اللهم انی استودعک ایاهما و صالح المومنین فکیف کانت ودیعة

النبی صلی اللہ علیہ وسلم عندک یا ابن زیاد و قد انتقم اللہ من

ابن زیاد هذا فقد صح عند الترمذی انه لما جیٔ براسه و نصب

فی المسجد مع راس اصحابه جاءت حیة فتخللت الرؤس حتی دخلت

منخرہ فمکثت هنیهة ثم خرجت ثم جاءت ففعلت کذلک مرتین

او ثلاثا و کان نصبها فی محل نصبه لراس الحسین و فاعل ذلک بل

هو المختار بن عبید تبعه طائفة من الشیعة ندموا علی خذلانهم

الحسین و اراد غسل العار عنهم ففرقة منهم تبعت المختار فملکوا

الکوفة و قتلوا الستة الالاف الذین قتلوا الحسین اقبح القتلات و قتل

راسهم عمر بن سعد بن ابی وقاص و خص شمر قاتل الحسین علی

قول بمزید نکال کان وطیٔ الخیل صدرہ و ظهرہ لانه فعل ذلک

بالحسین و شکر الناس للمختار ذلک و لما نزل عبید اللہ بن زیاد

الموصل فی ثلاثین الفا جهز له المختار سنة تسع و ستین (۶۹) طائفة

قتلوہ هو و اصحابه علی الفرات یوم عاشوراء و بعث برؤسهم للمختار

فنصبت فی المحل الذی نصب فیه راس الحسین ثم حولت الی مکة

حتیٰ دخلتها تلك الحية و من عجیب الاتفاق قول عبد الملك بن عمیر قال دخلت قصر الامارة علی ابن زیاد و الناس عنده سماطان و رأس الحسین علی ترس عن یمینه ثم دخلت علی المختار فیه فوجدت رأس ابن زیاد و عنده الناس كذلك ثم دخلت علی مصعب بن الزبیر فیه فوجدت رأس المختار عنده كذلك ثم دخلت علی عبد الملك بن مروان فیه فوجدت عنده رأس مصعب كذلك فأخبرته بذلك فقال لا اراك الله الخامس ثم امر بهدمه و لما انزل ابن زیاد راس الحسین و اصحابه جهزها مع سبایا آل الحسین الی یزید بن معاویه فلما وصلت الیه قیل انه ترحم علیه و تنكر لابن زیاد و ارسل برأسه و بقیه بلیه الی المدینه فلما وصلوا الیها لقیهم نساء بنی هاشم حاسرات و فیهن ابنة عقیل بن ابی طالب و هی تبكی و تقول :۔

ماذا تقولون ان قال النبی لكم ماذا فعلتم آخر الامم

بعترتی و اهلی بعد مفتقدی منهم اساری و صرعی ضرجوا بدم

ما كان هذا جزائی اذ نصحت لكم

ان تخلفونی بسوء فی ذوی رحم

و لما فعل یزید برأس الحسین ما فعل و كان عنده رسول قیصر فقال متعجبا ان عندنا فی بعض الجزائر فی دیر حافر حمار عیسیٰ فنحن نحج الیه كل عام من الاقطار تنذر النذور و نعظمه كما تعظمون كعبتكم فاشهد انكم علی باطل و قال ذمی آخر بینی و بین داؤد سبعون ابا و ان الیهود تعظمونی و تحترمنی و انتم قتلتم ابن نبیكم ۔ و لما كان تحمل الحرس علی الرأس كلما نزلوا منزلا وضعوه علی رمح و حرسوه فرآه راهب فی دیر

فَسَاَلَ عَنْہُ فَعَرَفُوْہُ بِہٖ فَقَالَ بِئْسَ الْقَوْمُ اَنْتُمْ هَلْ لَكُمْ فِى عَشَرَةِ الآفِ دِيْنَارٍ وَ يَبِيْتُ الرَّأس عِنْدِىْ هٰذِهِ اللَّيْلَة قَالُوْا نَعَمْ فَاَخَذَهٗ وَ غَسَلَهٗ وَ طَيَّبَهٗ وَ وَضَعَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ اِلٰى عَيْنَا وَ السَّمَاء وَ قَعَدَ يَبْكِىْ اِلَى الصُّبْحِ ثُمَّ اَسْلَمَ لِاَنَّهٗ رَاٰى نُوْرًا سَاطِعًا مِنَ الرَّأسِ اِلَى السَّمَاء ثُمَّ خَرَجَ عَنِ الدَّيْرِ وَ مَا فِيْهِ وَ صَارَ يَخْدِمُ اَهْلَ الْبَيْت وَ كَانَ مَعَ اَوْلٰئِكَ اعرس دنانير اخذوها من عسكر الْحُسَيْنِ فَفَتَحُوْا اكيا سها ليقتسموها فَرَاَوْهَا خَذَفًا وَ عَلٰى اَحَدِ جَانِبَىْ كُلٍّ مِنْهَا وَ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُوْنَ وَ عَلَى الْاٰخَرِ وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ الآيہ ـ صواعق صفحہ ۱۱۹

جبکہ امام حسین علیہ السلام حُر بن یزید تمیمی کے ساتھ تشریف لے چلے تو ایک حکمنامہ عبیداللہ بن زیاد کا حر کے نام آیا۔ کہ امام حسینؑ کو مع اہل وعیال کے ایسے مقام پر ٹھہراؤ۔ کہ جہاں پانی نہ ہو۔ اور اُس شقی نے آپ کو مع اہل وعیال کے کربلا میں جا اُتارا یہ پنجشنبہ کا دن آٹھویں محرم ۶۱ھ ہجری تھی۔ جب کہ دوسرے روز صبح ہوئی تو ابن زیاد نے کوفے سے عمر بن سعد بن ابی وقاص کو مع چار ہزار سواروں کے امام علیہ السلام کے مقابلہ کو روانہ کیا اور عمر بن سعد بن ابی وقاص نے حضرت امام حسین سے دریافت کیا کیا ممکن ہے کہ آپ تین امور سے ایک کو اختیار کریں۔ ایک آپ جہاں سے آئیں ہیں واپس چلے جائیں۔ یا یزید بن معاویہ کے پاس تشریف لے چلیں۔ یا پہاڑوں میں چلے جائیں۔ اور یہ مضمون عمر بن سعد بن ابی وقاص نے ابن زیاد کو لکھ بھیجا۔ جو جواب آئیگا اُس پر عمل کیا جائے اور امام حسین علیہ السلام کو اس کا جواب دیا جائے۔ اِس مضمون کو دیکھ کر ابن زیاد نے غصہ میں آکر کہا یہ ہرگز منظور نہیں ہے اور نہ آئندہ آپ کی عزت باقی رہیگی۔ اور شمر ذی جوشن کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ اگر تو حسینؑ کو

قتل کر سکتا ہے تو قتل کر کے گھوڑوں سے اُس کو روندائو ورنہ تو معزول اور تیری جگہ امیر فوج شمر بن ذی جوشن ہے عمر بن سعد ابن ابی وقاص نے امام حسین کے قتل کا خود پکا ارادہ کر لیا۔ اور یہ نویں ماہ محرم سنہ ۶۱ ہجری کی تھی۔ اور امام حسین اپنے خیمے کے سامنے بعد نماز عصر تشریف فرما تھے کہ اتنے میں سامنے سے دشمن کا لشکر آ کھڑا ہوا آپ نے ہمراہ اپنے بھائی عباس کے فرمایا کہ کل صبح تک ہم کو مہلت ہو کل ہم کو جو منظور ہوگا وہ کیا جائیگا۔ دشمنوں نے مان لیا۔ آپ نے سب کو جمع کر کے فرمایا میں بخوشی اجازت دیتا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اپنے ملکوں میں چلے جاؤ آپ کے بھائی حضرت عباس نے فرمایا یہ کیوں کہا آپ کے بعد ہم کو زندہ رہنا ہے۔ خدا ہم کو ایسا وقت کبھی نہ دکھائے۔ پھر اس کے بعد سب آپ کی بہنیں و بھتیجے و بنی عبداللہ بن جعفر سب متفق ہو گئے کہ ہم آپ کے ساتھ جان دینے کو تیار ہیں۔ پھر امام حسین علیہ السلام بہ ہمراہ اپنے اہل و عیال و رفقا کے رات بھر نمازیں پڑھتے رہے اور خدا سے دعائیں کرتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو عمر بن سعد بن ابی وقاص امادہ جنگ آ کھڑا ہوا۔ امام حسینؓ اور آپ کے اصحاب بھی نہایت بہادرانہ استقلال و شجاعانہ ثبات قدم موقف پر مع بتیس سواروں اور چالیس پیادہ امادہ جنگ ہو گئے۔ آپ اشعار رجز پڑھتے جاتے۔ تو یہ عاشورہ کا دن دسویں محرم سنہ ۶۱ اکسٹھ ہجری کا تھی۔ شقیوں نے امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب پر حملہ کیا آپ نہایت ثبات قدم مقابلہ کرتے رہے۔ نماز خوف ادا کی امام پر پیاس نے بہت غلبہ کیا آپ پانی پینے کو آگے بڑھے تو آپ کے حلق میں ایک تیر آ لگا۔ شمر نے پکارا تمہارا خانہ خراب ہو کس کا انتظار کرتے ہو۔ آپ کو فوری قتل کر دو۔

زرعہ بن شریک شقی نے ایک تلوار آپ کے شانے پر ماری۔ دوسرے نے آپ کی گردن مبارک پر ایک تلوار ماری۔ سنان بن انس نخعی نے ایک نیزہ مارا آپ گر پڑے پھر اُتر کر آپ کو ذبح کر کے سر مبارک جدا کر دیا۔ بعض نے کہا کہ شمر لعین نے آپ کا سر مبارک

جدا کر کے عمر بن سعد کے پاس لے آیا۔ عمر بن سعد نے ایک جماعت کو حکم دیا امام علیہ السلام کو گھوڑوں سے رندواؤ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر آپ کے سر مبارک کو ہمراہ اہل و عیال کے ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا۔ جب کہ آپ کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا تو ابن زیاد شقی نے آپ کے چہرہ مبارک پر چھڑی سے مارا۔ زید بن ارقم صحابی نے ابن زیاد کو کہا قسم ہے اُس ذات کی کہ نہیں ہے سوائے اُس کے لائق عبادت و عظمت کے۔ بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے ہونٹھ مُبارک ان ہونٹھ پر پیار کرتے ہُوئے دیکھا ہے۔ پھر خود بہت رویا۔ اور ابن زیاد سے علیحدہ ہو گیا۔ صواعق محرقہ میں یوں بیان کیا ہے۔ کہ جب کہ امام علیہ السلام کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا تو آپ کے قاتل نے یہ چند اشعار فاتحانہ پڑھے۔

مُلاحظہ ہو اشعارِ ذیل

آمْلَاءُ رِکَابِیْ فِضَّۃً وَ ذَھَبًا　　فَقَدْ قَتَلْتُ الْمَلِكَ الْمُحَجَّبَا
مَنْ یُصَلِّیْ الْقِبْلَتَیْنِ فِی الصِّبَا　　وَخَیْرُھُمْ اِذْ یَذْکُرُوْنَ النَّسَبَا
فَقَتَلْتُ خَیْرَ النَّاسِ اُمًّا وَ اَبًا

بھر دے میری رکابی سونے چاندی سے　　تحقیق میں نے بڑے بادشاہ کو قتل کیا ہے
جس نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے　　بہتر ہے اونکا جب کہ تذکرہ ہوتا ہے انساب میں
قتل کیا میں نے بہتر اونکا باعتبار ماں باپ کے

ابن زیاد نے غصّے میں آکر کہا اگر تو امام حسین کو ایسا جانتا تھا تو کیوں اُس کو قتل کیا ہے۔ قسم خدا کی تو مجھ سے ہرگز خیر کو نہیں پہنچیگا۔ پھر ابن زیاد نے اُس کو بھی مع اہل و عیال و بھائی برادر کے قتل کر ڈالا۔ اور امام حسین کے بھتیجے اور حضرت جعفر و عقیل کی اولاد سے بھی انیس ۱۹ آدمی قتل کر ڈالے حسن بصری کہتے ہیں اُس روز بسط ارض پر اُن کی مثل و شبیہ نہ تھی۔ اور جب امام حسین کا سر مبارک ابن زیاد کے پاس لے گئے۔ اور ابن زیاد

طشت میں رکھا اور ابن زیاد آپکے دانتوں پر چھڑی سے مارتا اور یہ کہتا کہ اتنا حسین تو میں نے نہیں دیکھا ہے اور
امام حسینؓ کے سامنے دانت بہت اچھے تھے۔ اور ابن زیاد کے پاس انس بن مالک بھی بیٹھے تھے رو دیئے کہا امام حسینؓ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے حسن وجمال میں اس حدیث کو امام ترمذی وغیرہ نے نقل کیا ہے اور ابن ابی دنیا
میں یوں لکھا کہ ابن زیاد کے پاس زید بن ارقم بھی تھے زیاد کو کہا اے ظالم اپنی چھڑی اٹھا امام کے چہرے مبارک سے میں نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان ہونٹوں پر پیار لیتے تھے پھر زید بن ارقم بہت رویا اور ابن زیاد نے کہا اگر تو ضعیف
بوڑھا نہ ہوتا تو میں تجھکو بھی انکے ساتھ قتل کر ڈالتا۔ پھر زید بن ارقم اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے لوگو اب تم غلام ہو گئے ہو تم نے
ابن فاطمہ کو قتل کر کے ابن مرجانہ کو اپنا امیر بنایا قسم ہے خدا کی کہ ابن زیاد تمہارے پسندیدہ اچھاوں کو قتل کریگا اور شریروں کو غلام
بنائیگا تم خدا سے دور ہو گئے ہو اس ذلت کو پسند کئے ہو۔ پھر زید بن ارقم نے کہا اے ابن زیاد اس سے بہتر اور ایک نصیحت کرتا ہوں کہ میں نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی دائیں ران مبارک پر حسنؓ کو بٹھایا اور بائیں ران مبارک پر حسینؓ کو بٹھایا۔ پھر اپنا دست
مبارک دونوں کے سر پر رکھ کر فرمایا اے خداوند ذوالجلال میں ان دونوں کو تیرا اور نیک صالح مسلمانوں کے پاس
امانت کو چھوڑے جاتا ہوں تو نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امانت کے ساتھ کیا کیا سلوک کیا ہے جو اس وقت تیرے پاس
امانت ہے۔ پھر تو خدا تعالیٰ نے ابن زیاد کو طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار کیا جامع ترمذی کی کتاب میں ایک صحیح روایت
ہے کہ جبکہ ابن زیاد قتل کیا گیا تو اسکا سر مع اسکے اصحاب کے سروں کے مسجد کوفہ میں نصب کیا گیا جہاں کہ امام حسینؓ
کا سر مبارک نصب کیا گیا تھا۔ تو ایک سانپ آیا تو سروں میں پھر کر تلاش کیا تو ابن زیاد کے ناک میں گھس گیا اسیطرح
دو تین مرتبہ اسکی ناک میں اندر گیا پھر باہر آیا۔

اصل اسکی یوں ہے کہ یہ واقعہ شہادت امام حسینؓ کے مخالفین کو سخت ندامت و عار دامنگیر ہوئی کہ ہم نے اہل بیت اطہار
کے ساتھ کسقدر ظلم و ستم کیا ہے اس سے کوئی نجات کے اسباب بنانا چاہیے۔ ان سب ستمگروں نے مختار ابن عبید کو اپنا
سردار مقرر کر کے ایک جماعت کثیرہ اس کے پیرو ہو گئی اور کوفہ پر قابض و مالک ہو گئے۔ قتال شروع کیا چھ ہزار
ان لوگوں کو نہایت ذلت و خواری سے قتل کیا جو امام حسینؓ کے قتل میں شریک تھے۔ اور ان کے سردار عمرو
ابن سعد بن ابی وقاص کو قتل کیا اور شمر لعین کو بھی قتل کر کے ان کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے اور روندے گئے
ذلیل و خوار کئے گئے۔ جیسے انہوں نے اہلبیت کے ساتھ کیا تھا۔ پھر سب لوگوں نے مختار بن عبید کا شکر ادا کیا۔ اور جب عبید اللہ بن زیاد

مع تیس ہزار فوج کے موصل پہنچا تو ۶۹ھ ا دستر میں ایک جماعت کثیرہ مختار و فنا ابن زیاد مع اسکے ساتھیوں کے عاشورہ کے دن نہر زاط پر قتل کر کے انکے سروں کو مختار کے پاس بھیجدیا۔ پھر انکے سروں کو اسی طرح اس جگہ نصب کیا۔ جہاں امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک نصب کیا گیا تھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہی سانپ تلاش کرتا ہوا آیا اور ابن زیاد کے ناک میں گھس گیا۔ اور ایک تعجب کی بات یہ ہے کہ عبدالملک بن عمر کہتا ہے جب میں ابن زیاد کے پاس قصر الامارہ میں آیا تو لوگ اسکے اطراف کھڑے ہیں امام حسین ؑ کا سر مبارک ڈھال میں اسکے داہنی بازو رکھا ہوا ہے پھر جب میں مختار بن عبید کے پاس آیا تو ابن زیاد کا سر اسی جگہ رکھا ہوا ہے اور اسکا اطراف اسی طرح لوگ کھڑے ہیں پھر جب میں مصعب بن زبیر کے پاس آیا تو مختار بن زبیر کا سر اسکے پاس رکھا ہوا دیکھا۔ پھر جب میں عبدالملک بن مروان کے پاس آیا تو مصعب بن زبیر کا سر اسکے پاس رکھا ہوا دیکھا۔ پھر ان حالات واقعات کو میں نے عبدالملک بن مروان سے بیان کیا تو اسنے کہا خدا نخواستہ پانچویں مرتبہ پھر الیا نہ دکھلائے حکم دیا کہ قصر الامارہ کوفہ کو منہدم کردو۔

جبکہ ابن زیاد نے امام حسین ؑ کا سر مبارک اور بقیہ اہلبیت و دیگر اہل اسلام یزید کے پاس روانہ کیا۔ جب یزید کے پاس لوگ پہنچے تو کہتے ہیں یزید نے ان پر ترحم کیا۔ اور ابن زیاد پر لعن طعن کیا لمولا امام حسین ؑ کے سر مبارک و بقیہ اہلبیت کو مدینۃ النبی کو روانہ کیا۔ جب یہ لوگ مدینے پہنچے تو بنی ہاشم کی عورتیں رنج وغم سے اپنے ہاتھ کو کون پر رکھے ہوئے باہر نکلیں اور عقیل بن ابی طالب کی صاحبزادی بھی روتی ہوئی آئی اور یہ مرثیہ کہتی تھی۔

تم اسوقت کیا جواب دوگے جب تمہارا نبی تم سے دریافت کرے | کیا کیا تم لوگوں نے اے آخر امم
میری اہل و اولاد کے ساتھ بعد گمراہی کے | بعض قیدی بعض ننگے سر بے ہوش خون آلودہ ہیں
اسکا یہی بدلہ تھا جب کہ میں رسالت پہنچا چکا۔ | کہ تم لوگ میرے ذوی رحموں کے ساتھ برائی سے پیش آؤ۔

خاتمۃ الطبع۔ اسمیں شک نہیں کہ اہلبیت اطہار کے واقعات میں طرح طرح کی کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن کسی نے صحت و توثیق روایت کے طرف توجہ نہیں کی ہے اب حال میں اقل عباد اللہ الاحد حاجی محمد نے بہ تحقیق روایات و صحیح عبارات بحوالہ کتب صحاح اہل سنت کے یہ کتاب تصنیف کی ہے اب اہل وفا سے امید ہے جہاں کہیں قلم نے زلزال کیا ہو یا فہم نے طغیان کیا ہو یا کاتب نے اعراب میں غلطی کی ہو تو اس کو بنظر درست فرما کے ناجور ہوں۔
اب بارگاہ الٰہی کے فضل سے یقین ہے کہ حشر میں یہ کتاب ساتھ ہو اور دامن رسول اللہ و اہل بیت کا ہاتھ ہو۔ امین

اعلان: جو ہم نے صفحہ اول پر سوا سو فیصلے کا حوالہ دیا تھا اسکے بعد دو فیصلے دستیاب ہونے سے جملہ (۱۲۷) فیصلے ۱۱۲ تا صفحہ ۲۰۴ پر ختم ہیں ملاحظہ ہوں۔